سوانح حیات

# فیضانِ جھاگوی

کوہ دا اس بے بن تے پاپے۔ پیر بنال سنگھی
اک او ہے حسرت دیکھے وچ جہاں تو جنگی

اشعار


اصیل شاعر ہند کو شاعر وگ ہاڑیاں ہاٹی نیلم

مصنف

مولانا ملک شیراز احمد شیرازی البرکاتی
وگ ہاڑیاں ہاٹی نیلم آزاد کشمیر



ناشر

برکات القلم پبلشرز
جامعہ اسلامیہ برکاتیہ ...


فیضانِ جھاگوی سوانح حیات


مصنف: مولانا ملک شیراز احمد شیرازی البرکاتی


خوشخبری

## انوارِ برکاتیہ

قطب الاقطاب غوث الزمان حضرت علامہ مولانا الحاج محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے پچاس سال (۵۰) بعد آپ کی سوانح پر تین جلدوں میں لکھی گئی تفصیلی کتاب "انوارِ برکاتیہ" شائع ہو گی جس کے مندرجات کا خلاصہ یہ ہے۔

### جلد اول: تاریخ کا آئینہ

باب اول: حضرت قبلہ عالم حبیب اللہ خضری جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات کے تفصیلی احوال پر۔ جس میں آپ کی ولایت خضریہ، جھاگ کی آبادکاری، ولایت خضریہ کا علم، صفات اور حضرت قبلہ عالم حبیب اللہ خضری رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تفصیلی کلام اور دیگر معلومات تحریر کی گئی ہیں۔

باب دوم: (الف) قطب الاقطاب غوث الزمان حضرت علامہ مولانا الحاج محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی قدس سرہ العزیز کی تاریخ پیدائش، آپ کے اساتذہ کرام کا تعارف، آپ کی ازواج کے احوال، آپ کے قائم کردہ دار العلوم اس کے جملہ اساتذہ کرام، فیض یافتگان، خلفاء اور اولاد کی تفصیل درج ہے۔

(ب) برصغیر پاک و ہند کی پہلی شرعی عدالت پر تفصیلی نوٹ، اتفاق فی سبیل اللہ لنگر، سالک آباد کی آبادکاری، ۱۹۴۷ء کی جنگ میں شرکت و شہادت اور سقوطِ کشمیر پر تفصیل شامل ہے۔

### جلد دوم: تصوف

باب سوم: حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے مقام غوثیت، غوثیت کی اقسام، علامات غوثیت اور مقام شہادت پر تفصیلی تحریر۔

باب چہارم: تصوف کی روح، شریعت و طریقت، کرامت و ولایت، منکر و استدراج اور غوث قطب سے صدور کرامت پر خصوصی کلام۔

### جلد سوم: تاثرات

باب پنجم: حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی اولاد و احفاد اور مریدین و متعلقین اور متوسلین کے ذاتی تاثرات درج ہیں۔ بالخصوص دیگر جلد حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی کرامات کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

نصیر احمد لون (...)

سوانح حیات

# فیضان جھاگوی

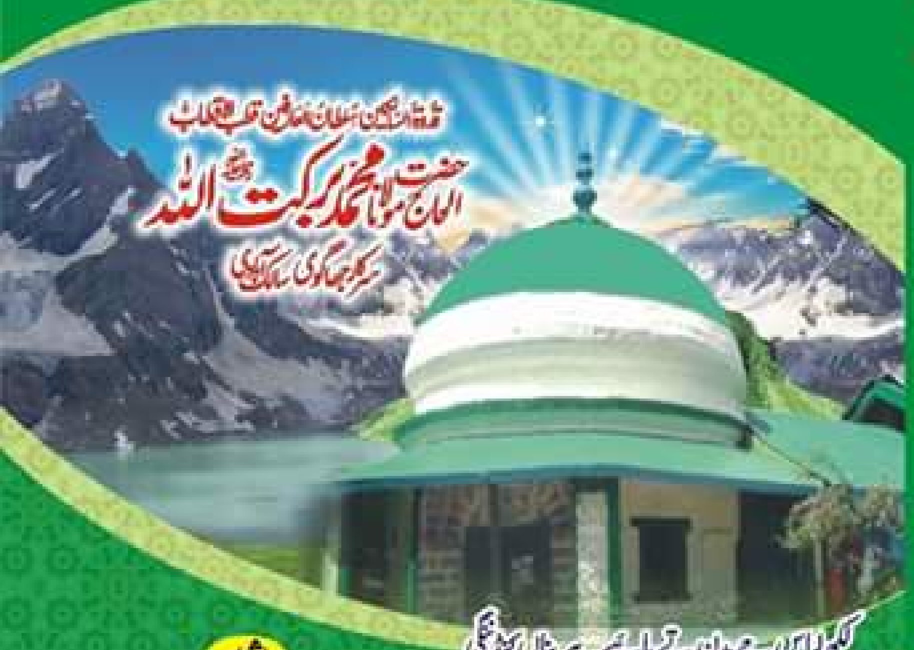


لگو لوک اس بے بدن تے پاپے ۔ پیر بناں سنگی
اک تاں بے مرشد دیکھے تو جہاں تو چنگی

اشعار

مصنف

مولانا ملک شیراز احمد شیرازی البرکاتی

ناشر

برکات القلم پبلشرز

جامعہ اسلامیہ برکاتیہ

فیضان جھاگوی سوانح حیات

مصنف مولانا ملک شیراز احمد شیرازی البرکاتی

خوشخبری

## انوارِ برکاتیہ

قطب الاقطاب غوث الزمان حضرت علامہ مولانا الحاج محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے پچاس سال (۵۰) بعد آپ کی سوانح پر تین جلدوں میں لکھی گئی تفصیلی کتاب "انوارِ برکاتیہ" شائع ہوگی جس کے مندرجات کا خلاصہ یہ ہے۔

### جلد اول: تاریخ کا آئینہ

**باب اول:** حضرت قبلہ عالم حبیب اللہ خضری جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات کے تفصیلی احوال پر۔ جس میں آپ کی ولایت خضریہ، جھاگ کی آبادکاری، ولایت خضریہ کا علم، صفات اور حضرت قبلہ عالم حبیب اللہ خضری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات پر تفصیلی کلام اور دیگر معلومات تحریر کی گئی ہیں۔

**باب دوم:** (الف) قطب الاقطاب غوث الزمان حضرت علامہ مولانا الحاج محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی قدس سرہ العزیز کی تاریخ پیدائش، آپ کے اساتذہ کرام کا تعارف، آپ کی ازواج کے احوال، آپ کے قائم کردہ دارالعلوم اس کے جملہ اساتذہ کرام، فیض یافتگان و خلفاء اور اولاد کی تفصیل درج ہے۔

(ب) برصغیر پاک و ہند کی پہلی شرعی عدالت پر تفصیلی نوٹ، اتفاق فی سبیل اللہ لنگر، سالک آباد کی آبادکاری، ۱۹۴۷ء کی جنگ میں شرکت و شہادت اور سوئے کشمیر پر تفصیل شامل ہے۔

### جلد دوم: تصوف

**باب سوم:** حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے مقام غوثیت، غوثیت کی اقسام، علامات غوثیت اور مقام شہادت پر تفصیلی تحریر۔

**باب چہارم:** تصوف کی روح، شریعت و طریقت، کرامت و ولایت، منکرین استدراج اور غوث و قطب سے صدور کرامت پر خصوصی کلام۔

### جلد سوم: تأثرات

**باب پنجم:** حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی اولاد و احفاد اور مریدین و متعلقین اور متوسلین کے ذاتی تأثرات درج ہیں۔ بالخصوص دیگر جلد حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی کرامات کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

نصیر احمد لون (لاہور)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔


| | |
|---|---|
| نام کتاب | فیضان جھاگوی۔سوانح حیات<br>حضرت قبلہ عالم الحاج محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی۔<br>سالک آباد شریف،دواریاں وادی نیلم آزاد کشمیر۔ |
| اشعار | طوطا شاعر (ہندکو شاعر،درگ،دواریاں،وادی نیلم)۔ |
| مصنف | مولانا ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی (درگ،دواریاں)۔ |
| کمپوزنگ | ملک ظہور احمد آزاد (درگ دواریاں وادی نیلم) |
| پروف ریڈنگ | سمیع اللہ عزیز منہاس (سیری دواریاں،وادی نیلم) |
| سن اشاعت۔ | ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۷ء |
| قیمت۔۔ | 700۔ |
| ناشر۔ | برکات القلم پبلیشرز۔<br>جامعہ اسلامیہ برکاتیہ بنک روڈ مظفر آباد آزاد کشمیر۔ |


## انتساب۔

﴿اولاً﴾---- قبلہ عالم قطب الاقطاب،منبع فیض وبرکات

**الحاج مولانا محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی** رحمہ اللہ تعالیٰ

کے حضور جن کے روحانی فیض نے مجھ عاصی کو راہ ہدایت پر گامزن کیا۔

﴿ثانیاً﴾---- قبلہ دادا حضور جناب

**ملک سلیمان** رحمہ اللہ تعالیٰ۔

والد گرامی جناب قبلہ

**ملک ذوالفقار** مرحوم ومغفور۔

جنھوں نے ہمیشہ،دینی وابستگی،خلوص وللّٰہیت،اولیاء اللہ بالعموم اور قبلہ عالم قطب الاقطاب آقائی ومولائی سیدی مولانا الحاج محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی کی محبت کا بالخصوص درس،لقمہ حلال کھانے کی ترغیب اور ہر سوال پر دعا دے کر اس مقام کے قابل بنایا۔

ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی۔

## الاھداء۔

﴿اولاً﴾---- **دارالعلوم غوثیہ برکتیہ** سالک آباد شریف وادی نیلم آزاد کشمیر۔

﴿ثانیاً﴾---- **جامعہ اسلامیہ برکاتیہ** بنک روڈ مظفر آباد آزاد کشمیر

کے نام۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دونوں اداروں کی دینی خدمات کو اپنے بارگاہ صمدیت میں قبول فرما کر تا قیام قیامت دینی،ملی،مذہبی اور علوم دینیہ کی اشاعت کے لیے قبول فرما لے۔

آمین بجاہ نبیہ الرئوف الرحیم،علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی۔

## تقریظ اول۔

### جگر گوشہ سرکارِ جھاکوی، محسن اہلسنت حضرت قبلہ علامہ مولانا محمد حمید الدین برکتی۔

دامت برکاتھم العالیہ۔

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ برکاتیہ بنک روڈ مظفر آباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا شیراز احمد کی ترتیب دی گئی کتاب میں حضرت قبلہ والد گرامی سے عقیدت رکھنے والے ہندکو شاعر المعروف طوطا شاعر مرحوم و مغفور نے ہندکو زبان میں سالک آباد شریف کے آباد ہونے سے حضرت صاحب کے وصال تک شاعری اپنی میں عقیدت کا اظہار کیا ہے۔یہ کتاب بے مثال ہے۔طوطا شاعر نے یہ شاعری والد گرامی کے وصال کے بعد کی ہے۔یہ حضرت صاحب کی ہی کرامت ہے۔طوطا شاعر خود کہتے تھے کہ میں نے کبھی شاعری کا سوچا بھی نہیں تھا۔بلکہ یہ حضرت صاحب کی جدائی تھی جس نے میرے دل کی کیفیت بدل ڈالی۔طوطا شاعر کہتے تھے کہ جب بھی حضرت صاحب کی ملاقات یا دیدار کے لیے دل تڑپا تو اس جدائی کی کیفیت میں فی البدیہہ شعر زبان پر آتے اور بے ساختہ دل کی کیفیت شاعری کی صورت میں ڈھل جاتی۔

طوطا شاعر عرس کی ہر محفل میں جب دل کی یہ باتیں اشعار کی صورت میں سناتے تو خود بھی روتے اور اہل محفل کو بھی رولا دیتے اور سب پر سکتہ طاری ہو جاتا۔

راقم کو دوران تعلیم جب بھی عرس پاک میں حاضری نصیب ہوئی تو طوطا شاعر ان کے شاعری شائع کرنے کا کہتا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ان کی یہ شاعری منظر عام پر آرہی ہے۔مولانا شیراز احمد نے ہماری دلی خواہش پوری کی ہے۔لیکن جس کے مقدر میں تھا ان سے ہی اللہ کریم نے یہ کام کروایا۔

مولانا محمد شیراز احمد ایک عالم دین ہونے کے ساتھ مجھ سے انتہائی محبت کرنے والے ہیں۔راقم بھی ان سے بے حد محبت کرتا ہے۔ملک ذوالفقار علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ان کے والد مرحوم ہی نہیں بلکہ ان





کے دادا جان بھی جان و دل سے حضرت صاحب پر فدا تھے۔ان کے والد صاحب میرے بڑے بھائی جناب میاں عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت محبت کرتے تھے۔جن کا انتقال حضرت قبلہ والد صاحب کے وصال کے تین سال بعد ہو گیا تھا۔بلکہ ہم سب بھائیوں کا ان کے گھر اکثر آنا جانا رہتا تھا۔

مولانا شیراز احمد نے طوطا شاعر کی شاعری پر جو مفصل کتاب ترتیب دی ہے اس میں خود حضرت صاحب کی رضا بھی شامل حال ہے۔مولانا شیراز احمد نے نہ صرف جدی پشتی تعلق از سر نو استوار کیا ہے بلکہ اسے مزید مضبوط بنایا ہے۔۔مولائے کریم مولانا شیراز احمد کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں اور حضرت قبلہ عالم مولانا محمد برکت اللہ سالک آباد شریف (دواریاں) کی خدمت میں قبول فرمائے۔

صاحبزادہ محمد حمید الدین برکتی

سالک آباد شریف (دواریاں وادی نیلم)

خادم جامعہ اسلامیہ برکاتیہ بنک روڈ مظفر آباد آزاد کشمیر۔

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۷۔بروز جمعرات۔

# تقریظ ثانی ۔

جناب آرکیٹکٹ سمیع اللہ عزیز منہاس ۔ اطال اللہ عمرہ ودوام اقبالہ۔
سیری دواریاں، وادی نیلم ۔
اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل ڈیزائن آفس مظفرآباد۔

**﴿نوٹ﴾**:۔ آرکیٹکٹ سمیع اللہ عزیز منہاس وادی نیلم، گلگت اور آزاد کشمیر کی تاریخ پر مستند کتاب "ناگ سے نیلم تک" کے مصنف ہیں اس کتاب میں تاریخ کشمیر کے کئی گمگشتہ گوشوں کو پہلی مرتبہ اجاگر کیا گیا ہے۔ سیاحت اور تاریخ پر یہ ایک منفرد کتاب ہے۔ آپ پیشہ کے اعتبار سے آرکیٹکٹ (ماہر فن تعمیر) ہیں۔ مجلہ صدائے نیلم کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ سنٹرل ڈیزائن آفس میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ (پبلشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وادی نیلم کے مردم خیز خطہ دواریاں ورگ سے تعلق رکھنے والے "طوطا شاعر" کا کلام "ہندکو" زبان میں بمع ترجمہ بہت اچھی کاوش ہے۔ ایک پسماندہ علاقہ کے شاعر کا "ہندکو" کلام شائع کرنا ہی بذات خود قابل تحسین عمل ہے۔ پھر جس خوبصورت انداز سے صوفیانہ واقعات، برملا اشعار اور پند و نصائح سے اسے مزین کیا گیا یہ "ہندکو" کلام اردو قارئین کے لئے مزید پرکشش بن گیا ہے اور کتاب کی اہمیت دوگنا ہو گئی ہے۔

ماہرین لسانیات کے مطابق "ہندکو" برصغیر کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ مشہور مورخ ڈاکٹر حسن وانی کے مطابق یہ زبان حضرت نوح علیہ سلام کے زمانہ سے برصغیر کے پہاڑوں میں بولی جارہی ہے۔ مورخین اور ماہرین لسانیات اسے آرین کی آمد سے قبل برصغیر میں بولی جانے والی زبانوں میں شامل





کرتے ہیں۔ برصغیر اور وسط ایشیاء کے ایک عظیم بادشاہ کنشک کے عہد کے کتبے "ہندکو" زبان میں لکھے ہوئے دریافت ہوئے ہیں۔ یہ بادشاہ بدھ مت کا داعی اور علمبردار تھا اور اس کا دور تقریباً پہلی صدی عیسوی بنتا ہے۔ کشمیر کلچرل اکیڈمی (مقبوضہ کشمیر) کے مصنفین کے پہاڑی زبان پر شائع ہونے والے تحقیقی مقالاجات میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ "پالی" زبان کے ساتھ ساتھ اشوک اور کنشک کے عہد میں بدھ مت کی اشاعت کے لئے شمالی ہندوستان و پاکستان میں "ہندکو" نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان کے مطابق اس زمانہ میں "ہندکو" زبان میں بہت بڑا ادبی کام ہوا۔ یہ ادبی سرمایہ اسی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ گیا جس طرح ان پہاڑی علاقوں سے خود بدھ مت کے ماننے والے۔ لیکن اس کے اثرات آج بھی پہاڑی زبان بولنے والوں میں پائے جاتے ہیں۔ نہ صرف وادی نیلم بلکہ "ہندکو" بولنے والے دوسرے علاقوں میں بھی تعلیم سے نابلد افراد جس خوبصورت انداز میں شاعری پر مہارت رکھتے ہیں مختلف محاورے استعمال کرتے ہیں یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ طوطا شاعر بھی ان میں سے ایک تھے۔ کئی دیگر مقامی "ہندکو" شاعروں کی طرح اگر ان کا کلام بھی کتابی شکل میں محفوظ نہ کیا جاتا تو یہ سرمایہ بھی ضائع ہو جاتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سرمایہ کو آزاد کشمیر میں قائم کشمیر کلچرل اکیڈمی تحفظ فراہم کرنے کیلئے نوجوانوں اور بالخصوص مقامی شعراء کی عملی سرپرستی کرے۔

"ہندکو" زبان میں شائع ہونے والی اس شاعری کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ دواریاں سے تعلق رکھنے والی عظیم روحانی شخصیت حضرت الحاج مولانا محمد برکت اللہ جھاگوی جو غوث کے عہدہ پر فائز تھے کے زمانہ کی چشم دید تصویر ہے۔ طوطا شاعر نے جو واقعات دیکھے انہیں "ہندکو" شاعری کا لبادہ پہنا کر تحریری طور پر محفوظ کر لیا ۔ آپ کے حالات زندگی پر معرکۃ الآراء کام جگر گوشہ سرکار جھاگوی حضرت علامہ حمید الدین برکتی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں جاری ہے۔ اس سے قبل سرکار جھاگوی کے حالات زندگی پر "انوار برکاتیہ" کے نام سے تین جلدوں پر مشتمل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ 8 سال سے زائد عرصہ کی محنت شاقہ اور تحقیق کے بعد اسے علامہ صاحب کی سرپرستی میں ان کے بڑے صاحبزادے مفتی محمد معین الدین حمیدی برکاتی نے مرتب کیا ہے۔ زیر مطالعہ کتاب اسی تحقیقی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس تحریری کاوش کی اشاعت پر جگر گوشہ سرکار جھاگوی حضرت علامہ حمید الدین برکتی مدظلہم العالی، مفتی محمد معین الدین حمیدی برکاتی اور بالخصوص مولانا شیراز احمد شیرازی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں ۔غالباً مولانا شیراز احمد شیرازی صاحب کا یہ پہلا قلمی شاہکار ہے۔پہلی ہی تصنیف میں ان کا انداز تحریر ایک منجھے ہوئے لکھاری کو جوان کے اندر پوشیدہ تھا سامنے لے آیا ہے۔اس لحاظ سے بھی یہ خوش آئند بات ہے کہ طوطا شاعر کی شاعری نے ایک چھپے ہوئے مصنف سے ہمیں روشناس کرایا۔امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے تحریری کام کو اب ہمیشہ جاری رکھیں گے۔

سمیع اللہ عزیز منہاس
سیری دوارایاں وادی نیلم۔
مورخہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۷ ۔بروز منگل ۔
03162828791___kasharmy@gmail.com.__





## مقدمۃ الکتاب ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

الحمدللہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین .اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم .بسم اللہ الرحمن الرحیم .اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم . صدق اللہ العظیم ۔

مظہر عشق مست ومحبوب بحق
از ھمہ کرویان بردہ سبق

## اولیاء اللہ کی پیروی صراط مستقیم ہے ۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو خاتم النبیین کا تاج سجا کر قیامت تک کے لیے نبی بنا کر بھیجا ہے۔آئندہ بھی کسی قوم کے لیے کسی اور نبی کو ہدایت اور راہنمائی کے لیے نہیں بھیجا جائے گا۔تکمیلِ دین کے بعد یہ ذمہ داری آپ کے نائبین، علمائے حق اور اولیائے امت اپنے اقوال اور اعمال سے کرتے ہوئے مسلمانوں کے دین، اسلام اور ایمان کو تازگی بخشتے رہیں گے۔ان کی شان وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا "وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلاۃ ایتاء الزکوۃ و کانوا لنا عابدین ۔

یعنی اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے۔

سورت الانبیاء ۔آیت 73 ۔پارہ 17 ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

جبکہ ان نفوس قدسیہ کے برعکس کچھ لوگ برائی کے پیشوا ہیں ۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

**وجعلناهم ائمة يدعون الى النار ويوم القيامة لاينصرون ۔**

اورانہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی ۔یعنی وہ گناہوں میں اس قدر بڑھے ہوتے ہیں گویا وہ اس شعبے کے مقتدا و پیشوا ہیں ۔

سورۃ القصص ۔آیت 41 ۔پارہ 20 ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

اللہ تعالٰی نے ان دونوں گروہوں کو ایک دوسرے مقام پر بھی بیان فرمایا ہے:۔

**فمنهم من هدى الله ومنهم من حقت عليه الضللة ،فسيروا فى الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ۔**

تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری تو زمین میں چل پھر کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ۔

سورۃ النحل ۔آیت ۳۶ ۔پارہ ۱۴ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ گزشتہ لوگوں کے واقعات سے سبق سیکھنا چاہیے ۔اچھے ہوں تو پیروی کرنی چاہیے اور برے ہوں تو پرہیز کریں ۔الختصر گویا اللہ تعالٰی نے فرمایا کچھ لوگ نیکی کے امام و پیشوا ہوں گے اور کچھ لوگ برائی اور بروں کے پیشوا قرار پائیں گے ۔جو لوگ دین اسلام اور ایمان کی طرف بلانے والے ہوں گے ان کی پانچ بڑی علامات ہیں ۔اول یہ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالٰی نے امام و مقتدا بنایا یعنی اللہ تعالٰی نے انہیں خیر و نیکی پر اس طرح قادر بنا دیا ہے کہ وہ نفوس قدسیہ لوگوں کو اللہ تعالٰی کے حکم اور اذن پر دین اسلام اور ایمان کی دعوت دیں گے ۔دوم ان کی طرف نیکی الہام ہوگی یعنی شریعت پر عمل پیرا ہونے کے پابند ہوں گے ۔سوم نماز قائم کرنے پر پابند ہوں گے یعنی بدنی عبادات اور ذکر کے پابند ہوں گے ۔چہارم زکوۃ کی ادائیگی کریں گے یعنی مالی عبادت کے ذریعے اللہ تعالٰی کی مخلوق پر شفقت کریں گے اور پنجم اخلاص کے ساتھ ہماری عبادت کرنے والے ہوں چونکہ عبدیت کا تقاضا ہے کہ بندہ اللہ تعالٰی کی اطاعت اور اس کی عبادت میں مشغول رہے ۔وہ لوگ حتی المقدور اس تقاضے کو پورا کریں گے ۔





1 ﴿......اولیائے کرام ہی ان نفوس قدسیہ سے ہیں جو اللہ تعالٰی کے اس فرمان کا مصداق ہیں:۔

**وجعلنا منهم ايمة يهدون بامرنا لما صبروا و كانوا باياتنا يوقنون ۔**

اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے ۔

سورۃ السجدہ ۔آیت 24 ۔پارہ 21 ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

2 ﴿......صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے بعد اولیائے کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن اپنے اپنے علاقے کے رہبر و راہنما اور ہادی ہیں ۔اللہ تعالٰی کے اس فرمان کے بھی مصداق ہیں :۔

**ولكل قوم هاد ۔**

اور ہر قوم کے لیے کوئی نہ کوئی راہ دکھلانے والا اور نصیحت کرنے والا ہے ۔

سورۃ الرعد ۔آیت 7 ۔پارہ 13 ۔

3 ﴿......اللہ تعالٰی نے اپنے اولیائے کرام علیہم الرضوان کی شان میں فرمایا:۔

**الم تر ان الله سخرلكم مافى السموات ومافى الارض واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة ۔**

کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ تعالٰی نے تمہارے لیے کام لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہری اور چھپی ۔

سورۃ لقمان ۔آیت 20 ۔پارہ 21 ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں اپنے انعام یافتہ لوگوں کی پیروی کا حکم دیا ہے ۔چونکہ اولیائے کرام علیہم رحمۃ الرضوان اپنی زندگی میں بھی ہادی و رہبر ہوتے ہیں اسی لیے اللہ تعالٰی نے اپنے کلام پاک میں فرمایا "**اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم**"

یعنی اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کی تفصیل وتفسیر یوں بیان فرمائی:۔

**ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ۔ذالک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما۔**

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

سورۃ النساء۔ آیت ۶۹ و ۷۰۔ پارہ ۵۔ ترجمہ کنز الایمان۔

چونکہ انبیاء کرام علیھم السلام کا مصداق بالکل واضح ہے لہذا صدیق کی تفسیری وضاحت ضروری ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ صدیق کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

**الاول ان کل من صدق بکل الدین لایتخالجہ فیہ شک فھو صدیق والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون (الحدید۔ آیت ۱۹)۔**

احتمال اول ۔۔۔ بے شک ہر وہ شخص جس کے دل نے سارے دین کی اس طرح تصدیق کی جس میں شک کی گنجائش نہ رہے تو وہ صدیق ہے۔ اس احتمال پر اللہ تعالیٰ کا فرمان دلیل ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان وہی ہیں کامل سچے ہیں۔

شہید کی تفسیر میں امام رازی علیہ الرحمۃ نے شہید سے بالخصوص "مقتول الکفر" مراد نہ ہونے پر دلائل ذکر کرنے کے بعد اصل مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

**فالشھداء ھم القائمون بالقسط وھم الذین ذکر ھم اللہ فی قولہ شھد اللہ انہ لاالہ الا ھو والملائکۃ والوا العلم قائما بالقسط۔**

پس شہداء وہی ہیں جو انصاف کے ساتھ قائم ہیں اور یہ وہ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں فرمایا





ہے اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔

"صالحون" کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:۔

**الصفۃ الثالثۃ الصالحون والصالح ھو الذی یکون صالحا فی اعتقادہ وفی عملہ فان الجھل فساد فی الاعتقاد والمعصیۃ فساد فی العمل۔**

آیت مبارکہ میں بیان ہونے والی تیسری صفت "صالحون" ہے اور صالح سے وہی شخص مراد ہے جو اعتقاد اور عمل میں صالح ہو۔ پس بے شک جہالت اعتقاد میں فساد ہے اور معصیت عمل میں فساد کا نام ہے۔

4۔۔۔۔ اولیائے کرام ہی ان نفوس قدسیہ سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق ہیں:۔

**ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٓئک ھم المفلحون ۔**

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۰۴۔ پارہ ۴۔ ترجمہ کنز الایمان۔

5۔۔۔۔ انہی کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

**اولٓئک علی ھدی من ربھم واولٓئک ھم المفلحون ۔**

وہی لوگ اپنے رب کی طرف ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔

سورۃ البقرۃ۔ آیت ۵۔ پارہ ۱۔

6۔۔۔۔ یہی اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مصداق ہیں:۔

واولٓئک لھم الخیرات واولٓئک ھم المفلحون ۔

اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے ۔

سورت التوبہ ۔آیت ۸۸ ۔پارہ ۱۰ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

7۔۔۔۔۔۔اولیائے کرام ہی اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں:۔

ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللہ .واولٓئک ھم المفلحون ۔

یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہیں کا کام بنا ۔

سورت الروم ۔آیت ۳۸ ۔پارہ ۲۱ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

8۔۔۔۔۔۔یہی سچے اولیاءاللہ کی علامات ہیں ۔

الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون .اولٓئک علی ھدی من ربھم واولٓئک ھم المفلحون ۔

جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں ۔وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہیں کا کام بنا ۔

سورت لقمان ۔آیت ۴،۵ ۔پارہ ۲۱ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

9۔۔۔۔۔۔یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بہترین مصداق ہیں:۔

ولایجدون فی صدورھم حاجۃ مماأوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ .ومن یوق شح نفسہ فاولٓئک ھم المفلحون ۔

اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں ۔

سورت الحشر ۔آیت ۹ ۔پارہ ۲۸ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔





10۔۔۔۔۔۔یہی وہ لوگ ہیں جو انفاق فی سبیل اللہ وجہ عالیہ پر فائز ہیں:۔

وانفقوا خیرالانفسکم ۔

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو ۔

سورت التغابن ۔آیت ۱۶ ۔پارہ ۲۸ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

11۔۔۔۔۔۔انہی کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہونے کا حکم قرآن پاک میں مذکور ہے:۔

اولٓئک الذین ھدی اللہ فبھدیھم اقتدہ ۔

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو ۔

سورت الانعام ۔آیت ۹۰ ۔پارہ ۷ ۔ترجمہ کنزالایمان ۔

المختصر ہمیں معلوم ہو گیا کہ انعام یافتہ لوگ کون کون ہیں ۔ہمیں معلوم ہو گیا کہ قرآن پاک کی روشنی میں انعام یافتہ لوگوں کی کیا کیا صفات ہو سکتی ہیں ۔انعام یافتہ لوگوں میں اولیائے کرام کو کیا مقام حاصل ہے ۔ہمیں معلوم ہو گیا کہ اولیائے کرام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کیسی کیسی نعمتوں کا انعام وافضال کر رکھا ہے ۔ہمیں معلوم ہو گیا کہ کہ صراط مستقیم کی صحیح نشاندہی کیسے ممکن ہو گی ۔ہمیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صدیقین میں اولیائے کرام کا کیا مقام ہے،شہداء سے کون لوگ مراد ہیں اور صالحین کا اطلاق کن لوگوں پر ہوتا ہے ۔

## گزشتہ لوگوں کے تذکرے اور قرآن کریم ۔

جب ہم نے انعام یافتہ ہستیوں کی تفصیل وتشریح اور تفسیر پڑھ لی کہ اب کوئی ابہام نہیں رہا ۔اب ہم اصل مقصد کی طرف آتے ہیں کہ انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر کیسے چلا جا سکتا ہے ۔انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے احوال پر مطلع ہوا جائے ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی جابجا پچھلی امتوں کے انبیائے کرام علیھم السلام اور مقربین کے تذکروں کے ذریعے نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے لوگوں کو تسلی دی اور اپنے محبوب بندوں کے دشمنوں،گمراہوں اور مغضوب پر نازل شدہ عذاب کے ذریعے

تنبیہ کی ہے۔

1۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

**لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب .ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شئی وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون۔**

بیشک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں ۔یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں ۔لیکن اپنے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت۔

سورت یوسف ۔آیت ۱۱۱۔پارہ ۱۳۔ترجمہ کنز الایمان۔

2۔۔۔۔۔۔ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

**ذالک مثل القوم الذین کذبوا بایاتنا .فاقصص القصص لعلھم یتفکرون ۔**

یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائی ۔تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں۔

سورت الاعراف ۔آیت ۱۷۶۔پارہ ۹۔ترجمہ کنز الایمان۔

معلوم ہوا کہ گمراہوں کے احوال اس لیے بیان کرنا کہ ان سے تنبیہ اور نصیحت حاصل کی جا سکے قرآن پاک کی پیروی ہے۔

3۔۔۔۔۔۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

**ان ھذا لھو القصص الحق۔**

یہی بے شک سچا بیان ہے۔

سورت آل عمران ۔آیت ۶۲۔پارہ ۳۔

4۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسولوں کے تذکروں کے متعلق فرماتا ہے:۔





**ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک ۔**

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے ہی رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

سورت المؤمن ۔آیت ۷۸۔پارہ ۲۴۔ترجمہ کنز الایمان۔

5۔۔۔۔۔۔ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

**ورسلا قصصناھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک ۔**

اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا۔

سورت النساء ۔آیت ۱۶۴۔پارہ ۶۔ترجمہ کنز الایمان۔

6۔۔۔۔۔۔روحانی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

**وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین ۔**

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبر سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت۔

سورت ھود ۔آیت ۱۲۰۔پارہ ۱۲۔ترجمہ کنز الایمان۔

7۔۔۔۔۔۔**تلک القری نقص علیک من انبائھا ۔**

یہ بستیاں ہیں جن کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں۔

سورت الاعراف ۔آیت ۱۰۱۔پارہ ۹۔ترجمہ کنز الایمان۔

8۔۔۔۔۔۔**ذالک من انباء القری نقصہ علیک منھا قائم وحصید۔**

یہ بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں۔ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی۔

سورت ھود۔آیت ۱۰۰۔پارہ ۱۲۔ترجمہ کنزالایمان۔

9۔۔۔۔۔نحن نقص علیک نبائھم بالحق ،انھم فتیۃ امنوا بربھم وزدناھم ھدی۔

ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی۔

سورت الکہف۔آیت ۱۳۔پارہ ۱۵۔ترجمہ کنزالایمان۔

10۔۔۔۔۔کذالک نقص علیک من ابناء ما قد سبق ،وقد اتیناک من لدنا ذکرا۔

ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا۔

سورت طٰہٰ۔آیت ۹۰۔پارہ ۱۶۔ترجمہ کنزالایمان۔

11۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے ایک مقام اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ کو تسلی فرمائی:۔

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لھم۔

تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی نہ کرو۔

سورت الاحقاف۔آیت ۳۵۔پارہ ۲۶۔ترجمہ کنزالایمان۔

ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جہاں اپنے نیک و محبوب بندوں کا ذکر کے دوسرے نیک و محبوب بندوں کو حوصلہ اور تسلی بخشی وہاں گمراہوں، نافرمانوں، کافروں اور مشرکوں کے احوال بیان کرکے برے انجام کے نتیجے سے ڈرایا بھی۔یہ دونوں صورتیں ہدایت میں مددگار ہیں۔اللہ تعالیٰ تمام سلمانوں پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے۔آمین۔

## اولیائے کرام کے احوال لکھنا پڑھنا علماء کا عمل مسلسل۔

ان تمام آیات بینات سے معلوم ہوا کہ نیکوکار لوگوں کے تذکرے کا ایک فائدہ ہے اسی طرح مغضوب





لوگوں پر نازل شدہ عذاب کا تذکرہ کرکے کچھ لوگوں کو نصیحت کی گئی ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے قبل ہی صحابہ کرام اور دیگر لوگوں کے احوال کو جمع کرنا شروع کر دیا گیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ آج تک مسلسل بزرگان دین اور ائمہ عظام، فقہائے کرام اور علمائے کرام کے تذکروں پر مشتمل کئی کئی جلدوں کی کتب دستیاب ہیں۔اگر یہ کام عبث ہوتا ہے یا اس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہوتا تو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ پر محیط تاریخ اسلام ضبط و محفوظ نہ ہوتی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فضول کام سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے:۔

من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنی۔

یعنی جن کاموں کے کرنے پر آخرت میں ثواب نہ ہو ان کو نہ کرنا انسان کے اسلام کی بہتری کی نشانی ہے۔معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کے تذکروں میں اللہ تعالیٰ نے رحمت و برکت رکھی جس کے سبب علمائے کرام اولیاء اللہ، علماء اور فقہاء کے تذکرے، تراجم، سوانح حیات اور علمی کارنامے لکھتے اور پڑھتے اور آج تک کے علماء ان سے فیض حاصل کرتے آئے ہیں۔

صالحین و اولیاء اللہ کے احوال لکھنا اور پڑھنے کی کئی برکتیں ہیں:۔

1۔۔۔۔۔اس سلسلے میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مشہور فرمان حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے:۔

الحکایات عن العلماء ومحاسنھم احب الی من الفقہ لانھا آداب القوم۔

علمائے کرام کے متعلق حکایات اور ان کے محاسن کا بیان مجھے فقہ سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ ان سے علمائے کرام کے طریقہ کا علم ہوتا ہے۔

ترتیب المدارک وتقریب المسالک۔ج ۱۔ص ۲۲۔باب مقدمہ۔

2۔۔۔۔۔اسی کتاب میں مذکور ہے:۔

قال بعض المشائخ الحکایات جند من جنود اللہ یثبت بھا قلوب اولیائہ۔

بعض مشائخ نے فرمایا اولیائے کرام کی حکایات اللہ تعالیٰ کے ایسے لشکروں میں سے ایسے لشکر ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے اولیائے کرام کے دلوں کو قرار و مضبوطی بخشتا ہے۔

ترتیب المدارک وتقریب المسالک۔ج ا۔ص ۲۳۔باب مقدمہ۔

3۔۔۔۔۔حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے۔

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ ۔

اولیاءاللہ کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

4۔۔۔۔۔اولیاءاللہ کے تذکرے صالحین کی سیرت کی معرفت کا طریقہ ہیں اور ان کی اقتدا کرنے کا ذریعہ ہیں جیسا کہ گمراہوں، بددیانتوں، بے ایمانوں، فاسقوں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کے احوال پڑھنے سننے سے ان کے طریقہ واردات کی معرفت ہوتی کہ انہوں نے اخروی خسارہ کیسے پایا کہ ان کا انجام اچھا نہ ہوا۔انہیں ہمیشہ برے القاب میں یاد کیا جاتا رہے گا۔

5۔۔۔۔۔گزشتہ لوگوں کے احوال پڑھنے سے زندگی کے تجربات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔نصیحت ملتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے قصوں میں عقل والوں کے لیے عبرت ونصیحت ہے۔

6۔۔۔۔۔ان کے احوال پڑھنے سے دنیاوی اور اخروی طور طریقوں کا علم بھی ہوتا ہے۔یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظالم نے ظلم کیسے کیا،اس کا انجام کیا ہوا اور مومن کی اللہ تعالیٰ کیسے مدد فرمائی۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مخلوق میں سے مختلف قسم کے قصص بیان فرمائے۔پہلی امتوں کا تفصیلی تذکرہ فرمایا،اپنے اولیاء اور نیکوکاروں کے ساتھ اپنے محبت،انعام واکرام اور فضل کے تذکرے بھی فرمائے اور اپنے نیک بندوں کے دشمنوں کے برے انجام کے واقعات بھی نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے لوگوں کے سامنے پیش کیے۔معلوم ہوا کہ قرآن پاک گزشتہ لوگوں کے قصص سے بھرا ہوا ہے تاکہ عبرت حاصل کی جاسکے،نئے ظہور ہونے والے حادثات وواقعات پر تسلی ہو سکے کہ اس طرح کے کئی کام انبیائے سابقہ کے ساتھ بھی پیش آچکے ہیں۔





7۔۔۔۔۔گزشتہ واقعات سے نئے مسافروں کو پیش آنے والی مشکلات،ان کی پریشانیوں اور بیماریوں کا حل اور علاج موجود ہوتا ہے۔یہ واقعات صوفیانہ راستے پر چلنے والوں کی روح کی غذا ہیں،ان کا ورد ووظیفہ ہیں جن کے حصول کے بغیر کامیابی بہت مشکل ہے۔جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا:۔

باز گو تا قصہ درمانہا شود
باز گو تا مرہم جانہا شود ۔

وہ قصہ پھر سناؤ تاکہ ہمارے درد کا علاج ہو سکے۔وہ قصہ پھر سناؤ تاکہ ہماری زخمی روح کا علاج ہو سکے۔

8۔۔۔۔۔اولیائے کرام کے احوال کا پڑھنا دل کی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ان سے روح کو قوت اور دل کو نئی زندگی ملتی ہے۔مشائخ نے فرمایا:۔

ما رائیت للقلب انفع من ذکر الصالحین ۔

یعنی بزرگوں کے احوال کے تذکروں سے زیادہ دل کے لیے نفع بخش کوئی چیز نہیں ہے۔اسی بات کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے:۔

باز گو آن قصہ کان شادی فزاست
روح ما را قوت ودل را جان فزاست ۔

9۔۔۔۔۔عقیدتمندوں،مریدین،متعلقین اور متوسلین کے لیے اولیائے کرام اور مرشدین کے احوال میں نئی زندگی ہے۔ان لوگوں کو اپنے مرشدین کے احوال سے باخبر ہونا واجب کی طرح ہے۔اس بات کو مولانا روم یوں بیان فرمایا:۔

اے دل این اسرار را در گوش کن
قسم تو گر ہست زین خوش نوش کن ۔

اے دل ان اسرار و رموز کی باتوں کو اچھی طرح سن۔اگر تو ان کے راستے پر ہے تو بہت ہی غور سے سن اور سمجھ۔

10﴾...... اولیائے کرام کے احوال مریدین، متعلقین، عقیدتمندوں اور متوسلین کے لیے مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ تصوف کے راستے کی نشانیاں ہیں۔ صراط مستقیم کی علامات ہیں۔ ان سے اعراض دراصل صراط مستقیم اور تصوف کے راستے سے منہ پھیرنا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

گوش کن چوں حلقہ اندر گوش کن

ایں سخن را پیشوائے ھوش کن ۔

ان احوال کو اپنے دل کے کانوں میں بند ھ کرلو۔ ان احوال اور تذکروں کو اپنے راستے کے راہنما بنالو۔

11﴾...... اولیاءاللہ کے احوال پڑھنے سے مریدین، متعلقین، متوسل اور عقیدتمندوں پر وہی کیفیت طاری ہوتی ہے یا وہ احوال پڑھنے سے ان احوال کے تحمل کے قابل ہو جاتے ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

چوں ترا یاد آید آں خواب، ایں سخن

معجزہ نو باشد، وراز کُہُن ۔

یہی بات علمائے دیوبند کے حکیم الامت جناب مولانا اشرف علی تھانوی کے احوال میں یوں درج ہے:۔

آپ سلف صالحین کے حالات وتذکرہ جات بھی بڑے جھوم جھوم کر سناتے اور فرمایا کرتے تھے یہ حضرات اہل سکر تھے۔ ان کے تذکروں میں بھی یہ اثر ہے کہ سکر کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حضرات عشاق تھے۔ ممکن نہیں کہ ان کے حالات پڑھے جائیں اور قلب میں محبت الٰہی پیدا نہ ہو۔ بحوالہ اشرف السوانح۔ ج ۱۔ ص ۱۰۹)

ماخوذ از امداد الفتاوی۔ ج ۱۔ ص ۷۔

12﴾...... جو لوگ اولیاءاللہ کے احوال وتذکرے نہیں پڑھتے وہ ان کے فیض کے اثر سے بھی محروم رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے۔ تذکرہ نہ پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مرید دعویٰ محبت میں سچا نہیں ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

گوشِ دل را یک نفس ایں سو بدار





تا بگویم با تو از اسرارِ یار ۔

دل کے کانوں کو ذرا ادھر بھی لگا تا کہ میں تجھ سے راز و نیاز کی بات کر سکوں۔ یعنی محبوب و مرشد کی بات کو بہت توجہ سے سننا چاہیے تب جا کے فیض کا حصول شروع ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

ایں بیں وحالِ آں نیک داں

ورنہ بینی حال را نیکو بخواں ۔

یعنی بزرگوں کے احوال کو اچھی طرح دیکھنا چاہیے، ان کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے اور انکے متعلق باتوں، ان کے تذکروں اور احوال کو خوب محبت سے پڑھنا چاہیے تا کہ جلدی فیض کا حصول ممکن ہو سکے۔

13﴾...... اولیائے کاملین کے تذکرے کو فضول وبے کار سمجھنا صوفیا کے راستے پر چلنے کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے بہت مضر ہے۔ کیونکہ ان احوال کے پڑھنے سے مرشدین کے دربار میں حاضری نصیب ہوتی ہے۔ یہ ان کے روحانی دیدار کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا:۔

ایں حکایت نیست پیشِ مردِ کار

وصفِ حال ست وحضورِ یارِ غار ۔

اولیائے کرام کے یہ تذکرے محض حکایات نہیں ہیں بلکہ یہ اس راستے کے حقیقی مسافر کے لیے اپنے مرشدین کے احوال کی وضاحت اور مرشدین کے حضور حاضری کا ذریعہ ہیں۔

14﴾...... اولیائے کرام کے تذکرے اولیائے کرام کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ومنظور، محبوب ومقرب ہونے کی نشانیاں ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:۔ فاذکرونی اذکرکم۔ یعنی تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ تم مجھے تنہائی میں یاد کرو گے میں بھی تمہیں تنہائی میں یاد کروں گا اور تم مجھے کسی مجلس میں یاد کرو گے تو میں تمہارے مجلس سے بہتر مجلس میں تمہارا تذکرہ کروں گا۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ اسے بات کو یوں بیان فرمایا ہے:۔

ایں صلوۃ وایں جہاد وایں صیام

ہم نماند،جاں بماند نیک نام ۔

دنیا سے رخصت ہونے کے بعد نماز، جہاد اور روزے کی تکلیف نہیں رہے گی ۔ہاں اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر نیک نام کما لیا تو امت کے تسلسل کے سبب پھر تمہارے تذکرے ہوتے رہیں گے۔

15﴾......بزرگوں کے احوال پڑھ کر ان کے راستے پر نہ چلنا صراط مستقیم کو اختیار نہ کرنا گمراہی کی علامت ہے۔یہ احوال صراط مستقیم کے مسافر کے علاوہ کو ہضم نہیں ہو سکتے ۔وہ انہیں نہ پڑھ سکے گا۔بزرگوں کے احوال سے نابلد انسان اگر صوفیا کے راستے کا مسافر ہونے کا دعویدار ہے تو وہ خود بھی گمراہ اور دوسرے کی گمراہی کا سبب بھی ہے۔مولانا روم فرماتے ہیں:۔

کہ زمین و آسمان پر نور شد

در مقالات آں ہمہ مذکور شد

لیک کوتہ کردم آں گفتار را

تا نہ نوشد ہر خسے اسرار را

کہ زمین وآسمان اللہ تعالیٰ رحمت کے نور سے پر ہیں۔اولیائے اللہ کے احوال کے تذکروں میں رحمت کے بہت سے اسباب مل جائیں گے۔لیکن ہم یہاں ان کی تفصیل بیان کرنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ بات ادھوری چھوڑ دیں تاکہ کوئی کمینہ صفت ان راز و نیاز کی باتوں کو چرا نہ لے اور پھر مدعی ولایت بن جائے۔

16﴾......جس طرح اولیاء اللہ کی ہر بات کو عام لوگوں یعنی جو اس راستے کے مسافر نہیں ان کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے اسی طرح اس راستے کے مسافروں کو بزرگوں کے احوال سے روگردانی بھی نہیں کرنی چاہیے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ترک کن تا ماند ایں تقریر خام





کاسۂ خاصاں منہ بر خوانِ عام ۔

تفصیل بیان کرنے کو چھوڑ دے تاکہ یہ تقریر ادھوری رہے کیونکہ خاص لوگوں کا کاسہ عام لوگوں کے دسترخوان پر نہیں رکھنا چاہیے۔یعنی جو عام لوگ ہیں بے شک وہ اسے نہ پڑھیں مگر خاص لوگوں کو ان تذکروں سے فیض یاب ہونا چاہیے۔اسی بات کو میاں محمد بخش رحمہ اللہ نے اپنے انداز میں بیان فرمایا:۔

خاصاں دی گل عاماں اگے نئیں مناسب کرنی

مٹھی کھیر پکا محمد تے کتیاں اگے دھرنی

17﴾......بزرگوں کے احوال پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ولی اللہ کے مقام وعظمت کا پتہ چلتا ہے۔جس سے بزرگوں کی محبت قائم ہوتی اور نیکوکار اور صالحین کے ساتھ محبت کامیابی ونجات کا ذریعہ ہے۔مولانا روم علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اولیائے اللہ کی عظمت کا یوں اظہار فرمایا ہے:۔

مظہرِ عشق ست و محبوبِ بحق

از ہمہ کروبیاں بُردہ سبق ۔

وہ عشق الٰہی کا مظہر اور اللہ تعالیٰ کا خاص محبوب ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب تمام مقرب فرشتوں پر فضیلت میں سبقت لے گیا ہے۔

18﴾......اللہ تعالیٰ کے اولیاء اپنے دور کی بے مثل و مثال شخصیت کے حامل ہوتے ہیں۔یہ بات بھی ان کا تذکرہ پڑھے بغیر معلوم نہیں کی جا سکتی۔مولانا روم فرماتے ہیں:۔

وارثے نابودہ یک خوی ترا

اے ! فلک سجدہ کناں کوی ترا ۔

کوئی شخص بھی تیری ایک عادت کا وارث نہ بن سکا۔اے اللہ تعالیٰ کے عظیم ولی آسمان بھی تیری گلی کے سجدے کرتا ہے۔

19﴾...... سچے مریدین و متوسلین اور معتقدین کی محبت فیض دینے والے مرشد سے شروع ہوتی ہے اسی پر ختم ہوجاتی ہے۔ صوفیا کی اپنی اصطلاحات اور بولیاں ہیں۔ ان کی محبت کے تقاضے کچھ اور ہیں اور دیگر لوگوں کے محبت کے زاویے کچھ اور ہیں۔ کسی شاعر نے صوفیانہ رنگ کی کیا خوب تصویر کھینچی ہے:۔

مسکن یار است و شہر شاہ من

پیش عاشق این بود حب الوطن ۔

مرشد و محبوب کے مسکن و خانقاہ اور آستانے اور محبوب کے شہر سے انتہائی محبت کرنا عاشق کے نزدیک اسی کا نام حب الوطنی ہے۔

20﴾......اولیاءاللہ اور علمائے گزشتہ اور اسلاف و اخلاف کے تذکرے پڑھنے سے انسان گمراہی، بدعقیدگی، گستاخی اور امت میں فرقہ واریت سے بچ جاتا ہے۔ علامہ محمد اقبال علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اپنے ایک شعر میں ایسے بہت سے اختلاف اور فرقہ وارنہ دہشت گردی کا حل پیش کیا ہے۔ اگر علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قاعدہ پر عمل کرلیا جائے تو کون حق پر اور کون گمراہی کی دنیا کا مسافر ہے بالکل واضح ہوجائے گا۔ علامہ فرماتے ہیں:۔

زاجتہاد عالمان کم نظر .

اقتداء بر رفتگان محفوظ تر.

یعنی بناوٹی مجتہدوں کے اجتہاد سے بچو۔ انہوں نے ملت اسلام میں ایسی نئی بات کہی جس سے فرقے بن گئے۔ ان سے بچنا چاہتے ہو تو اختلاف کے پیدا ہونے سے قبل کے علماء، اولیاء اور فقہا کی پیروی کروگے تو تم گمراہی سے بچ جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگان دین کے احوال کی معرفت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم کے سبب گمراہی کی اندھیروں سے بچالے گا۔

21﴾......راقم الحروف آخر میں ایک ایسی حدیث مبارک پیش کرنا چاہتا ہے جو اس مسئلے میں حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ حدیث مبارک کو آخر میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ ماقبل مذکور اقوال کی تائید ہوجائے اور منکر نہ مانے تو





شاید صحیح حدیث مبارک کو دیکھ کر خاموش ہوجائے۔ اولیاءاللہ کے احوال اور تذکرے پڑھنے اور سننے سے ان کے ساتھ دلی لگاؤ پیدا ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے جو انسان کے اچھے انجام اور اچھے حشر کا سبب ہے۔ صحیح ابن حبان میں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے:۔

عن عبداللہ بن الصامت عن ابی ذر انہ قال : یارسول اللہ الرجل یحب القوم ولایستطیع ان یعمل کعملھم ؟،قال : انک یا ابا ذر مع من احببت ،قال : فانی احب اللہ ورسول اللہ ، قال : انک یا ابا ذر مع من احببت ۔

وعن ابی موسی قال : اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال : یا رسول اللہ ارئیت رجلا یحب القوم ولمایلحق بھم ؟، قال : المرأ مع من احب ۔

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت ابو ذر سے مروی ہے۔ حضرت ابو ذر نے عرض کی اے اللہ کے رسول وہ شخص جو اللہ والوں سے محبت کرتا ہو مگر ان کے عمل جیسا عمل نہ کرسکتا ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اے ابو ذر تیرا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی۔ حضرت ابو ذر نے عرض تو میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اے ابوذر تیرا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرے گا۔

حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا تو عرض کی اے اللہ کے رسول آپ کا کیا فرمانا ہے ایسے شخص کے بارے میں جو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر عمل میں کوتاہی کے سبب ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوسکتا؟۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا۔

صحیح ابن حبان۔ ج ۲۔ ص ۳۱۵۔ حدیث ۵۵۶ و ۵۵۷۔

## کتاب "فیضان جھاگوی" ۔

کتاب "فیضان جھاگوی" بھی اپنے دورہ کے عظیم قطب الاقطاب حضرت قبلہ عالم مولانا الحاج محمد برکت اللہ قدس سرہ العزیز کے تذکرے پر مشتمل ہے لہذا مذکور ہونے والی تمام وجوہ کی حامل ہے۔ یہ کتاب

دوابیاں جیسے دورافتادہ علاقے میں ہندکو زبان کے شاعر "طوطا" کا شاعرانہ کلام ہے جو حضرت قبلہ عالم قطب الاقطاب مولانا محمد برکت اللہ جھاگوی کی مکمل سوانح حیات ہے۔جس میں حضرت قبلہ عالم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قریباً تمام احوال کا ذکر ہے۔کچھ تفصیل سے ہے اور کچھ میں اجمال ملحوظ ہے۔آپ کی دینی، مذہبی ملی اور سماجی خدمات کا بھی تذکرہ ہے۔مخلوق خدا سے آپ کی محبت کا بھی ذکر ہے۔ولایت میں آپ کے کچھ درجات کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔آپ کی عدالت، مدرسہ، تعمیر مساجد اور آپ کے حج کی بھی تفصیل موجود ہے۔ آپ کی اولاد کا بھی تذکرہ موجود ہے۔آپ کی کرامات کا بھی بیان ہے۔سوانح حیات کی تحریر میں یہی ساری باتیں ہوتی ہیں۔

## خصوصیت کتاب۔

سوانح حیات کی کتب کی تحریر واشاعت شروعِ اسلام سے آج تک مسلسل ہوتی چلی آرہی ہیں۔کوئی نئی بات نہیں۔مگر پاکستان میں بالعموم اور آزاد کشمیر کی سطح پر بالخصوص یہ پہلی ایسی کتاب ہے جو مقامی بولی میں نظمی انداز میں اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔مقبوضہ کشمیر میں مقامی بولی "ہندکو" میں متعدد اولیائے کرام کے تذکرے چھپ چکے ہیں۔مگر مقامی بولی میں مکمل سوانح حیات کی صورت میں شاید یہ پہلی کتاب ہو۔کم از کم یہاں کی لائبریریوں میں مقامی بولی میں کوئی کتاب موجود نہیں ہے دیگر ذرائع سے بھی کسی دوسری کتاب کی نشاندہی نہیں ہو سکی۔لہذا اس لحاظ سے یہ کتاب منفرد مقام رکھتی ہے۔

## مولانا ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی کا انتخاب۔

"الحمد للہ" اللہ تعالیٰ نے طوطا شاعر مرحوم ومغفور کے شاعرانہ کلام کی تشریح وتفصیل کی جس شخصیت کو سعادت نصیب فرمائی وہ مولانا ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی ہیں۔جو کہ ایک بہترین خطیب اور علمی ذوق کے حامل ہیں۔راقم الحروف کا مولانا صاحب طال اللہ عمرہ ودام اقبالہ کے ساتھ بچپن ہی سے ایک تعلق تھا جو بعد میں بہت گہرا ہوتا گیا۔راقم الحروف کو سوائے چند ایک علمائے کرام کے باقی مقرر حضرات کی تقاریر سننے سے کوئی خاص دلچسپی نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ پانچ، دس منٹ سے زائد ان کی تقریر سننے کی سکت ہی نہیں کیونکہ ان





پانچ یا دس منٹ میں مقرر حضرات کا مقصد واضح ہو جاتا ہے کہ وہ لوگوں کے تقاضے، مانگ اور ان کو خوش کرنے کے لیے تقریر کر رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے دین کی سربلندی کے تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ ان مقررین کو اسلام، امت مسلمہ کے بگڑتے حالات اور عملی اور علمی اعتبار سے لوگوں کی ناگفتہ بہ حالت سے قطعی کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگوں سے "سبحان اللہ" کہلوا کر اپنے انداز بیان کی داد وصول کرنا چاہتے ہیں۔ایسی تقریریں نہ سن سکنے کی وجہ شاید راقم الحروف کا اس شعبے سے قطعی دلچسپی نہ رکھنا بھی ہو سکتا ہے۔شعبہ فن خطابت کی مروجہ صورت احادیث مبارکہ کی روشنی زیادہ قابل احترام نہیں ہے۔امام احمد بن حنبل اپنے مسند میں روایت لائے۔

عن ابی ذر ،ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : انکم فی زمان علمائہ کثیر ،خطبائہ قلیل ،من ترک فیہ عشیر مایعلم ھو ی ،او قال : ھلک ،وسیأتی علی الناس زمان یقل علمائہ ویکثر خطبائہ ،من تمسک فیہ بعشیر مایعلم نجا ۔

حضرت ابوذر سے مروی ہے۔بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم ایسے زمانے میں ہو جس میں علما بڑی تعداد میں ہیں اور تقریریں کرنے والے قلیل ہیں۔اس زمانے میں جس نے اپنے علم کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا یا فرمایا وہ ہلاک ہو گیا اور عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں علما کم ہوں گے اور تقریریں کرنے والے زیادہ ہوں گے۔اس زمانے میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصہ پر بھی عمل کیا وہ نجات پا جائے گا۔

مسند امام احمد بن حنبل۔ج ۵۔ص ۱۵۵۔حدیث ۲۱۶۹۹۔

معلوم ہوا کہ موجودہ بدعملی اور خطیبانہ دور میں لوگوں سے عمل کا دسواں حصہ بھی ختم ہو چکا ہے کہ جو اعمال صالحہ کا دسواں حصہ ہی بجا لائے گا تو وہ بھی نجات یافتہ ٹھہرے گا۔یہ بھی معلوم ہوا کہ خطیب اور علماء وفقہاء الگ الگ لوگ ہیں۔آج کے دور میں ایسا ممکن ہے کہ کوئی عالم وفقیہ بھی ہو اور خطیب بھی۔ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی اچھا خطیب ہو مگر عالم اور فقیہ نہ ہو۔بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جب سے اردو میں تقاریر کی کتب تحریر ہوئی، عالم وجاہل کا فرق ہی مٹ گیا۔ان کتب نے جہلاء کو بھی علماء کے لباس میں لا کھڑا کیا جو کہ یقیناً نقصاندہ بات ہے

کیونکہ اسلام کے زمانے کے خطباء اور آج کے دور کے خطباء میں زمین وآسمان سے زیادہ بعد ہے۔

امام بخاری اپنی کتاب "الادب المفرد" میں نقل فرماتے ہیں:۔

سمعت ابن مسعود يقول : انكم في زمان : كثير فقهائه ،قليل خطبائه ،قليل سواله ،كثير معطوه ، العمل فيه قائد للهوى . وسيأتي من بعدكم زمان ،قليل فقهائه ،كثير خطبائه ، كثير سواله ،قليل معطوه ،الهوى فيه قائد للعمل ،اعلموا ان حسن الهدى في آخر الزمان خير من بعض العمل ۔

راوی کہتے ہیں میں نے ابن مسعود کو فرماتے سنا کہ بے شک تم ایسے زمانے میں ہو جس میں فقہاء زیادہ ہیں اور تقریریں کرنے والے کم ہیں، اس زمانے میں مانگنے والے کم ہیں اور دینے والے زیادہ ہیں، اس زمانے میں عمل ہی خواہشات کا راہنما ہوگا اور عنقریب تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں فقہاء کم ہو جائیں گے تقریریں کرنے والے زیادہ ہوں گے، مانگنے والوں کی کثرت ہوگی، دینے والے تھوڑے ہوں گے۔ خواہشات کی پیروی میں عمل کیا جائے گا۔جان لو آخری زمانے میں اچھی ہدایت بعض اعمال سے بہتر ہوگی۔

الادب المفرد للبخاری۔ج ا۔ص ۲۷۵۔باب الھدی والسمت الحسن۔حدیث ۷۸۹۔

یہ دونوں احادیث مبارکہ آج کے دور اور مروجہ انداز خطابت کی بہترین تصویر کشی کرتی ہیں۔ان پر غور کرنے سے تمام راز فاش ہو سکتے ہیں۔دیگر کئی احادیث ہیں جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ آخری زمانہ کے خطباء کی صفات کیا ہوں گی اور وہ احادیث موجودہ دور کے خطباء پر صادق آتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے مکتبہ فکر میں خطبات کی وہی مشہور کتب، خطیب کی وہی مشہور تقریریں اور وہی مشہور قسم کے عنوانات وبیانات۔نہ خطبات کی کتب تبدیل ہوں، نہ ہماری تقاریر وبیانات تبدیل ہوں اور نہ کسی اور عنوان پر بیان ہو۔سبحان اللہ۔اللہ اکبر۔اس طریقہ کار نے عوام اہلسنت کے مزاج پر حتمی اثر ڈال دیا کہ وہ اصلاحی بیان سے تنگ دل ہونے لگے جبکہ دوسرے لوگوں نے اصلاح احوال اور تبلیغ پر زور رکھا ہے اور ان کی عوام بھی یہی باتیں پسند کرتی ہے۔

المختصر راقم کو جب بھی مولانا ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی کا بیان سننے کا موقع ملا۔ان کی گفتگو میں





ادیبانہ رنگ کی جھلک پائی۔کیونکہ ملک شیراز احمد شیرازی دام اقبالہ کی تقریر میں الفاظ کا چناؤ اوران کی ترتیب بہت خوبصورت ہوتی ہے۔جس کا اظہار راقم الحروف نے کئی بار اپنے جاننے والے دیگر مقررانہ مزاج رکھنے والے دوستوں سے کیا۔مولانا ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی اطال اللہ عمرہ ودام اقبالہ کی کتاب "فیضان جھاگوی" راقم الحروف کے دعوے کی واضح دلیل ہے۔کتاب مذکور پر کام کرنے کے لیے منتخب ہونے کی ایک وجہ مولانا شیرازی برکاتی کا ادیبانہ رنگ ہو سکتا ہے۔مگر راقم یہ سمجھتا ہے کہ اس کی اصل وجہ حضرت قبلہ عالم قطب الاقطاب الحاج مولانا محمد برکت اللہ جھاگوی سالک آبادی اوران کے خاندان سے والہانہ عقیدت ومحبت انتخاب مذکور کی اصل وجہ ہے۔

راقم الحروف آخر میں مولانا شیراز احمد شیرازی برکاتی کو کتاب "فیضان جھاگوی" کی تحریر واشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی مولانا شیرازی برکاتی دام اقبالہ اوران کے معاونین کو کتاب مذکور کی اشاعت کے سبب دونوں جہانوں میں سرخروئی، کامیابی اور کامرانی عطائے فرمائے اور اپنی بارگاہ کبریائی میں منظور فرماتے ہوئے ان تمام حضرات کے لیے توشہ آخرت بنائے اور قبلہ عالم قطب الاقطاب الحاج حضرت مولانا محمد برکت اللہ جھاگوی کے فیضان سے دونوں جہاں میں مستفید فرمائے۔آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

شکر ایں نامہ بعنوانے رسید
گم نشد نقد وباخوانے رسید

ابوالبرکات مفتی محمد معین الدین الحمیدی البرکاتی۔
جامعہ اسلامیہ برکاتیہ بنک روڈ مظفر آباد۔
مورخہ 5/10/2017 بروز جمعرات۔
بوقت 11:48 رات۔بمقام ڈمرولی (دیولیاں)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر ابتدا سے پہلے ہر انتہا کے بعد
ذات نبی بلند ہے ذات خدا کے بعد

## پیشِ لفظ۔

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جس کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام صفِ اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی " اصحابی کالنجوم " کے چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے۔ جس کی روشنی میں چلنے والے کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد وہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئی کہ وقت کی ریت پر اپنے نشانات چھوڑ گئیں۔

ان ہی روحانی شخصیات میں ضلع جہلم کی دھرتی میں الحاج برکت اللہ سرکار جھاگوی ہیں ان کی ذات کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزاح کی مانند رنگ سجتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کی ادائیں انداز بیان صورت وسیرت کردار گفتار اعادات واطوار اور آپ کے فیض پاک میں وہ تاثیر ہوتی تھی کہ حاضرین وناضرین آپ کو دیکھ کر حمد خدا کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

چونکہ جہلم ویلی کو دارالاولیاء اور بیت الفقراء ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس وادی کو اولیاء کی چوکھٹ کہا جاتا ہے۔ ہزاروں مشہور ومعروف، صاحب نسبت اور صاحب اجازت اہل اللہ اس وادی میں بخواب نوشین استراحت فرمارہے ہیں۔ اس کتاب میں انہی حضرات میں سے ولی کامل۔ اہل صفا، ولی خدا، عالم باعمل، صاحب جود وکرم، آفتاب ولایت غواص دریائے حقیقت رہبر شریعت سیدی مرشدی، الحاج مولانا محمد برکت اللہ المعروف بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کروڑہا رحمتیں آپ کی تربت انور پر ہوں۔ آپ کے حالات درج کیے گئے ہیں جن کو بجا طور پر قطب دوراں، مرشد دوراں غوث وقت کہا جا سکتا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بفرمان





اپنے پیر ومرشد بابا سید محمد عبدالشکور شاہ تاجی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دواریاں سالک آباد شریف میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ نے جس روحانی سلطنت کی بنیاد سالک آباد میں رکھی اس کے آثار آج تک نمایاں ہیں۔ زمین وزماں، زمانہ وحالات اور واقعات اس روحانی سلطنت کو مٹا نہ سکے۔

اس روحانی سلطنت کی بنیاد جن اصولوں پر رکھی گئی تھی وہ اصول انسانیت کی فلاح کا ضامن ہیں۔ ان بزرگوں کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ان میں سے کوئی قطب کوئی قطب الاقطاب اور کوئی غوث کوئی متوکل، کوئی فنافی الشیخ، کوئی فنافی اللہ، کوئی عالم، کوئی مفتی اور کوئی علامہ کہلایا۔

ان حضرات سے وہ سلسلے جاری ہوئے جو آج ہندوستان، پاکستان اور دور دراز کے شہروں، قصبوں اور گاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں میں نے نہایت اختصار کے ساتھ حضرت بابا سرکار جھاگوی کے حالات طیبات، واقعات وحکایات، نادر اصرافات وتصرفات، مشاہدات، کشف وکرامات قلم بند کیے ہیں۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ اگر یہ کتاب حضرت بابا سرکار جھاگوی نے قبول فرمائی تو میرے لیے باعث فخر اور ذریعہ نجات ہوگی۔

مرشد ما پیر برکت اللہ بے مثال
مثل او ہرگز نہ دیدم با کمال

## میرے انتخاب کا سبب۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، منبع اسرار، عابد یگانہ حضرت علامہ صاحبزادہ میاں حمید الدین برکتی صاحب کے فرزند ارجمند خاصہ خاصان نقشبند، سرمایہ خاندان جھاگوی، فاضل نوجوان، عالم باعمل، مشفق ومہربان حضرت علامہ صاحبزادہ میاں مفتی محمد معین الدین صاحب ہیں۔ جنہوں نے قبلہ بابا جھاگوی سرکار کی زندگی کی تعلیمات وعملیات اوصاف وکرامات، حالات طیبات، غرائب وواقعات وحکایات، نادر اصرافات وتصرفات، ترک لذات، مراقبات

ومشاہدات ،اوراد ووظائف ،معمولات وکمالات طیبات ،تعلیمات ،کشف وکرامات اور مجاہدات وعبادات کو کتاب کی شکل میں دن رات ایک کر کے بڑی محنت سے بلکہ یوں کہیں بابا جھاگوی کی کرامت کا حصہ ہے جسے انھوں نے منظر عام پر لا کرامت مسلمہ پر بالخصوص بابا جی کے مریدین ومتعلقین اور محبین پر بڑا احسان کیا۔دعا ہے اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کی زندگی ،علم وعمل ،کردار وگفتار اور آپ کے حوصلہ میں مزید برکتیں عطا فرمائے (آمین)

راقم الحروف اکثر وبیشتر قبلہ مفتی صاحب سے اپنے والد محترم ملک محمد ذوالفقار صاحب مرحوم جنہیں فوت ہوئے پورا ایک سال ہو چکا ہے سے سنی ہوئی باتیں بابا جھاگوی کی کرامات وغیرہ کا تذکرہ کرتا رہتا تھا۔قبلہ مفتی صاحب نے حکم دیا کہ ان ساری باتوں کو لکھا جائے ۔آپ کی ذرہ نوازی ہے یہ ان ہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ عاجز کو بھی کچھ لکھنے کا موقع ملا۔

ممنون ہوں آپ کی نظر انتخاب کا۔

ایک مرتبہ راقم کو کچھ عرصہ کے لیے مفتی صاحب کے ہاں جامعہ اسلامیہ برکاتیہ میں قیام کرنے کا موقع نصیب ہوا۔اس دوران انہوں نے طوطا شاعر صاحب کی ایک بوسیدہ کاپی اور کئی دیگر بوسیدہ اوراق دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ ہندکو میں ہیں ۔میں انہیں روانی سے نہیں پڑھ سکتا ہوں جبکہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں انہیں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات میں شامل کروں ۔مگر ہندکو زبان میں ہونے کے سبب مجھے پڑھنے میں دشواری ہے۔

طوطا شاعر صاحب چونکہ راقم الحروف کے پڑوس میں رہتے تھے ۔نیز راقم کے گھر میں ٹیپ ریکارڈ وغیرہ پر اکثر ان کی شاعری کو سننے کا موقع بھی ملتا رہتا تھا۔اس لیے راقم نے انتہائی تجسس اور خوشی کے ساتھ کاپی اور دیگر اوراق مفتی صاحب کے ہاتھ سے لے کر انتہائی تیزی اور روانی سے پڑھنے شروع کردے ۔جن کو پڑھتا دیکھ کر مفتی صاحب اپنی حیرانی کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے ۔مفتی صاحب نے انتہائی خوش ہو کر کہا جناب مجھے لگتا ہے یہ کام جناب کے حصے کا ہے ۔سب سے پہلے اس کاپی اور دیگر اوراق کی ایک نقل تیار کریں ۔یہ آپ کے ذمے اس سلسلے کی پہلی خدمت ہے۔





اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے اور گارڈ محمد شفیق چنجا ٹھ کے بڑے صاحبزادہ شہید ناصر کے ذمے طوطا شاعر کی کاپی اور دیگر اوراق کی نقل کی تیاری کی ذمہ داری سونپی گئی ۔چونکہ میں ان دنوں بالکل فارغ تھا اس لیے دو ماہ کی محنت کے بعد ہم نے کاپی قبلہ مفتی صاحب کو تیار کر کے دے دی ۔مفتی صاحب نے کاپی اور دیگر اوراق اور تیار شدہ نقل کا بغور ملاحظہ کرنے کے بعد چند نظموں کے رہ جانے نشاندہی کی ۔ہم نے مزید کچھ وقت صرف کر کے پورے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ۔اس طرح طوطا شاعر مرحوم کی شاعری کی ایک مکمل نقل تیار ہو گئی جس میں سے حضرت قبلہ مفتی صاحب نے حضرت قبلہ عالم بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے متعلقہ کلام کو انوار برکاتیہ کا باقاعدہ حصہ بنا دیا۔

انوار برکاتیہ میں چھپنے والے اشعار چونکہ کلام ہندکو زبان میں تھے اس لیے لوگوں کو پڑھنے کی دشواری کے سبب اس کی تشریح کی ضرورت محسوس کی گئی اور لوگوں نے بھی اس بارے میں بہت رائے دیں ۔بالآخر مرحوم طوطا شاعر رحمہ اللہ کی پوری شاعری کو الگ کی کتاب کی صورت میں چھاپنے کا مشورہ زور اختیار کر گیا ۔ایک دن مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مجھے فون پر تمام معاملات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا چونکہ اس سے قبل بھی آپ نے اس پر بنیادی کام کیا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں اس کی مزید تشریح وتوضیح اور تفصیل بھی جناب کے ہاتھ ہو ۔میں نے اپنی مصروفیات کا اظہار کیا جنہیں قبلہ مفتی صاحب نے یکسر مسترد کرتے میرے قدرتی انتخاب کی وجہ کی نشاندہی فرمائی ۔کچھ عرصہ سوچنے کے بعد میں نے کتاب پر کام کرنے کی حامی بھر لی اور پھر ایسی ایسی روحانی تائیدات ہوئیں جو میرے یقین کی پختگی کا سبب بنیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ محض اتفاق نہیں بلکہ خود حضرت قبلہ عالم بابا سرکار جھاگوی کا انتخاب تھا کہ قبلہ مفتی صاحب کے لیے ہندکو زبان کا پڑھنا دشوار ہو گیا ۔نیز انہیں دنوں میرا مسجد کے امور کی انجام دہی سے بالکل فارغ ہونا ۔پھر عین اس وقت مفتی صاحب کا ان اوراق کو پڑھنے کی کوشش کرنا اور اپنی مشکل کا اظہار کرنا ۔یہ محض اتفاق نہ تھا ۔اس طرح بالکل فراغت کے دنوں میں کاپی کی نقل کی تیاری کا بوجھ میرے کاندھے پر آ گیا۔

ان سارے معاملات پر غور کرنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے

مجھے اس کام کے لیے منتخب کیا گیا ہے لہذا اپنی کوشش بھی کر کے دیکھنا چاہیے کہ کہاں تک مدد حاصل ہوتی ہے۔ راقم الحروف اپنی کم علمی کا کھلے دل سے معترف ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد و توفیق اور نصرت و تائید کا طالب ہے۔

اس طرح راقم کو حضرت قبلہ عالم بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے حضور اپنی عقیدت کے اظہار کا اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین موقع عطا فرما دیا۔ اس سارے کام کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب رہی۔ اور بین السطور دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے اولیائے کرام کے چاہنے والوں میں شمار فرمائے۔ (آمین)۔

## کرامات بابا جھاگویؒ بیان کردہ ملک محمد ذوالفقار مرحوم۔

عاجز راقم الحروف جب بھی والد گرامی ملک ذوالفقار صاحب مرحوم اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے کے پاس بیٹھتا تھا آپ اکثر و بیشتر بابا جھاگویؒ کی زندگی پر گفتگو فرماتے تھے۔ جو کہ کافی باتیں راقم کو یاد بھی ہیں اور کچھ آڈیو ریکارڈنگ کی صورت میں موجود بھی ہیں۔ آپ سادہ فہم خوش مزاج صوم وصلوۃ کے پابند جس محفل میں بیٹھتے مختصر جملوں میں ساری محفل پر مسکراہٹ پھیل جاتی۔ آپ کے الفاظ سادہ اور خوبصورت ہوتے آپ بابا جھاگوی کو جب بھی پکارتے ''بڑے حضرات'' کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے جس نے بڑے حضرات صاحب کو دیکھا باقی کسی کو دیکھنے کی طلب ہی نہیں رہی۔ اکثر ہندکو زبان میں ایک جملہ فرماتے (جناں بڑے حضرت صاحب نی ڈیٹھا اناں کج نی ڈیٹھا)۔

ہمارا خاندان چونکہ جموں کشمیر سے ہجرت کر کے دواریاں کی سرزمین پر آباد ہوا۔ آپ اپنی ہجرت کی داستان اپنی زبانی خود سناتے ہیں کہ میں بہت چھوٹا تھا میرے والد صاحب ملک محمد سلیمان





مرحوم جموں کشمیر بارہ مولا سے دراوہ (وادی نیلم جس کا پرانا نام کشن گنگا تھا) آیا کرتے تھے۔ آپ کا پیشہ کپڑے سلائی درزی ہوا کرتا تھا۔ آپ قبلہ بابا جھاگویؒ کے بہت زیادہ معتقد تھے۔ ایک دفعہ بابا جھاگویؒ نے حکم دیا کہ ملک سلیمان دوسری بار آتے ہوئے اپنی سلائی مشین ساتھ لانا آپ جب واپس جموں گئے تو گھر والوں سے کہا کہ دواریاں والے حضرت صاحب نے حکم دیا ہے اب میں جاتے ہوئے سلائی مشین ساتھ لے کر جاؤں گا۔ آخر کار آپ نے سری نگر سے پری چھاپ سلائی مشین خریدی اور دوبارہ آتے ہوئے ساتھ لے آئے آپ نے سب سے پہلے قبلہ سیدی مرشدی میاں محمد برکت اللہ سرکار جھاگوی کے کپڑے مبارک سلائی کیے۔ دواریاں آنے سے پہلے آپ لوات جھاگ شریف کے قرب میں نو سال رہے۔ اور کپڑے سلائی کرتے رہے پھر بڑے حضرت صاحب نے حکم دیا کہ دواریاں میں آؤ آپ کے حکم کی تعمیل میں لوات سے دواریاں آئے۔ اور وہاں قیام کیا دن بھر کپڑے سیتے اور شام کو بابا جھاگویؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی وعظ و نصیحت اور نگاہ فیض سے مستفید ہوتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ سلیمان ملک آپ بمعہ اہل وعیال یہاں آجاؤ کیونکہ سن ۱۹۴۷ء کی لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ فرمایا یہاں کامیاب رہو گے۔ آپ کی دعا کا ایسا اثر ہوا کہ لوات سے لے کر دودھنیال تک شادی بیاہ کے کپڑے لوگ آپ سے سلواتے اور بہت دور دراز سے لوگ سفر کر کے سلائی مشین دیکھنے کے لئے آتے۔ یاد رہے دواریاں میں سب سے پہلے سلائی مشین آپ ہی یعنی ملک سلیمان لے کر آئے تھے۔ پہلی مرتبہ سلائی مشین دیکھ کر لوگوں کا ذوق شوق بڑھتا گیا اور یوں آپ کی مصروفیت دن بدن بڑھتی گئی۔ آپ کے آنے سے قبل لوگ سوئی دھاگہ لے کر خود اپنے ہاتھ سے کپڑے سیا کرتے تھے۔ ایک دن سلیمان ملک صاحب بڑے حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے کہا کہ حضرت گھر جانے کا ارادہ ہے۔ اجازت لینے آیا ہوں فائرنگ بھی بہت زیادہ ہے۔ نہ جانے واپس آنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ کیا پتہ اہل وعیال سے مل سکوں یا نہ مل سکوں اگر زندہ بچ گیا تو اہل وعیال ساتھ لے کر آؤں گا۔ مگر جناب کی اجازت کے ساتھ نگاہ کرم کی بھی ضرورت ہے۔ یہ باتیں سن کر قبلہ بڑے حضرت صاحبؒ نے اپنا سر مبارک کافی دیر اپنے عصا مبارک پر رکھنے کے بعد اٹھایا اور بلند آواز سے ''

اللہ" کہا۔ اور ساری محفل پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ ملک سلیمان صاحب فرماتے تھے کہ میرے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ اتنے میں حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ملک سلیمان فوراً جاؤ اپنے بال بچوں کو اور مال مویشی بھی ساتھ لے کر آنا۔ یہ جملہ مبارک سن کر میں بڑا حیران ہوا کہ مال مویشی بھی؟ میں نے عرض کی کہ حضور جموں و کشمیر میں سخت لڑائی ہے۔ مال مویشی کیسے لاؤں گا۔ آپ کے چہرہ مبارک پر جلال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ چھ دن کا میں ذمہ دار ہوں۔ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ آج ہی چلے جاؤ مگر چھ دن کے اندر اندر آنا ہے:۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

جاتے ہوئے دواریاں والے منگتا ٹھیکدار کے بھائی نادر صاحب کو ساتھ لے گئے اور دوسرے دن جموں کشمیر بارہ مولا اپنے گھر پہنچ گئے۔ فائرنگ بہت زیادہ ہو رہی تھی رات کو قیام کیا۔ صبح سویرے گھر سے بمعہ اہل و عیال مال مویشی اور کچھ رقم وغیرہ جتنی بھی تھی ساتھ رکھ لی اور نکل آئے۔ شام کو بھک بنڑی میں پہنچے وہاں سے بریگیڈیر خالد جو کہ بمعہ فوج موجود تھا وہ ہر مرد کو جو بوجھ اٹھانے کے قابل ہوتا پکڑ لیتا جب فوج ہمارے مکان کے قریب آئی تو والد صاحب یعنی محمد سلیمان اندر چھپ گئے تو میں (ذوالفقار ملک) بہت چھوٹا تھا دس بارہ سال عمر تھی۔ بریگیڈیر خالد نے کہا کہ چھوٹے آگ لاؤ سگریٹ کے لیے۔ میں نے آگ کا انگارا لا کر دیا۔ اس نے سگریٹ لگانے کے بعد پوچھا تیرے ابو کہاں ہیں میں نے فوراً کہا کہ اندر چھپے ہوئے ہیں۔ وہ آئے اور والد صاحب کو پکڑ کر لے گئے۔ ہم بہت پریشان ہوئے کہ دراوہ والے باباجی نے چھ دن کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ آج تیسرے دن ہی یہ حال ہو گیا۔ خیر رات کو آرمی نے بوڑی بھک میں قیام کیا۔ اور جو گرفتار لوگ تھے ان کو پانچویں منزل مکان میں رکھا۔ باقی آرمی سب باہر زمین پر اور کچھ چار منزل مکان میں ٹھہر گئے۔ رات کو آنکھ لگی تو بابا جھاگوی خواب میں آئے فرمانے لگے یہاں کیا کر رہے ہو جلدی اٹھو اور نکلو۔

ہم نے پانچویں منزل اوپر سے دیکھا چاند لگ رہا تھا۔ اور فوج سوئی ہوئی تھی۔ میں نے





ساتھ ہی جانے والے لاوڑی والے ذیلدار احمد میر کو ساتھ لیا اور مشورہ کیا کہ جو بھی ہو جانا ضرور ہے۔ ذیلدار صاحب نے کہا مجھے بھی ساتھ لے جاؤ۔ اگر بچ گیا اپنا سواری کا گھوڑا تمھیں انعام میں دوں گا۔ باہر غور کیا تو پانچ منزلہ مکان کے برآمدے کے ستون جوڑی جوڑی اوپر سے نیچے تک برابر ایک سیدھ میں لگے ہوئے تھے۔ اللہ کا نام لیا اور نیچے اترنا شروع کیا۔ اترتے ہوئے نیچے میدان میں دیکھا سب فوج سوئی ہوئی تھی۔ اپنے قدموں کی آہٹ کو محفوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ میدان سے باہر ہو گئے اور رات ایک بجے اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچ گئے۔ دوسرے دن وہاں سے نکلے تو بہت شدید فائرنگ شروع تھی جو مسلسل ہو رہی تھی۔ ہمارے آگے پیچھے گولے لگتے رہے آخر کار بخیر و عافیت پانچویں دن دواریاں شریف براستہ دودھنیال آ گئے۔ یہ سن ۴۸ کا واقعہ ہے پھر اس کے بعد ۵۹ء میں بڑے حضرت صاحب نے زمین لے کر دی۔ آج تک یہ نسل یہاں آباد ہے ملک محمد سلیمان کی اولاد میں ایک بیٹی اور چار بیٹے ہیں۔ ملک محمد ذوالفقار، ملک دلاور، ملک وفادار اور ملک عبدالغفور ان سب نے بھی باباجی کی خدمت میں زندگی گزاری اور مرید بھی ہوئے ہیں۔

## سجدے میں انتقال۔

میرے والد گرامی میرے دادحضور کے انتقال کے متعلق فرمانے لگے قریباً سن ۶۳ کا واقعہ ہے کہ والد گرامی ملک محمد سلیمان صاحب رتی گلی بھک جانے لگے تو بڑے حضرت صاحب نے فرمایا کہ ملک سلیمان احتیاط سے جانا۔ والد گرامی راستے میں گر کر بے حد زخمی ہوئے۔ دو دن وہیں جنگل میں تڑپتے رہے اور تیسرے دن سجدے کی حالت میں روح قفس انصری سے پرواز کر گئی۔ دو دن سارے لوگ تلاش کرتے رہے آخر لاش نہ ملی تھک ہار کر میں (ذوالفقار ملک) سالک آباد شریف بڑے حضرت صاحب کے پاس آ گیا۔ آپ اپنے مکان پر چکر لگا رہے تھے۔ میں روتا ہوا عرض گزار ہوا کہ حضرت صاحب والد صاحب نہیں مل رہے۔ آپ نے اپنا سر مبارک عصا مبارک پر رکھا تھوڑی دیر بعد سر مبارک اٹھایا اور اللہ بلند آواز سے کہا۔ آپ فرمانے لگے ملک ذوالفقار جاؤ تمھارا والد دوڑمیترو کے

سامنے جنگل میں سجدے کی حالت میں ہے۔اور ساتھ حکم دیا کہ انہیں وہاں ہی دوڑے بڑ کے مقام پر دفن کرنا ملک سلیمان شہید ہو گیا ہے۔اس کی آخری جگہ قبر بھی وہیں ہے۔

## کل مہمان آئیں گے۔

قبلہ والد گرامی (ذوالفقار ملک) اکثر فرماتے کہ ہم پر اللہ کا کرم ہے کہ ولی کامل کی خدمت میں زندگی کا بڑا حصہ گزارا۔جب زندگی کے آخری ایام میں بابا جھاگویؒ بیمار ہوئے تو میں مسلسل آپؒ کی خدمت میں رہا۔بالخصوص آخری ایام میں آٹھ دن مسلسل دن رات بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں رہا۔چولھے میں آگ جلانا،صفائی کرنا اور حضرت صاحب کو وضو کروانا اور پکڑ کر مسجد شریف لے جانا اور آپ بار بار وقفے وقفے سے اللہ ھو کا ورد کرتے اور ساتھ ہی فرماتے کہ سلطان العارفین تک کر رہے ہیں وصال سے ایک دن پہلے مجھے حکم دیا کہ ملک ذوالفقار اپنے گھر جاؤ۔اور کل جلدی آنا مہمان زیادہ ہوں گے۔میں اس راز کو نہ سمجھا اور گھر چلا گیا۔دوسرے دن قبلہ بابا سرکار جھاگویؒ کا وصال مبارک ہو چکا تھا اور آپ کی کوٹھی سے سیبوں کی خوشبو آرہی تھی۔جو مسلسل کئی دن تک آتی رہی۔

نقش راہ وفا میں ایسے چھوڑ آیا ہوں
کہ جس منزل سے گزرا ہوں وہ اب تک یاد کرتی ہے

## فقیر کی پہچان۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔۔(اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو)

یاد رہے جو انسان اپنی آنکھ کو جھکا لے اور غیر سے ہٹا کر اپنے رب سے لو لگا لے اور اللہ کی یاد اور خوف میں جو آنکھ روتی ہے اللہ اس آنکھ کو اپنے نور سے بھر دیتا ہے۔پھر اللہ کے ولی کی آنکھ سب سے ممتاز ہو جاتی ہے۔پھر قریب و بعید کے فاصلے مٹا کر سب کچھ عیاں کر دیتی ہے۔

بابا جھاگویؒ کی محفل میں بیٹھے ایک آدمی کے دل میں خیال آیا کہ پتا نہیں فقیری کیا ہوتی





ہے۔اللہ تعالیٰ نے قبلہ بابا جی کو کشفاً مطلع فرما دیا۔انھوں نے فرمایا کہ جو زمین آسمان کی ہر شے دیکھے وہ اللہ کا فقیر ہوتا ہے۔

## اللہ کرم کرے گا۔

قبلہ والد محترم نے یہ کئی بار تذکرہ کیا کہ میرے پاؤں پر بچپن سے ہی بہت بڑا دانہ تھا۔جو آٹھ دس سال رہا ایک دفعہ مجھے والد صاحب بابا جھاگویؒ کے پاس لے گئے۔اس وقت میری عمر تقریباً ۱۵ سال تھی۔والد صاحب نے عرض کی حضرت میرے بیٹے کو چلنے میں تکلیف ہوتی ہے پاؤں پر دانہ ہے۔بابا جی نے صرف دیکھا نگاہ کرنے کے بعد مسکرائے اور فرمایا جاؤ اللہ کرم کرے گا۔میں مایوس ہو کر چلا گیا کہ حضرت صاحب نے دم وغیرہ نہ کیا۔خیر رات کو سو کر صبح اٹھا تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ دانے کا نشان تک بھی نہ تھا۔ایسے واقعات بے شمار ہوئے کہ حضرت بابا جی کے پاس کئی لاعلاج مریض آتے اور بابا جھاگویؒ سرکار اکثر اوقات صرف نگاہ فرماتے اور مریض شفایاب ہو کر واپس جاتے۔

آپ کی نگاہ پاک کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ بیٹھے بیٹھے نگاہ اٹھائی اور فرمایا کہ لنگر پر کھانا تیار کیا جائے۔ابھی کھانا تیاری کے مراحل میں تھا کہ اچانک دس بارہ آدمی حاضر ہوئے اور کھانا پیش کیا گیا۔

## جائے مدفن کا انتخاب۔

چند دن قبل میری ورگ بیاڑی والے صوفی غلام دین صاحب سے ملاقات ہوئی۔آپ فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں کچھ لوگ بیاڑی مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے کہ رات کے درمیانے حصے میں بابا جھاگوی تشریف فرما ہوئے۔آپ نے کچھ نوافل پڑھے اور میری طرف مخاطب ہوئے کہ غلام دین کیا کر رہے ہو؟۔میں نے عرض کی کہ حضور اعتکاف والوں کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔آپ اٹھے اور مجھے ساتھ لے گئے۔پھر ترلی بستی (ٹھنگر) مسجد میں تھوڑی دیر عبادت کی پھر جاتے

ہوئے گاؤں والی مسجد میں بھی کچھ دیر ٹھہرے۔(آپ کی عادت مبارک تھی کہ راستے میں جاتے ہوئے جو مسجد آتی اس میں کچھ دیر ضرور ٹھہرتے اور عبادت فرماتے تھے۔)

خیر جاتے جاتے سحری کے وقت جہاں آپ کی زیارت شریف ہے۔کچھ دیر کھڑے رہے اور لمبی سانس میں اللہ ھو کہا۔اور مجھے فرمانے لگے غلام دین اس جگہ کی زمین میرا انتظار کر رہی ہے۔یہ آپ کی نگاہ ولایت کا مقام تھا کہ زمین کے ظاہر و باطن کے اوصاف معلوم ہو جاتے۔

## صاحبزادہ میاں عبدالحمید برکتی علیہ رحمۃ الرحمٰن۔

حضرت بابا جھاگویؒ کی اولاد میں پانچ فرزند ہیں جن میں سے صاحبزادہ عبدالحمید صاحب نے پہلے وفات پائی۔راقم الحروف نے بہت دفعہ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب کے بارہ میں والد گرامی سے باتیں سنیں قبلہ والد صاحب فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب بہت زیادہ پرہیز گار اور متقی انسان تھے۔بابا جھاگویؒ سے آپ کو بہت زیادہ مشابہت تھی۔صوم وصلوۃ کے پابند اور باشرع تھے۔آپ کے چہرے پر ہر وقت جلال نظر آتا وظائف بہت کثرت سے کرتے اکثر دعائے سریانی پڑھا کرتے تھے۔والد گرامی (ذوالفقار ملک) صاحبزادہ عبدالحمید صاحب کے بہت زیادہ قریب صحبت میں رہتے۔

آپ اکثر فرماتے کہ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب اگر بچ جاتے تو غوثیت ان کا مقدر ہوتی مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ہمارے گھر آئے اپنا عصا مبارک قبلہ والد گرامی صاحب کو دے گئے۔اور فرمانے لگے شاید دوبارہ ملاقات نصیب نہ ہو۔میرا عصا بطور نشانی اپنے پاس رکھ لینا۔چند دن بعد پتہ چلا کہ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب دریا میں چلے گئے ہیں۔

بڑی تعداد میں لوگ صاحبزادہ صاحب کو دیکھنے اکٹھے ہو گئے۔دواریاں پل کے قریب مشرق کی طرف دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ قبلہ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب دریا کے وسط میں بہت





بڑے پتھر پر بیٹھے عبادت فرما رہے تھے۔لوگوں کے کثرت شور و غل کی وجہ سے دریا میں دوبارہ غوطہ لگایا۔

## کل ہماری ملاقات ہوگی۔

عرصہ دراز تقریبا چھ سات ماہ بعد والد گرامی (ذوالفقار ملک) کو خواب میں آئے۔میرے والد گرامی فرماتے ہیں میں نے پوچھا آپ اتنے دنوں سے دریا میں کیا کر رہے ہیں۔آپ پکڑ کر مجھے کنارے پہ لے گئے اور فرمایا کہ میں یہاں دریا کے کنارے چلہ کر رہا ہوں اور ساتھ ہی فرمایا کہ کل سالک آباد آنا وہاں میری اور آپ کی ملاقات ہوگی۔قبلہ والد صاحب فرماتے ہیں جو جگہ خواب میں بتائی تھی۔دوسرے دن اسی ہی جگہ پر آپ کے جنازے کا دیدار ہوا اور میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ چھ سات ماہ دریا میں رہ کر بھی آپ کی پشت تر و تازہ اور آپ کی پشت پر ہاتھ کا نشان واضح نظر آتا تھا۔

## شہید ناصر شفیق (چنجاٹھ شریف)۔

میں اس بات کا کھلے دل کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں کہ محمد خان ولد محمد ملوک رحمہ اللہ تعالی (چنجاٹھ) کے بڑے صاحبزادے محمد شفیق (فارسٹ گارڈ) چنجاٹھ کے بڑے بیٹے جو کہ انتہائی ذہین ،لائق، دین و اسلام کے ساتھ محبت رکھنے والے، انسانیت کا درد رکھنے والے، اہل علم کی صحبت میں بیٹھنے والے اور صوم صلاۃ کے پابند، صورت اور سیرت میں اپنی مثل آپ اور ہر دل عزیز شخصیت محترم ناصر شفیق (اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) کا ذکر نہ کرنا ناشکری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ بھی اس مسودہ کی ابتدائی ترتیب اور نقل کی تیاری میں تقریباً دو ماہ تک دن رات راقم الحروف کے ساتھ پیش پیش رہے۔اگر آج وہ زندہ ہوتے تھے تو وہ بھی اس کتاب کی تیاری میں معاون ہوتے اور یہ کتاب بھی تقریباً ایک سال قبل منصۂ شہود پر آچکی ہوتی مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔8 مارچ 2015ء بروز اتوار راولپنڈی میں راہ چلتے ہوئے کچھ لٹیروں کے ساتھ ہاتھا پائی کے دوران ظالم لٹیروں کی گولیوں کا نشانہ

بن کر درجہ شہادت پا گئے۔ جن کی شہادت کے سبب یہ کام ایک سال تک تعطل کا شکار رہا۔

جناب شفیق خان صاحب (گارڈ) پنجا گھو حضرت قبلہ عالم بابا حبیب اللہ جھاگوی رحمہ اللہ کے بڑے بھائی جناب میاں جلال الدین پنجا گھوی کی اولاد سے ہیں۔ حضرت میاں جلال الدین پنجا گھوی ایک گمنام ولی تھے۔ تقوی و پرہیزگاری کے چلتے پھرتے نمونے تھے۔ جیسا کہ ان کے احوال انوار برکاتیہ کی پہلی جلد میں موجود ہیں۔ اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے جناب گارڈ شفیق صاحب کو دونوں جہاں میں سرخروئی اور کامیابی عطا فرمائے اور ناصر شفیق کے دینی مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیہ الرؤف الرحیم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

المختصر ناصر شفیق شہید اپنی والدہ، والد اور دادی اماں جو کہ حضرت بابا برکت اللہ سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کی صاحبزادی ہیں کو سعادت عمرہ کرانے کے خواہشمند تھے۔ یہی خواہش ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی کیونکہ وہ اپنے لیپ ٹاپ کی فروخت سے حاصل ہونے والے روپیوں کو اسی کام میں صرف کرنا چاہتے تھے۔ لیپ ٹاپ فروخت کرنے کے بعد وہ رہائشی کمرہ کی طرف آ رہے تھے کہ لٹیروں نے گن پوائنٹ پر روپے چھیننے کی کوشش کی۔ جس پر ہاتھا پائی ہوئی اور لٹیرے گولیاں مار کر فرار ہو گئے اور ناصر شفیق درجہ شہادت پر فائز ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید ناصر شفیق کی شہادت کی خبر خاندان پر بجلی بن کر گری۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ یہ جوان مستقبل کے نوجوانوں کے لیے مشعل راہ تھا مگر یہ چراغ دنیا پر اپنی تابنا کی اور روشنی کی دوپہر سے پہلے ہی غروب ہو گیا۔ یہ بات یقینی ہے کہ جواں سال بیٹے کی وفات والدین، دادی جان اور دیگر برادری والوں کے لیے بہت بڑا صدمہ تھی۔ بالخصوص جب مرنے والا اپنے مذہب، عقیدے اور اسلامی روایات کا سختی سے پابند ہو۔ اس کی موت سے برادری میں ایک خلا بن جاتا ہے جس کا آج کے پرفتن دور میں پر کرنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالی کی مدد کے شامل حال ہوئے بغیر اس صدمے کو برداشت کرنے کی قوت ناممکن ہے۔ اللہ تعالی شہید ناصر شفیق کے پورے خاندان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور شہید ناصر شفیق کے دینی، اخلاقی اور مذہبی مشن کو کامیاب سے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔





# شکریہ آپ کا۔

آخر میں جناب قبلہ سمیع اللہ عزیز منہاس زید مجدہ کا بالخصوص شکریہ ادا کرتا ہوں جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز پر ہونے والے ہر کام کی معاونت میں سرفہرست ہیں۔ ہر پریشان کن مرحلے پر حوصلہ دیا جس کی بدولت تحریر میں آسانی ہوتی رہی۔ جناب صاحبزادہ نصیر الدین برکاتی زید مجدہ کا بھی شکرگزار ہوں ہر مشکل گھڑی میں کمربستہ نظر آئے۔ مدرس جناب علی اصغر اعوان بن سائیں کالا صاحب (کھمیاں چھچڑیاں)، جناب حاجی علی اکبر بن قلندر صاحب (پنہ، ڈنہ)، جناب نور عالم بن برکت اللہ (پنہ)، جناب راجہ محمد رفیق بن حاجی فقیر محمد (پنہ) اور جناب منیر بن ملک امان صاحب (پنہ، کھمیاں کہوڑی) کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہر موڑ پر راقم کے مددگار و معاون رہے اور ہمیشہ سرپرستی فرمائی۔

طوطا شاعر مرحوم ومغفور کے صاحبزادے جناب عارف شاعر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں کتاب کا اصل مسودہ عنایت فرمایا۔ ہم انتہائی افسوس کے ساتھ یہ لکھ رہے ہیں کہ ہمیں طوطا شاعر صاحب کی حالات زندگی پر کوئی خاص معلومات نہ فراہم ہو سکیں۔ اللہ تعالی طوطا شاعر مرحوم ومغفور کی نیکیاں اور اولیائے کرام کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت کو قبول فرما کر جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے اور کتاب مذکور کو ہماری پوری ٹیم اور جناب طوطا شاعر مرحوم ومغفور کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ نبیک الرؤف الرحیم ﷺ۔

ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی
درگ دواریاں ضلع نیلم۔
امام وخطیب مرکزی جامع مسجد کنز الایمان
کھمیاں کہوڑی تحصیل ہٹیاں ضلع مظفر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

﴿نوٹ﴾............آئندہ کلام پہاڑی بولی (ہندکو) میں ہے اور اس کے تمام عنوانات طوطا شاعر علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ ہیں جن کی تشریح و تفصیل راقم الحروف ملک محمد شیراز احمد شیرازی برکاتی نے کی ہے۔

## شاعری۔طوطا شاعر۔۔

بطرز سیف الملوک۔طوطا شاعر خود بنانے والے۔نگاہ ہے کرم۔

## حضرت بابا جھاگ والے کی شاندار کرامت پر۔

اول لکھ تو شاعر درود وسلام
لکھے میں نے رو کر قلم سے کلام
سخاوت تیری کا ہے رتبہ بھری
کرامت تیری کا ہے رتبہ بھری
میری بار کیوں دیر اتنی کری
میں شاعر ہوں جھاگوی سرکار کا
میں خادم ہوں حضرت کے دربار کا
میری کھوئی قسمت کو کر دو کھری
میری بار کیوں دیر اتنی کری

## تشریح۔

شاعر درود وسلام سے ابتدا کرنے کے بعد عاجزانہ بارگاہ ولایت میں عرض گزار ہے کہ اے





سرکار جھاگوی میں آپ کا شاعر بھی ہوں اور آپ کے در کا خادم بھی ہوں۔آپ کو اللہ نے سخاوت و کرامت کا وہ درجہ عطا کیا ہے کہ نگاہ و کرم سے ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتے ہو۔لہٰذا مجھ پر نگاہ کرم کرنے میں دیر نہ کرنا۔

## غزل۔

بحضور حضرت سخی سرکار جھاگوی رحمۃ اللہ ۔بطرز سیف الملوک۔

گاہگ یوسف دے خریدن کارن شہرت آن مچائی
سوتر دھاگہ اٹی (دھاگہ کی گولی) چک لے کہ گاہگ ہو چلن آئی
رستے لوکاں پچھیائی تو نے کدھر جانا
مائی کیا میں گاہگ یوسف دی میں نے مُل لے آنا
لوکاں کیا بی بی زلیخاں چاندی نال تولاوے
فر بھی اس نوں ملدا نائیں تیتوں کدھ ہتھ آوے
مائی کیا جب روز حشر نوں گاہگ یوسف دے بلائے
اُس دن ناداں میرا بھی آسی رب کوئی فیض پہنچائے
اس حقیقت نوں طوطا شاعر آس امید رکھاوے
شاعر رب دے ولیاں والا رب کوئی کرم کماوے
ساتھ ایمان لے جاوے

## تشریح۔

بازارِ مصر میں جب یوسف علیہ السلام کو گاہک خریدنے آئے وہاں ایک عورت بھی دھاگہ کی گولی لے کر آئی لوگوں کے استفسار پر وہ عورت کہنے لگی کہ میں خرید تو نہیں سکتی مگر خریداروں میں نام درج کروانا مقصود ہے۔قیامت کے دن جب اللہ پاک یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو بلائے گا تو مجھے بھی امید ہے وہاں میرا نام بھی درج ہوگا۔اسی امید پر طوطا شاعر بھی ولی کامل بابا سرکار جھاگوی کی شان میں رباعی عرض کر رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ پاک مجھے بھی فیض ولایت عطا فرمائے اور موت





کے وقت ایمان کی دولت نصیب ہو۔

## تفصیل۔

قارئین کرام شاعر نے موت کی تلخی سے بچنے کے لیے اللہ کے ولی کامل کو اپنا سہارا بنایا ہے۔ یقیناً اللہ کے کامل اولیائے کرام ہر حال میں اپنے مریدین کے لیے سہارا ہوتے ہیں۔مثلاً:

## امام رازی پر شیطان کا حملہ۔

امام رازی ایک بہت بڑے عالم تھے۔انہوں نے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے وجود کے بارے میں تقریباً سو دلائل دیے ہیں۔جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیطان نے آ کر کہا۔رازی خدا تو موجود نہیں ہے۔انہوں نے کہا نہیں۔خدا موجود ہے۔وہ کہنے لگا دلیل پیش کرو۔انہوں نے دلیل دی۔شیطان نے اس دلیل کو توڑ دیا۔انہوں نے دوسری دلیل دی مگر اس نے اس کو بھی توڑ دیا۔انہوں نے تیسری دلیل دی۔شیطان نے اس کو بھی توڑ دیا۔بالآخر انہوں نے اپنی جمع کردہ سو دلیلیں دی اور اس نے ان سو دلیلوں کو توڑ ڈالا۔اب امام رازی گھبرا گئے لیکن چونکہ ان کے دل میں اخلاص تھا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی حفاظت کا انتظام فرما دیا۔اس وقت آپ کے پیرومرشد شیخ نجم الدین کبریٰ دور دراز کسی جگہ وضو فرما رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں امام رازی کی پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرما دیا۔شیخ نجم الدین کبریٰ نے غصہ میں آ کر وہ لوٹا جس سے وضو فرما رہے تھے دیوار پر دے مارا اور امام رازی کو پکار کر کہا۔اے رازی تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا میں اللہ تعالیٰ کو بلا دلیل ایک مانتا ہوں۔اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰ کا غصہ بھرا چہرہ امام رازی کے بالکل سامنے تھا۔جب امام رازی نے یہ کہا تو شیطان ان سے دور ہو گیا۔

## غوث الزماں بابا جھاگوی کی دینی واصلاحی خدمات ۔

اللہ خالق مالک رازق کل خلقت دا والی
جن چن غوث بنڑائے جس نے اس دی ذات نرالی
بعد خدا صفت ہے اس دی کرنی جو سرور دواں جہاناں
پیر پیراں شاہ غوث الاعظم بخشیاں خلق خزاناں
حضرت بابا برکت اللہ صاحب جھاگوی لقب رکھاوے
مسجداں چاڑن خرچ کر کر عالی رتبے پاوے
ہک سو ہک مسیت (مسجد)بنائی ترن حج آپ کرائے
مومن مسلم کرن عبادت جنت راہ دکھلائے

## تشریح ۔

فرماتے ہیں کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے جو ساری مخلوق کا خالق، مالک اور سب کا رازق ہے۔جس نے درجہ بدرجہ اپنے بندوں کو مقام معرفت سے نوازا۔بعد از خدا تعریف اس حبیب کبریا کی جن کو دو جہاں کی سروری عطا کی ۔بعد از حبیب کبریا تعریف اس غوث پاک کی جو سارے غوثوں کے غوث اور سارے غوثیت کے خزانوں کے مالک ہیں ۔بعد از غوث پاک کے تعریف بابا برکت اللہ سرکار جھاگوی کی جو عصر حاضر کے سارے ولیوں کے غوث اور لقب پاک سرکارِ جھاگوی ہے۔

## تفصیل:۔

## حقیقی ولی کی پہچان ۔

طوطا شاعر دور حاضر کے جعلی پیروں اور دین فروشوں کی نفی کرتے ہیں ۔جو من گھڑت پیری





اور فقیری کی آڑ میں لوٹ مار کا بازار گرم کرتے ہیں اور دنیا بنانے میں معروف عمل ہیں ۔طوطا شاعر اپنے پیر و مرشد بابا جھاگوی کی زندگی کو اتباع سنت مصطفیٰ ﷺ میں دیکھ کر تڑپ اٹھے اور ساری زندگی بابا جھاگوی کی خدمت میں ہدیہ کلام پیش کرتے رہے اور چند معمولات زندگی بیان فرما رہے ہیں ۔کہ سرکار جھاگوی نے اپنی زندگی میں اپنے مال و دولت خرچ کر کے بہت ساری مساجد تعمیر کی اب بھی ایک سو ایک مساجد بابا سرکار جھاگوی کی زندگی کا شاہکار و یادگار کارنامہ موجود ہیں ۔(راقم الحروف شیراز احمد شیرازی کے خیال میں یہ ایک ایسا کارنامہ ہے کوئی بادشاہ ،حاکم ،رئیس ،دولت مند ایسے نازک اور قحط زدہ دور میں اپنی دولت خرچ کر کے سو سے زائد مساجد تعمیر کرنے کا ریکارڈ شاید قائم نہ کر سکا ہو ۔یہ اعزاز صرف اور صرف بابا جھاگوی کا خاصہ ہے کہ جن کے مبارک دور میں بنی ہوئی ایک سو ایک مساجد اب بھی موجود ہیں ۔)

## آپ کے حج مبارک ۔

طوطا شاعر مرحوم و مغفور فرماتے ہیں ۔آپ نے اپنی مبارک زندگی میں تین حج کیے ہیں ۔ ویسے تو لوگ درجنوں حج بھی کرتے ہیں مگر بابا جھاگوی نے بحیثیت غوث وقت ہونے کے جو حج مبارک کیے ان کا مقام سب سے الگ اور جدا ہے ۔آپ کا یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ سرکار جھاگوی نے جب تیسرا حج مبارک فرمایا تو آخری دنوں میں مسجد نبی پاک میں قیام فرمایا اور گنبد خضری کے پرانوار سائے میں آپ دیوانہ وار راز و نیاز میں عشق الٰہی اور حب مصطفیٰ میں تڑپتے رہے۔

دیکھا دے یا الٰہی مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں دن رات مولا تیری رحمت برستی ہے

الغرض قاضی نظام الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تحریری تاثرات میں حضور اکرم ﷺ سے روحانی خلافت کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

## حضور(ﷺ) سے بیعت

طالب علمی کی زمانہ میں ایک ہمراہی ساتھی دارالعلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکی شریف سے دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف چلے گئے۔ سال بھر وہاں رہے اور حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالویؒ سے پڑھتے رہے۔ آئندہ سال واپس بھکی شریف آ کر داخلہ لے لیا۔ یہ دوست سیال شریف کے بہت قصے سناتے رہتے جنھیں سن سن کر بندہ بھی شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز سے مرید ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ جب سیال شریف سالانہ عرس شریف کا وقت آیا تو ہم دونوں چھٹی لے کر سیال شریف پہنچے وہاں لنگر شریف پر جو لسی دوپہر کے وقت دی جاتی بندہ اسے بھینس کا دودھ سمجھتا رہا۔ سیال شریف کھانے کا برتن کھانا کھانے کے بعد الٹا کر رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ البتہ جب آدمی سیر ہو کر کھا بیٹھے تو برتن کے اوپر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرنا پڑتا ہے کہ اب بس۔ یہ بات ہمراہی ساتھی (حضرت علامہ مولانا حافظ نذیر احمد صاحب جلالی منڈی بہاؤالدین) کی سمجھائی اور بتائی ہوئی تھی جس پر عمل کیا گیا۔ عرس شریف کے دنوں میں حضرت خواجہ صاحب کے حجرہ شریف تک جاتا اور پھر واپس آ جاتا۔ آخری دن مصمم ارادہ کیا کہ آج ان کے حجرہ مبارکہ کے باہر سے نہیں لوٹوں گا بلکہ آج تو ان کا مرید بن کر واپس لوٹوں گا۔ جناب حافظ صاحب کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری جگہ اور ہے۔ تم ابھی بچے اور نابالغ بھی ہو۔ اس پر دل برداشتہ ہو کر بندہ واپس لوٹ آیا۔ دوسرے سال ماہ ساون میں بندہ دربار شریف پر حاضر خدمت ہوا حکم ملا کہ پندرہ دن کے بعد پھر آنا۔ پندرہ دن کے بعد جب دوبارہ گھر سے روانہ ہوا تو اس دن ایک ہی گاؤں کے ہم اٹھارہ آدمی ہم سفر تھے۔ جب دواریاں بالا پہنچے تو بہت اندھیرا چھا گیا تھا چند گز بڑی مشکل سے چلے۔ ہمرائیوں نے کہا تھوڑا اوپر لنگر شریف کا گھراٹ ہے۔ وہاں سے چوب چراغ لے کر چلتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو حالات ہی بدلے ہوئے تھے۔ ساتھی کیچڑ میں دھنسنے کے باعث آگے جانے پر تیار نہ تھے۔ چنانچہ قریب ہی ایک مکان میں بمشکل پہنچے اور رات وہیں بسر کی اور کافی سارا پانی لے کر ساتھیوں نے اپنی شلواریں جو کیچڑ میں بھری ہوئی تھیں دھو کر خشک کیں۔ رات کا کھانا کھا کر سو گئے۔ صبح روانہ ہوئے اور راستہ بدل کر دربار شریف پر پہنچے۔ میرے ساتھیوں کو دوسرے اور کچھ کو تیسرے دن واپسی کی اجازت مل گئی۔ بندہ دربار شریف پر ہی رک گیا۔ چند دنوں بعد بروز جمعۃ المبارک دل میں خیال آیا کہ بیعت کرنے کے لئے عرض





کروں دیکھا آپ اکیلے ہی تخت پوش پر تشریف فرما تھے۔ قرب و جوار میں اور کوئی نہ تھا حاضر خدمت ہو کر بیعت کرنے کے لئے عرض کی تو فرمایا تم سیال شریف مرید بننے کے لئے اس ارادہ سے گئے تھے کہ خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کو سرکار مدینہ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ قیامت تک آنے والے تمہارے مریدوں کی شفاعت فرمائی جائے گی مگر تجھے یاد نہ رہا کہ بچپن میں جب تو چند برس کا تھا اور گالی گلوچ کیا کرتا تھا تیرے والد صاحب اور ماموں حافظ جی صاحب نے میرے سپرد کر دیا تھا اور میں نے تجھے قبول کر لیا تھا۔ اب سیال شریف کیا ڈھونڈنے گیا تھا۔ عرض کیا کہ بندہ چھوٹا تھا واقعہ یاد نہیں رہا غلطی پر معافی کا خواستگار ہوں فرمایا کہ غوث پاک نے ہمیں پہلے حج پر خلافت بخش کر مرید بنانے کا حکم دیا تھا۔ بہ تعمیل حکم چند مرید بیعت کئے اور بس۔ پھر دوسرے حج پر حکم ملا کہ بہت سارے مرید بناؤ چنانچہ بڑے پیر صاحب کے حکم کی تعمیل میں چالیس پچاس آدمی بیعت کر دئے اور یوں جمع کثرت کے حکم کی تعمیل کر دی مگر زیادہ مرید نہ بنائے۔ تیسری مرتبہ حج پر روانہ ہو کر بعد از حج جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو بڑے پیر صاحب نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں شکایت فرمائی کہ یہ حکم کی تعمیل نہیں کرتے اجازت ہو تو بوجہ عدم تعمیل حکم ان کی ولایت سلب کر لی جائے۔ اس پر حکم ہوا کہ انھیں حاضر کیا جائے تا کہ ان کا موقف بھی سامنے آ جائے۔ سرکار بڑے پیر صاحبؓ (غوث اعظمؓ) نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جاتے ہوئے مجھے پیش فرما کر اپنی شکایت دہرائی۔ بارگاہ رحمۃ العالمین سے حکم ہوا کہ حکم عدولی کیوں کی؟ وجہ بیان کرو۔ عرض کی کہ حضور بندہ کسی قابل نہیں۔ بندہ اپنا خیال نہیں رکھ سکتا۔ مریدین کو سنبھالنا بڑا مشکل کام ہے۔ جناب پیر صاحب کے حکم کی تعمیل میں پہلی مرتبہ بھی مرید بنائے اور دوسری مرتبہ بھی۔ پہلی مرتبہ جمع قلت (تین سے لیکر دس تک) کا لفظ زبان مبارک سے نکلا تھا اس حکم پر عمل کیا۔ دوسری بار کے حکم میں جمع کثرت کا لفظ تھا اس پر بھی عمل کیا۔ اس طرح میں نے اپنی دانست کے مطابق حکم کی تعمیل کی ہے مگر ہر وقت یہی سوچتا ہوں کہ کل قیامت کو ان مریدوں کے متعلق باز پرس ہو گی تو کیا جواب دوں گا؟۔ اس پر دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا کہ اتنا زہد، عبادت، چلہ کشی اور فیض حاصل کرنے کے باوجود یہ عاجزی و انکساری ہے۔ "اٹھو"۔ حسب حکم اٹھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے سینہ پر نور کے ساتھ لگا کر فیض ازل بخشا اور بکمال عنایت خلافت بھی بخشی اور حکم فرمایا کہ تا حکم ثانی نماز پڑھنے کے بعد دن رات مسجد نبوی شریف کے باہر بیٹھ کر خلقت خدا کو بیعت کرو اور رہا تمہارے مریدوں کا مسئلہ تو اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں اور آئندہ کسی کو بھی انکار

کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جو بھی مرید بننا چاہتا ہے اسے مرید بناؤ۔ سرکار غریب نواز جھاگوی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے تھے کہ تعمیل حکم میں دن رات مسجد نبوی شریف کے باہر میں لوگوں کو بیعت کرتا رہا اتنی خلقت تھی کہ پونے دو گز کا رومال اور اس کے ساتھ تسبیح باندھتا تھا اور پھر ہر ایک کا صرف ایک ہاتھ اس پر دوسرا ہاتھ دوسرے آدمی کے ہاتھ پر رکھنا پڑتا تھا۔ اس طرح مسلسل دو ماہ کے بعد فرائض کے علاوہ نفل بھی پڑھنے کی اجازت ملی۔ تیسرے مہینے وطن مالوف میں حاضری کی اجازت ملی۔ اس لئے بے فکر رہو ہمیں بھی بابا شاہ صاحب (حضرت غوث عالم بابا فقیر حضرت بابا سید عبدالشکور صاحبؒ) خلیفہ بابا سید محمد تاج الدین تاج الاولیاء ناگپوریؒ نے سلسلہ چشتیہ میں خلافت مرحمت فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ اب میں بجمیل حکم کسی کو بھی انکار نہیں کرتا۔ سب سلاسل میں مرید کرتا ہوں۔ تجھے بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ نظامیہ و صابریہ میں کرتا ہوں۔ پھر حضرت بابا صاحب نے بندہ کو بکمال عنایت سلاسل عالیہ قادریہ چشتیہ مجددیہ میں بھی بیعت فرما دیا۔ بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ اپنا برتن چھوٹا ہے ورنہ سرکار کے پاس کیا کمی تھی۔ سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ کے پاس دینے کے لئے بہت کچھ ہے جس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔

انوار برکاتیہ۔ ج ۳۔ ص ۲۸۱۔

سبحان اللہ تعالیٰ۔

راقم الحروف یہاں ایک بات کی وضاحت بہت ضروری سمجھتا ہے کہ کچھ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ مرشد کی کیا ضرورت ہے۔ میرے خیال میں جس طرح علم میں تکمیل وکمال تک استاذ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روحانیت و تصوف اور ولایت میں حق تعالیٰ کی معرفت کے لیے تکمیل وکمال تک مرشد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:۔

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد
یقیں داں کہ بے بنیاد باشد

ہر وہ کام جو استاد کے بغیر ہوتا ہے یقین کر لو وہ بے بنیاد ہوتا ہے۔





معلوم ہوا جب تک علوم تصوف کی تکمیل نہیں ہوئی مردِ مومن ابھی ولایت میں بہت ادھورا ہے۔ لہٰذا مرشد و شیخ یا استاذ کا تکمیل وکمال تک راہنما رہنا بہت ضروری ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں ایسے مرشد کی صحبت کی نصیب ہوتی ہے جو تکمیل تک اپنے مرید وظیفہ کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

قارئین کرام!۔

**یا ایها الذین امنوا اتقوا الله و ابتغوا الیه الوسیلة و جهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون ۔**

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کے راستے میں کوشش کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

سورت المائدہ۔ آیت 35۔ پارہ ۶۔

بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ بغیر وسیلہ کے اللہ تعالیٰ کو پانا مشکل ہے۔ جیسا کہ آسمانی علم ہم تک آیا مگر انبیائے کرام وسیلہ ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہوئی مگر امام الانبیاء وسیلہ ہوئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وسیلہ نماز ہے۔ الغرض معرفت الٰہی کا ذریعہ اولیائے کرام ہیں۔ اولیائے کرام خود بھی ہر خوف و غم سے آزاد ہوتے ہیں جو خوش نصیب ان کے ساتھ جڑ جائے اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے انہیں بھی ہر خوف و غم سے آزاد کر دیتا ہے۔ دنیا میں، قبر میں اور محشر میں ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

## غوث الزماں حضرت بابا جھاگوی کی مہمان نوازی ۔

ہور کہ صفت سناواں یارو خوب لنگر چلائے
جتنی خلقت کٹھی ہوئے سوہنڑاں نال خوشی کھلائے
ہک دن لنگر دے ٹائم یاروں بوہتی دیری ہوئی
ہوئے غصے دے وچ لال رنگیلے شک نہ کریو کوئی
اٹھ کھلوتے جلدی حضرت دیری کیوں کر ہوئی
مائیاں نس سدایاں ایک دم لنگر مول نہ کوئی
اگے حضرت پچھے عاجز لنگر اندر آئے
دل میرا گھبرایا یارو رخ میرا ٹھہر نہ پائے
واہ واہ غوث زمانے یارو آٹا گنّن لایا
پانی پلیٹ میرے اگے جلدی میتوں حکم سنایا
لوڑی ہکس نے حضرت اگے کیتی منت زاری
معاف کرو میتوں لنگر دیری قسمت میری ہاری
نال غصے دے حضرت صاحب زاری منی نہ کائی
کر دے حکم حضور ہک دم وچ دور ہٹ جانا مائی
پنجا انساناں دی روٹی اساں تھی ابتک تیار نہ ہوئی
سو انساناں کرنی مں ہک دم دیر نہ ہوی کائی
عاجز ضامن لنگر ٹائم دیون آن رکھایا
آگیا رحم حضور دے تائیں غصہ نرم کرایا
ہاتھ مبارک دھو کے حضرت باہر آئے





عاجز فرماں مرد تمامی کرن تیاری لائے

## تشریح ۔

شاعر لکھتا ہے کہ حضرت بابا قبلہ جھاگوی سرکار بہت زیادہ سخی اور مہمان نواز تھے۔ ہر وقت لنگر کا اہتمام رہتا تھا۔ جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ۔ امیر ہو یا غریب ۔کبھی بھی آپ کے لنگر سے بھوکا نہیں گیا۔ آج بھی الحمدللہ بدستور لنگر جاری وساری ہے۔ ان شاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

شاعر عرض گزار ہے کہ ایک دن آپ کی خدمت میں تقریباً پچاس آدمی حاضر ہوئے۔ وقت پر کھانا تیار نہ ہونے کی وجہ سے قبلہ حضرت صاحب کو بہت غصہ آیا۔ آپ خود لنگر میں تشریف لائے۔ آپ کے جلال کی تاب نہ لاسکنے کی وجہ سے ساری عورتیں لنگر سے دائیں بائیں ہو گئیں۔ آپ کی خادمہ نے بڑی منت کی ۔لیکن آپ اس وقت بہت جلال میں تھے ۔ اپنے بازو سے آستین اوپر چڑھائی اور خود آٹا گوندھنا شروع کیا۔ طوطا شاعر موقع پر موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے طوطا روٹی پکاؤ۔ ان شاءاللہ تعالیٰ اس تھوڑے سے آٹے سے سو سے زائد آدمی کھانا کھائیں گے۔ حقیقت میں یہ حضرت صاحب کی کھلی کرامت تھی ۔سب نے دیکھا کہ جس آٹے کو وقت کے غوث نے ہاتھ مبارک لگائے تھے اس آٹے سے پکنے والی روٹی کو سو سے زائد آدمیوں نے کھایا اور حضرت صاحب کا جلال ختم ہوا تو سب کو معاف بھی کیا۔

## تفصیل ۔

قارئین کرام ۔میں اس واقعہ سے بہت متاثر ہو کہ حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کو کبھی بھی غصہ نہ آتا مگر مہمان نوازی میں تاخیر کی وجہ سے سخت غصہ فرمانا اور اتنے خدام اور گھر کے افراد بھی ہونے کے باوجود خود روٹی بنانا اور لنگر کا اہتمام کرنا یہ آپ کی شان ولایت میں سخاوت اور مہمان نوازی میں مخلوق خدا کی محبت کا حد درجہ اظہار ہوتا ہے۔

## صفت سخاوت کا کمال ۔

انبیائے کرام میں بھی سب سے نمایاں چیز جو تھی وہ سخاوت ہی تھی ۔امام الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی بے حد سخاوت فرماتے اور سخاوت کرنے والے کو بھی پسند فرماتے ۔اس لیے اس کی مناسبت سے ایک واقعہ نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

زبدۃ الواعظین میں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا ۔ایک دن حجر اسماعیل کے پاس سو گیا۔خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔آپ نے ارشاد فرمایا جب تم واپس بغداد جاؤ تو بغداد کے فلاں محلے میں جانا اور بہرام مجوسی کو تلاش کر کے اسے میرا اسلام کہنا اور اسے یہ بتانا کہ اللہ تجھ سے راضی ہو گیا ہے۔میں بیدار ہوا۔دل میں خیال گزرا کہ یہ شیطانی خواب ہے۔میں نے لاحول ۔۔۔۔۔۔۔پڑھا اور وضو کیا ۔پھر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا شروع کیا۔جتنا اللہ نے چاہا میں نے طواف کیا۔مجھ پر پھر نیند غالب آ گئی تو مجھے تین دفعہ نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ نے پہلے کی طرح مجھے حکم فرمایا میں حج سے فراغت کے بعد بغداد شریف میں واپس آیا ۔نشان زدہ محلے میں داخل ہوا۔بہرام مجوسی کے گھر کو تلاش کیا۔وہاں ایک بوڑھے شیخ کو پایا ۔اس سے پوچھا کہ کیا تو ہی بہرام مجوسی ہے؟ ۔اس نے ہاں میں جواب دیا۔میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل بھی کیا ہے ۔اس نے کہا میں لوگوں کو بیع صرف کے طریقے پر رقم پہلے دے دیتا ہوں اور جنس بعد میں وصول کرتا ہوں ۔میری نزدیک یہ بھی نیکی ہے۔میں نے کہا یہ تو نبی پاک ﷺ کے دین میں حرام ہے۔میں نے پوچھا اس کے علاوہ بھی کوئی نیک عمل ہے؟ ۔اس نے کہا میری چار لڑکیاں تھیں اور چار ہی لڑکے تھے۔میں نے ان کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شادی کر دی۔میں نے کہا یہ بھی حرام ہے۔مزید اس سے پوچھا کہ کوئی اور نیکی؟ ۔اس نے کہا میں نے اپنی اولاد کی شادی کے وقت مجوسیوں کو ان کی دعوت ولیمہ میں مدعو کیا اور خوب کھانا کھلایا۔میں نے کہا یہ بھی حرام ہے۔تیرا کوئی اور نیک





عمل؟ ۔اس نے جواب دیا کہ میری ایک لڑکی تھی جو بہت ہی خوبصورت تھی۔میں نے اس کے ساتھ اپنی شادی کر لی اور اسی رات ولیمہ کی دعوت دی۔مجوسیوں کے نزدیک وہ رات ہزار راتوں سے زیادہ افضل رات ہے۔میں نے کہا یہ بھی حرام ہے۔میرے پوچھنے پر اس نے اپنی ایک نیکی کا ذکر کیا اور کہا میں ایک رات اپنی بیٹی کے ساتھ ہمبستری کرنے کو تیار تھا کہ ایک مسلمان خاتون میرے گھر آئی جو میرے چراغ سے روشنی حاصل کرنا چاہتی تھی۔میں نے چراغ جلا دیا وہ نکل گئی اس کے جانے کے بعد میں نے چراغ بجھا دیا وہ دوبارہ آئی میں نے پھر چراغ روشن کر دیا اور وہ چلی گئی۔میں نے پھر اپنا چراغ گل کر دیا لیکن میں دل میں سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ جاسوس ہو۔میں نے اس کا تعاقب کیا ۔اس کے گھر میں داخل ہوا ۔کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی چار بیٹیاں تھیں جو اپنی ماں سے کہہ رہی تھیں کہ اے اماں! ۔کیا تو ہمارے کھانے کے لیے کوئی چیز لائی ہے کیونکہ اب بھوک اتنی شدید ہو گئی ہے جو برداشت نہیں ہو سکتی اور اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے ۔اس عورت کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور اپنی بچیوں کو تسلی دینے کے لیے کہا کہ مجھے اپنے رب سے حیا آتا ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے کوئی چیز مانگوں اور اللہ کے دشمن سے اپنی حاجت طلب کروں ۔وہ مجوسی ہے۔میں اس سے کچھ نہیں مانگ سکی ۔تو بہرام نے کہا میں نے اس کی گفتگو چھپ کر سنی اور گھر واپس آیا ایک تھال اٹھایا اس کو کھانے کی ہر چیز کے ساتھ بھر دیا اور بذات خود وہ تھال اٹھا کر اس عورت کے گھر لے گیا اور میں نے وہ اسے دے دیا اور وہ خوش ہو گئی۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کہ تیری یہی وہ نیکی ہے جو بارگاہ خداوندی مقبول ہوئی ہے۔تجھے مبارک ہو۔پھر میں نے اسے اپنا خواب سنایا اور حضور اکرم ﷺ کی اسے بشارت سنائی تو بہرام مجوسی کی آنکھوں سے گمراہی کے پردے ہٹ گئے ،کفر کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد اعبدہ ورسولہ۔

اسی وقت زمین پر گر پڑا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ۔ان للہ ۔۔۔۔۔پڑھا۔تجہیز و تکفین کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں اے اللہ کے بندو!۔اللہ کی مخلوق پر سخاوت کیا کرو کیونکہ وہ دشمنوں کو محبوب بنا دیتی ہے۔

نزہۃ المجالس۔ج 1۔ص 287 ۔

درۃ الناصحین۔ص 96۔

قارئین کرام!۔

معلوم ہوا کسی بھی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑنا چاہیے کیا پتہ یہی نیکی اخلاص سے کی ہوئی بخشش کا ذریعہ بن جائے۔کسی بھی گناہ کو چھوٹا سمجھ کر نہ کریں۔شاید اسی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اعمال صالحہ میں چھپا رکھا ہے اور اپنی ناراضگی کو گناہوں میں۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا رکھا ہے۔

- ------اپنے نیک بندوں کو مخلوق میں۔
- ------اپنی رضا کو نیک اعمال میں۔
- ------اپنی ناراضگی کو گناہ میں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے لنگر کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔آمین ثم آمین۔

صلی اللہ علی النبی الامی وبارک وسلم۔





## غوث الزماں کی جدائی کا غم ۔

سوہلناں دے سرتاج پیارے دنیا توں چل سدائے
ڈاڈے تیر جدائیاں والے جگر کباب بنائے
ایسا ہور فقیر نہ ہرگز وچ دراوے کوئی
جھیڑے مراداں والے آئے خالی گیا نہ کوئی
فقر فقیری تساں نے حضرت ڈوڈی نال کمائی
محنت نال ملے مزدوری کہندی سب خلقائی
چلے کیتے تساں وچ اجاڑاں خوف آوے جس جائی
جان اپنی نوں دے تکلیفاں کیتی نیک کمائی
جج کرامت ہور سخاوت اس وچ شک نہ کائی
رقم مصلے دی اٹھاون والی رب دی عنایت ہوئی

## تشریح ۔

قبلہ حضرت بابا سرکار جھاگوی کی قوم یا قبیلہ سوہلن ہے۔شاعر کہتا ہے کہ آپ سوہلن قبیلہ کے سرتاج تھے۔جس دن آپ کا وصال ہوا تو ہمارے دلوں میں جدائی کے تیر محسوس ہوئے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا محسوس ہوا۔ایسا کامل ولی دراوہ (نیلم ویلی) میں نہ ہے۔نہ میری آنکھ نے دیکھا۔جو بھی مراد لے کر آیا کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ واپس نہیں گیا۔بابا جھاگوی نے ولایت کو خوب محنت سے کمایا۔آپ کی محنت و پرہیزگاری کا اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ صلہ دیا۔آپ نے جس مقام پر چلہ کشی کی دن کو بھی وہاں خوف آتا ہے۔آپ نے اپنی جان پر تکلیف اٹھائی اور مقام معرفت حاصل کیا۔آپ کی اس کرامت میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت فضل تھا۔کبھی کبھی آپ مصلی اٹھاتے تو مصلی کے

نیچے سے اللہ کی طرف سے رقم عطا ہوتی ۔یہ آپ کی کرامت کا حصہ ہے۔

## تفصیل ۔

اس بات کی زندہ دلیل اور گواہ آج بھی الحمدللہ میاں قیام الدین جھاگوی صاحب اطال اللہ عمرہ کی صورت میں موجود ہیں ۔قیام الدین جھاگوی فرماتے ہیں

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا کیا کہنا۔وہ بے مثل ومثال شخصیت کے مالک تھے ۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو مصلے کے نیچے سے رزق عطا کیا جاتا تھا۔آپ اپنی ضرورت کے پیسے بھی مصلے کے نیچے سے ہی نکالتے تھے ۔یہ درگاہی رزق تھا جو حضرت صاحب کو ملا کرتا تھا ۔یہ ان کا حصہ تھا۔اس بات کو میں خود جانتا ہوں ۔وہ کلام پڑھتے تھے جس کے سبب ان کو درگاہی حصہ دیا جاتا تھا۔ان روپیوں کی تعداد متعین تھی۔آپ مختلف قسم کے چلے کرتے تھے ۔رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گزارتے تھے۔وہ رب کو پیارے تھے ۔اپنے خالق ومالک کی عبادت کر کے ایسا مقام حاصل کرلیا تھا کہ اب خدا خود اپنے فضل خاص سے ان کی پرورش کرتا تھا۔انھیں کبھی روپے کی کمی نہیں ہوئی ۔لاکھوں پاتے اور راہ خدا میں تقسیم کردیتے ۔وہ لنگر دیتے تھے،دن کوئی آدمی مہمان ہوتے ۔درگاہی حصہ تھا تو تبھی اتنے لوگوں کے کھانے کا انتظام ہوتا تھا۔غربت کے اس دور ایک من سے زائد آٹا پکایا جاتا تھا۔لنگر کا سارا انتظام ان کے گھر والوں نے سنبھال رکھا تھا۔حضرت قبلہ عالم کی بیویاں بھی ہمہ وقت مہمانوں کی خدمت میں کوشاں رہتی تھیں ۔پہلے پہل ایک وقت میں دو،دو تنور میں روٹیاں لگائی جاتی تھیں پھر چار چار تنور جلنے لگے ۔پہلے پہل جھاگ شریف میں ہی 11 دن گیارہویں شریف کی مجالس ذکر منعقد ہوا کرتی تھیں پھر گیارہ دن سالک آباد میں بھی لنگر چلنے لگ گیا۔جب آپ کافی جسیم ہو گئے اور زیادہ دور تک چلنے پھرنے سے قدرے قاصر ہو گئے تو آپ سالک آباد شریف میں ہی بائیس دن گیارہویں کی محافل ذکر منعقد کیا کرتے تھے۔جب گیارہویں کے پروگرام شروع ہوں تو اس وقت تمام کھانا مرد حضرات پکایا کرتے تھے ۔جو مسئلہ بھی پیش آتا تو رب کی طرف سے اس کا حل بھی نکل





آتا ۔انھیں کبھی ملال کی حد تک انتظار نہیں کرنا پڑا ۔بس غیب سے اس کا انتظام ہوجاتا تھا۔وہ زمانے کا غوث تھا۔وہ رب کی عطا سے عرش کی خبریں دیتا تھا۔

انوار کاتیہ۔ج 3۔ص 118 تا 119۔

قارئین کرام!۔

اولیائے کرام کو یہ سعادت حاصل ہے کہ عرش کی خبریں بھی جانتے ہیں اور فرش کی خبریں بھی جانتے ہیں اور ”بحکم الٰہی“ تقدیر بھی بدل دیتے ہیں ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور واقعہ ہے جس کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مقالات مجددی کے حوالہ سے تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے کہ آپ کے دو صاحبزادے تھے ۔آپ نے ان کی تعلیم وتربیت کے لیے ملا طاہر لاہوری جو اس زمانے کے فاضل اجل تھے کی خدمات حاصل کیں اور انہیں اپنے صاحبزادوں کا استاذ مقرر کیا ۔ایک دن آپ نے اپنے صاحبزادوں سے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر دیکھا ہے وہاں لکھا ہوا ہے کہ تمہارا استاذ بد بخت ہے ۔نیک بخت نہیں ۔بچوں نے اصرار کیا کہ آپ ان کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بدبختی نیک بختی میں بدل دے ۔آپ نے فرمایا وہ تو تقدیر مبرم ہے جو ٹل نہیں سکتی ۔آخر کار بچوں کے اصرار پر مجبور ہو کر آپ نے اچھی طرح وضو فرمایا دو رکعت نماز نفل ادا کیے ۔اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا اور پھر سر کو سجدے میں رکھ کر ملا طاہر لاہوری کی بخشش کی دعا کی ۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ دعا مقبول ہوئی ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نگاہ باطن سے دیکھا کہ غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا ہے جس نے لوح محفوظ سے ”خذا شقی“ کے الفاظ مٹا دیے ہیں اور ان کی جگہ ”خذا سعید“ لکھ دیا ہے ۔علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا:۔

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

## موضع بیاڑی (درگ) مسجد کی تعمیر۔

خاص سکونت جھاگ شریف وچ نور دا قطرہ ملیا
کھل گئے باغ غریباں والے پھُل گلاب دا کھلیا
آن شریکاں مکان جلایا حضرت نہ گھبرائے
اس تھی عالی مکان بنایا دشمن رب زیر کرائے
صد نجاراں کشمیر تائیں سوہنا مکان بنایا
خوشی مطابق اناں نجاراں آن بیاڑی پہنچایا
مسجد نئی مرمت ہوئی چندہ جمع کرایا
ہک خواجہ منکر ہویا جس نے ستر (70) جلایا
پہلے دس دس دیتے آیا پھر اناں تھی منکر ہویا
واہ واہ کرامت غوث پیارے واسطے بہتر دے رویا
جاندے آپ بیاڑی اس دن مسجد جگہ بناندے
آری کش نگدر دے منگائے آن درخت گراندے
آن جو آخر چھت لگائی مسجد خوب بنائی
چلدے قدم مبارک ہردن رب نے خوشی دکھائی
دو چیزاں دی شفقت حضرت دل وچ بہت رکھاندے
ہک زیناں لنگر دے کارن بوتیاں قبض کراندے
مسجداں خاص عبادت کارن خوب تیار کراندے
خاص رب دی خاطر خرچ جیب کراندے
کیتی صفت نہ مل تھی جاوے جس دا حساب نہ کوئی





آکھ فریا جو کجھ سمجھیں ،دیں دیال جو ہوئی
جو کجھ قصہ گزریا ہویا اسی پر شعر بنایا
قسم خدا دی عاجز طوطے جھوٹ رتی نہ پایا

## تشریح۔

آپ کی ابتدائی سکونت جھاگ شریف میں تھی۔آپ کی پیدائش مبارک سے پہلے ہی آپ کی شہرت ہو چکی تھی ۔ایک آپ کے والد گرامی قبلہ میاں حبیب اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ بابا نظام الدین ولی کیانوی کی محفل میں بیٹھے تھے ۔بابا نظام الدین سرکار نے فرمایا کہ حبیب اللہ میری پیٹ پیچھے سے اٹھ کر میرے سامنے آؤ۔آئندہ کبھی پیچھے نہ بیٹھنا۔میں اللہ کی عنایت سے آپ کی پشت میں اللہ کے ولی کا نور دیکھ رہا ہوں۔جو اپنے زمانے کا غوث ہوگا۔یہ واقعہ آج بھی بڑے بزرگوں میں بہت مشہور ہے۔

شاعر عرض کرتا ہے کہ جس طرح گلاب کا پھول سارے چمن کو مہکا دیتا ہے اس طرح بابا جھاگوی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سارے ماحول کو روحانیت سے مہکا دیا۔بابا سرکار جھاگوی جھاگ سے دواریاں سالک آباد شریف منتقل ہوئے۔وہاں رہائش اختیار کرلی۔کچھ ظالم دشمنوں نے جھاگ شریف میں آپ کے مکان کو جلانے کی کوشش کی۔سالک آباد میں مسجد کو اکھیڑنے لگے تو فوراً آسمانی بجلی آئی مگر ولی کامل نے اپنی انگلی مبارک کے اشارے سے آسمانی بجلی کو دور گرا دیا۔تا کہ اللہ کی مخلوق مرنے سے بچ جائے۔

شاعر کہتا ہے جن کاریگروں نے جھاگ میں حضرت قبلہ عالم بابا جھاگوی کا مکان تعمیر کیا تھا۔ان ہی سے جھاگ شریف کی مسجد تعمیر کرائی پھر حضرت صاحب نے انہی کاریگروں کو موضع بیاڑی میں مسجد کی تعمیر کی ذمہ داری بھی سونپی۔یہ کاریگر جموں وکشمیر سے بلائے گئے تھے۔مسجد شریف کے لیے چندہ شروع کیا۔مگر وہاں ایک شخص نے چندہ دینے سے انکار کر دیا۔پہلے ستر (۷۰) روپے دینے کا

وعدہ کیا اور پھر ستر (۷۰) روپئے کے بجائے دس روپے دینے کا کہا۔ بعد میں دس روپے سے بھی انکار کردیا۔ مگر پیسے نہ دے کر بعد میں بہت رویا۔ ننگر سے آری کش لکڑ چرائی کے لیے مزدور آئے۔ کچھ دونوں میں خوبصورت مسجد تیار ہوگئی جو کہ آج بھی موجود ہے۔ بابا جی سرکار کو لنگر اور مسجد تعمیر کرنے کا بہت شوق تھا۔ اپنے جیب سے خرچ کرتے، مساجد تعمیر کرنے پر آپ کو بہت خوشی ہوتی۔ میں نے جو کچھ حضرت صاحب کے بارے میں کہا۔ سب سچ کہا رتی برابر جھوٹ نہیں۔

## تفصیل۔

حضرت بابا سرکار جھاگوی نے اپنی گفتار اور اپنے کردار سے ایک معیاری زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ کم کھانا و کم بولنا اور کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔ ان کا طریقہ کار تھا۔ آپ اکثر اوقات چلہ کشی میں عشق الٰہی میں ایسے سرمست و سرشار رہتے تھے کہ ان کو اپنی ہستی کا پتہ نہ ہوتا تھا۔ تسلیم و رضا، توکل و قناعت، امید و بیم، محبت و اخوت، خلوص و خدمت، فقر و فاقہ، ایثار و قربانی اور استقامت ان کا شعار تھا۔ ان اشعار میں طوطا شاعر نے جھاگ شریف میں بابا جھاگوی کے مکان کے جلانے اور اس پر بابا جی کی استقامت کا تذکرہ کیا ہے جس کا مفصل تذکرہ انوار بر کاتیہ جلد ۳ کے ص ۲۷۷ سے ۲۸۲ تک جناب حبیب اللہ استاذ رحمہ اللہ جیسے عینی شاہدین کی زبانی موجود ہے۔ دیکھ لیا جائے۔





## توصیف جھاگوی بابا اور مراتب۔

جھاگوی بابا خدا کو پسند جب ہوا
رتبہ عالی سے عالی چلانے لگے
پہلا رتبہ ملا جب سخاوت کا
سارے رتبوں سے اعلیٰ کیا ہو خدا
لنگر جاری کرایا پیران پیر کا
خلقت اپنی مرادوں پہ آنے لگی
شغل دنیا میں اپنا دکھانے لگے
جب تقاضہ کسی کا کسی سے ہوا
جا کے سائل جو دربار حاضر ہوا
ملی مامور ان کو مہتم کی جگہ
شریعت میں جھگڑے مٹانے لگے

## تشریح ۔

شاعر اب "حضرت بابا سرکار جھاگوی" کی کرامت، عظمت اور مرتبہ بیان کر رہا ہے کہ

بابا جھاگوی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنے مقبول اور اعلیٰ مرتبت تھے کہ سخاوت میں آپ کا ثانی کوئی نہیں تھا۔ سخاوت میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ کے دربار پر آنے والوں کو جسمانی اور روحانی دونوں غذائیں ملتی۔ آپ کے ہاں شرعی عدالت لگتی جو آج بھی ہے۔ فریقین کے درمیان شرعی فیصلہ قرآن وسنت کی روشنی میں فرماتے۔ کبھی کوئی سائل مایوس نہ جاتا۔

## تفصیل۔

درحقیقت حضرت بابا جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے درد اور اپنے درمان، اپنی دعا اور اپنی دوا اور اپنے سوز، اپنے ساز، اپنی زندگی، اپنی موت، اپنی فتح اور اپنی شکست کو خدا کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ عشق الٰہی کے اسیر تھے۔ دین کے نصیر تھے، وہ روشن ضمیر تھے، بے کسوں کے دستگیر تھے، وہ کامل پیر تھے، وہ درویش بہاو بے نظیر تھے۔ طالبوں کی طلب جب ان کو ان حضرات کے میخانے میں لاتی وہ ان کو تائب کر کے آلائش دنیا سے پاک و صاف کر دیتے تھے۔

وہ جبر و تشدد کو ناروا سمجھتے تھے۔ محبت و خلوص کے دل نشین ہتھیاروں سے غیروں کو اپنا کرتے تھے۔

یہاں شاعر نے پابند شریعت کے حوالے سے تذکرہ کیا ہے اور شرعی عدالت کا تذکرہ کیا ہے جس کی تفصیل خلیفہ حضرت بابا سرکار جھاگوی سید غلام حسین المعروف ماناگا شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے یوں بیان فرمائی ہے:۔

بارہا آپؒ کی معیت میں رہا اور فائدہ اٹھایا۔ آپؒ سے کبھی بھی کوئی غیر شرعی کام سرزد ہوتے ہوئے میں نے اور نہ ہی کسی اور نے دیکھا۔ ایک مرتبہ آپ کھڑے تھے اور چلغی تناول فرمانے کا ارادہ تھا تو فوراً بیٹھ گئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ناگا صاحب اگر میں یہاں بیٹھتا نہیں تو شریعت میں میری عدالت قبول نہ ہوتی۔ میں تو سمجھتا ہوں اس وقت حضرت بابا صاحب کا ثانی کہیں بھی موجود نہ تھا۔ آپ کو بستر پر سونے کی اور نہ ہی کھانے پینے کی آرزو تھی۔ میں نے جامعہ اسلامیہ برکاتیہ والی جگہ پر ان کے ساتھ مسلسل تین دن اور تین راتیں گزاری ہیں۔ اس وقت یہاں بالکل چھوٹی سی مسجد تھی۔ اکثر لوگ عرض کرتے حضرت آپ کے لئے بستر بھیجتے ہیں تو آپؒ جواباً ارشاد فرماتے میرے جسم میں ہڈی، اس پر گوشت، گوشت پر چمڑا اور پھر اس پر میری یہ قمیص۔ اس سے بڑھ کر بستر کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی درحقیقت ہم روح کی غذا کا خیال رکھتے ہیں اور ہماری روح کا بستر ہڈی، اس پر گوشت اور گوشت پر چمڑا اور پھر چمڑے پر یہ موٹی قمیص کافی ہے۔ رہا بدن کا سکون تو ہم اس کے قائل نہیں ہیں کیونکہ بدن نفس کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نفس اور اس کے تابع کی خواہش کو بھی





پورا نہیں ہونے دیں گے۔ مگر اتنا ہی جتنا اس کا ضروری حق ہے۔

انوار برکاتیہ۔ ج 3۔ ص 399۔

جگر گوشہ سرکار جھاگوی مخدوم اہلسنت فرماتے ہیں:۔

## تربیتی مراکز

غوث الزمان قطب الاقطاب حضرت الحاج مولانا "محمد برکت اللہ قدس سرہ العزیز" وادی نیلم کے لوگوں کی بالخصوص دینی و دنیاوی تربیت گاہ تھے۔ آپ ایک کامل اور مکمل ولی تھے۔

**مظہر عشق ست و محبوب بحق**
**از ہمہ کروبیاں بُردہ سَبق**

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی ولادت باسعادت حضرت قبلہ عالم مولانا محمد حبیب اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر جھاگ شریف میں ہوئی۔ آپ حصولِ علم دین کے لیے پاکستان کے مختلف علاقوں میں تشریف لے گئے۔ جب آپ تحصیلِ علمِ دین کے بعد گھر تشریف لائے تو جھاگ شریف میں ہی آپ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس کے ساتھ دینی تعلیم کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے تقریباً ۱۹۲۰ء میں جھاگ شریف میں باقاعدہ غریب، مسکین اور علاقے کے دیگر لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ تیس، چالیس طلبا جنہیں آپ خود پڑھاتے تھے اپنے ہی گھر کے اخراجات پر کفالت شروع کی۔ جب آپ جھاگ شریف سے دواریاں تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ نے تعلیم ہی کا سلسلہ شروع کیا جو ہر انسان کی تربیت کے لیے ضروری ہے۔ سب سے پہلے آپ نے مسجد کے ساتھ باقاعدہ ایک تعلیمی ادارہ قائم فرمایا۔ مولانا روم تعلیم کی فضائل کو صوفیانہ انداز میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

**آدم خاکی زحق آموخت علم**
**تا بہ ہفتم آسماں افروخت علم**

یعنی آدم نے اللہ تعالیٰ سے علم سیکھا اور پھر اپنے علم و عرفاں کے نور سے کائنات کے ذرے ذرے کو منور کردیا۔

علم راہ حق و علم منزلش
صاحب دل داند آں را با دلش

علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راستہ ہے اور علم کی منزل و حقیقت سے اولیاء اللہ یا پھر ان کے دل (جو معرفت خدا کے سرچشمے ہیں) ہی واقف ہیں۔ لہٰذا اگر آپ ایسا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں جو آپ کی نجات کا ذریعہ بنے تو پھر اللہ کے اولیاء کے دامن سے وابستہ ہونا پڑے گا۔

آپ نے اپنے ادارے میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کا بھی انتظام و اہتمام فرمایا کیونکہ ہر انسان کے لیے اس کے کردار کو سنوارنے کے لیے تعلیم بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی تعلیم کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ یہ معرفت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان علم کو صرف للّٰہیت کے لئے حاصل کرے۔ مولانا روم ایک حدیث کی مراد بیان کرنے کے بعد نتیجہ کی وضاحت کرتے ہیں۔

ہیں بکش بہر خدا ایں بار علم
تا بہ بینی در دروں انبار علم

یعنی خبردار۔۔۔ علم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے حاصل کرنا کہ تو اپنے دل میں علم و عرفان کے دریا موجزن دیکھے۔ کیونکہ جس علم دین سے مقصد حصولِ دنیا ہو وہ انسان کی بربادی کا سبب ہے۔ سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی جس کسی نے کوئی ایسا علم سیکھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جا سکتی ہے (علم دین) حالانکہ وہ اسے دنیا کا مال و دولت حاصل کرنے کے لئے سیکھتا ہے تو وہ جنت کی (ایسی) خوشبو (جو پانچ سو سالہ مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے) بھی نہ پا سکے گا"۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔





مبادا دلے آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دھد دیں بباد

یعنی اے اللہ۔۔۔ اس کمینے، بدبخت کا دل کبھی شاد نہ ہو جس نے دنیا کی خاطر اپنے دین کو برباد کر دیا۔ علم اللہ تعالیٰ کا ایسا نور ہے جسے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حاصل کیا گیا ہو تو پھر وہ حاصل کرنے والے کو ہر قسم کی گمراہیوں سے بچالیتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر یہ صفت جانوروں میں آجائے تو وہ بھی گمراہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ مولانا روم قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ "وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ" کی صوفیانہ حکمت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بلکہ خود از آدمی در گاؤ خر
می رود دانائی و علم و ہنر
علم آموخت سگ رست از ضلال
می کند در بیشہ ہا صید حلال

یعنی انسان سے جانور بھی دانائی، علم اور ہنر حاصل کر لیتے ہیں کہ بے تعلیم اور بے تربیت کتا اگر کسی چیز کو مارے گا تو وہ شرعاً حرام ہوگی مگر یہی کام اگر تربیت یافتہ کتا کرے تو اس کتے کا کیا ہوا شکار شرعاً حلال ہوگا تو جب کتا علم و ہنر حاصل کرنے کے بعد گمراہی سے بچ جاتا ہے تو پھر انسان کی کیا شان ہوگی۔ معلوم ہوا اگر علم صحیح نیت سے حاصل کیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات ابدیہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے انبیائے کرام کی وراثت علم ہی قرار پایا ہے۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے دینی اور دنیاوی تعلیم کے دونوں شعبوں کا انتظام فرما کر ظاہری و باطنی تربیت کے دونوں مراکز کو قائم کئے۔ آپ نے اپنے اس مرکز میں چھوٹے بچوں کی ظاہری تربیت کے لیے ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ پرائمری تک اسکول کی تعلیم کا انتظام فرمایا۔ ادارے کے تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے اپنے وقت کے بڑے بڑے علما کو تدریسی امور میں شریک کار

بتایا۔ہم پانچ بھائیوں نے اسی مکتب میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔قبلہ میاں محمد اسحاق صاحب جو ہم سب سے بڑے بھائی تھے،اسی طرح میاں محمد شفیع صاحب، میاں عبدالحمید صاحب، چھوٹے بھائی میاں عبدالوحید صاحب اور خود میں نے بھی اسی ادارے مکتب سے دینی تعلیم اور اسکول کی تعلیم بھی حاصل کی۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے علوم دینیہ کی تدریس و تعلیم کے لیے جن بڑے اور جید علمائے کرام کو تعینات فرمایا تھا ان میں مولانا لال دین صاحب نگدر، مولانا فیروز دین، مولانا غلام نبی سانگلہ والے اور مچھیارے سے تعلق رکھنے والے مولانا عزیز الرحمٰن (رحمہم اللہ تعالیٰ) شامل تھے۔علوم فقہ اور علوم دینیہ میں دیگر جو فنون ہیں ان سب کی تعلیم و تدریس حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی موجودگی اور ان کی نگرانی میں بڑے بڑے جید علمائے کرام سرانجام دیتے تھے۔اس وقت یہ ادارہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ تھا جس میں علما اور دیگر اساتذہ بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ کر رہے تھے۔ہمارے مکتب کے اساتذہ میں مولانا محمد حبیب اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ، مولانا غلام یاسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، گلگت چلاس سے تعلق رکھنے والے ماسٹر فرمان علی صاحب اور اشکوٹ کے محمد یوسف شاہ صاحب بھی شامل تھے جو آج بھی بقید حیات ہیں۔ہم نے اسکول کی تعلیم انہی اساتذہ سے حاصل کی ہے۔ہمارے گاؤں یا دیگر علاقوں کے جتنے بھی لوگوں نے اس وقت تک دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے اسی مدرسہ، اسی مکتب سے استفادہ کیا ہے۔دینی تعلیم کے ساتھ آپ کا ایک بڑا کارنامہ شرعی عدالت کا قیام تھا تا کہ لوگوں کو تھانوں اور عدالتوں سے نجات دلا کر خدا اور اس کے قانون کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔اس کام کی نگرانی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ ذاتی طور پر فرمایا کرتے تھے۔اس میں باقاعدہ ایک عدالتی نظام تھا۔مدعی درخواست دیتا۔مدعا علیہ کو نوٹس جاری ہوتے۔نوٹس کے ارسال و ترسیل کے لیے باقاعدہ ایک پیادے کا بندوبست تھا جو مختلف علاقوں میں جا کے مدعا علیہم سے تعمیلیں کراتا، تاریخیں دی جاتی۔اس میں گواہان تھے۔مدعا علیہ جواب دعویٰ دیتا پھر وہ اپنے ثبوت میں ہر دو فریقین گواہ پیش کرتے۔اس کے بعد مطابق شرع فیصلہ ہوتا۔فریقین کی بات سنے بغیر کوئی فیصلہ نہیں دیا جا سکتا۔یہی شرعی طریقہ اور اولیائے کرام کا طریقہ رہا ہے





۔مولانا روم گواہوں اور فریقین کی موجودگی میں فیصلہ کرنے کی حکمت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

**حق بمن گفت ست هاں اے داد ور**
**مشنو از خصمے تو بے خصمے دگر**

یعنی منصف اور حاکم کے لئے یہ حکم شرعی ہے کہ مدعا علیہ کی بات سنے بغیر محض مدعی کے دعویٰ پر فیصلہ نہ سنا دے بلکہ ہر دو فریقین کو آمنے سامنے بلائے اور دونوں کے موقف کو سننے کے بعد جو حق پر ہو اس کے حق میں فیصلہ کرے کیونکہ جب تک دونوں موجود نہیں ہوں گے حق ثابت نہیں ہوگا۔معلوم ہوا کہ اگر مدعی لاکھ دلیلیں اور گواہ پیش کرے اس کی بات کو مدعا علیہ کا موقف سنے بغیر نہیں مانا جا سکتا۔اسی بات کو مولانا روم آئندہ اشعار میں بیان فرما رہے ہیں۔

**تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور**
**حق نیاید پیشِ حاکم در ظہور**
**خصم تنہا اگر برآرد صد نفیر**
**ہاں ہاں بے خصم قول او مگیر**

اس کی باقاعدہ مسلیں اور نقلیں مرتب ہوتی اور فیصلہ ہوتا۔وہ نقلیں اور مثلیں آج بھی دارالعلوم میں موجود ہیں۔جس طرح عدالتوں کا اپنا مکمل ایک نظام ہوتا ہے اسی طرح حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے عام لوگوں اور عام مسلمانوں کے لیے شریعت کے مطابق اپنے آپ کو چلنے کا پابند کرنے کے لیے باقاعدہ شرعی عدالت کا ادارہ قائم فرمایا تھا۔جو فیصلہ آپ کی شرعی عدالت سے ہوتا وہ فیصلہ اگر کسی دنیاوی عدالت میں جاتا تو دنیاوی عدالت اس فیصلے کو درست قرار دیتی اور اس فیصلے کو شرعی فیصلہ قرار دے کر ہر دو فریق کو اس پر کاربند رہنے کی تلقین بھی کرتی۔ایسا ہونا یقینی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہمیشہ عدل و انصاف و صحیح بات کے علاوہ زبان کشائی نہیں کرتے۔مولانا روم اولیائے کرام کے اس مقام کو یوں بیان کرتے ہیں۔

کے کند آں مست جز عدل وصواب

کہ زجامِ حق کشید ست او شراب

یعنی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ جو یادِ خدا میں مست و مستغرق رہتا ہو عدل وانصاف کرتا اور صرف درست قول ہی کہتا ہے کیونکہ اس نے جام حق سے یادِ خدا، خوفِ خدا اور ذکرِ خدا کی شراب نوش کی ہے اور جسے جام حق نصیب ہو جائے پھر وہ حق وصداقت اور عدل وصواب پر ہی عمل پیرا رہتا ہے۔

المختصر عدالت بھی وہی فیصلہ کرتی جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی شرعی عدالت سے صادر ہوتا۔ اس طرح آپ نے بچوں کے لیے بھی اور بڑوں کے لئے بھی تعلیم وتربیت کے لیے بنیاد قرار دیا کیونکہ بچے معاشرے کا بہترین فرد تب ہی بن سکتے ہیں جب وہ تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ ہوں۔ بڑوں کے لیے دینی اصولوں پر چلنے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نظام کو اپنانے، اپنی زندگی مسلمان ہونے کے حیثیت سے قرآن وحدیث کے مطابق گزارنے کے لیے آپ نے شرعی عدالت کا قیام عمل میں لایا۔ ﴿ کیونکہ جو فیصلہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصول پر ہوتا ہے اس میں کبھی مدعی اور مدعا علیہ کے لئے ظلم نہیں ہوتا۔ یہ فیصلہ جانبین کے لئے اطمینان کا باعث ہوتا ہے۔ شرعی فیصلے دنیادار فیصلوں کے طرح نہیں ہوتے کہ انھیں چیلنج کیا جا سکے۔ مثلاً آپ اگر فقہ حنفی پر عمل پیرا ہیں تو فقہ حنفی میں جس بات پر فتوی ہوگا وہ آپ کے لئے حتمی ہوگی۔ آپ فقہ حنفی میں رہتے ہوئے اسے چیلنج نہیں کر سکتے۔ جبکہ دنیاداری نظام میں ہونے والے فیصلے چیلنج یا اپیل کے سبب طویل تر ہوتے جاتے ہیں۔ ان میں فریقین کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں ہوتا جسے وہ حتمی مان سکیں اور نہ ہی ان فیصلوں سے انھیں قلبی سکون حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس قانون کی بنیاد انسانی ذہن نے رکھی ہے جبکہ شرعی فیصلوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کے احکامات پر ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے بیان کردہ قوانین اطمینان کا باعث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں چیلنج یا اپیل کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ مولانا روم شرعی فیصلوں کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔





شرع چوں کیل وترازو داں یقیں

کہ بدو خصماں رہند از جنگ وکیں

گر ترازو نبود آں خصم از جدال

کے رہد از وہم حیف واحتیال

یعنی تم شریعت کو پیمانہ اور ترازو کی مثل جانو کیونکہ جب کوئی چیز پیمانے اور ترازو سے ماپ اور تول کر پوری پوری دی جاتی ہے تو دینے والا بھی نقصان سے بچ جاتا ہے اور لینے والا بھی خوش ہو جاتا ہے اس طرح شریعت کا فیصلہ ایسا فیصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے پیمانہ اور ترازو میں ڈال کر انسان کے لئے بنایا گیا ہے۔ اگر یہ پیمانہ و ترازو نہ ہو تو دینے والا نقصان اور لینے والا افراط اور ظلم کے وہم میں مبتلا ہو جائے گا تو جس طرح پیمانہ اور ترازو سے جانبین کو نقصان کے نہ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے ایسے ہی فریقین کو شرعی فیصلوں کے سبب دونوں کو حق کے مل جانے کا یقین ہو جاتا ہے۔ ﴾

اس طرح عام انسان کے استفادہ کے لیے تعلیم جو انسانی زندگی کا کردار بناتی ہے۔ انسان کو انسان بناتی ہے۔ آپ نے تربیت کے ان دونوں مراکز کا قیام عمل لایا۔ شرعی عدالت کا بھی اور باقاعدہ ایک دینی ادارے کا بھی۔

انوار ربکاتیہ۔ ج 3۔ ص 30 تا 36۔

## سیرت پاک۔

آپ جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپے آتے تھے لیکن آپ روپیوں میں کچھ نہ بچاتے تھے۔ سب رقم فقراء، غربا ومساکین اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے۔ اکثر قرض لے کر آپ دوسروں کی ضرورت پوری کرتے تھے۔ آپ کی ذات والا صفات، صوری ومعنوی خوبیوں سے متصف تھی۔ مخدوم اہلسنت اپنے تاثرات میں رقم فرماتے ہیں:۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی ساری زندگی شریعت کے مطابق گزری ہے۔ آج تک

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز سے ملنے والا کوئی آدمی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز سے منسوب کر کے ایسی کوئی بات نہیں بتا سکتا جو شریعت کے خلاف ہو۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی اولاد ہونے کی حیثیت سے ہم بھی اس بات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں اور عام لوگوں میں بھی یہ بات عام ہے، عام کیا بلکہ حقیقت ہے کہ آپ نے ساری زندگی نماز مسجد میں امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ میں شمولیت کے ساتھ پڑھی بلکہ جب آپ تشریف لاتے تو اقامت ہوتی اور پھر مولانا حبیب اللہ دامت برکاتہم العالیہ نماز پڑھاتے ۔اللہ تعالیٰ انھیں عمر دراز عطا فرمائے اب بھی موجود ہیں۔تقریباً پچاس سال انھوں نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی مسجد میں امامت فرمائی اور ختمات پڑھانے کے امور بھی سرانجام دیئے (اللہ تعالیٰ انھیں عمر دراز عطا فرمائے )۔کبھی جماعت میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی تکبیر تحریمہ میں شمولیت نہیں چھوٹی۔عام لوگوں کی تربیت کے لئے مولانا حبیب اللہ صاحب کی ڈیوٹی تھی کہ وہ سحری کے وقت لوگوں کو جگا دیا کریں کیونکہ علاقہ دیہات کا تھا۔کتوں کو رات میں کھول دیا جاتا تھا۔ایک ملازمہ تھی جس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ سحری کے وقت کتوں کو باندھ دے۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز باقاعدہ سحری کے وقت اسے آواز دے کر پوچھتے تھے کہ کتے باندھ دیے گئے ہیں؟۔وہ جواباً عرض کرتی جی حضور باندھ دیے ہیں ۔اس کے بعد لوگوں کو تہجد کی نماز اور دیگر وظائف کے لئے بیدار کیا جاتا تھا۔ہر آدمی ،آنے والا ہر مہمان صبح کی نماز کو مسجد میں با جماعت ادا کرتا تھا۔نماز فجر کے بعد ختم شروع ہو جاتا تھا جو بالکل اشراق کے وقت اختتام پذیر ہوتا۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز دعا فرماتے۔پھر لوگوں کو ناشتہ دیا جاتا پھر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز ناشتہ فرماتے۔ناشتے سے فراغت کے بعد سالکین میں سے جو لوگ واپسی کی اجازت چاہتے۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز حسب منشا جن کا کام ہو چکا ہوتا انھیں اجازت مرحمت فرماتے اور جنھیں ابھی روکنا مقصود ہوتا یا کام ابھی نہیں ہوا ہوتا تو انھیں ایک یا دو دن مزید قیام کا حکم فرماتے۔خاص مہمان گھر سے کچھ فاصلہ پر دارالعلوم کی دو منزلہ عمارت میں رہائش پذیر ہوا کرتے تھے۔

انوار برکاتیہ۔ج 3۔ص 39۔





قارئین کرام!۔

پتہ یہ چلا کہ حضرت بابا سرکار جھاگوی کو دنیا محبوب نہ تھی بلکہ آپ دنیا پر آخرت کو ترجیح فرماتے اور ہر وقت آخرت کی خود بھی فکر میں رہتے اور محبین کو بھی آخرت کی تیاری کا درس فرماتے اور یہ آپ کی شان امتیازیت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف اللہ سے لو لگائے ہوئے تھے۔

حضرت بابا سرکار جھاگوی عالم باعمل تھے۔ولی کامل بھی تھے۔یہی وجہ تھی کہ شریعت مطہرہ کو جانتے تھے جس کی وجہ سے خود پابند شرع تھے اور مہمان نوازی کثرت سے فرماتے تھے۔ساری زندگی اللہ کی مخلوق کی خدمت کی محبت میں گزار دی۔جو بھی آپ کی زیارت کرتا یا آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوتا تو راہ ہدایت پر گامزن ہو جاتا۔ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارنا اور دن بھر اللہ کی مخلوق میں فیض معرفت الٰہی تقسیم کرنا یقیناً آپ کا نیلم دیلی میں کوئی ثانی نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی مثال دے سکتا ہے۔

## دوسرا مرتبہ۔

دوجا رتبہ ملا جب عبادت کا
جس کا ہر فرد ہر ایک جن وبشر
ذکر بولن مبارک زبان سے وہ
جب اثر ہر ایک پہ اپنا دکھانے لگے
مکتب کھولا انھوں نے دارالعلوم کا
کپڑے دیے غریبوں کو نامِ خدا
خرچ کرتے وہ مولا کے خاص نام پہ
مسجدیں وہ خوشی سے چڑھانے لگے

## تشریح۔

……آپ کو اللہ تعالیٰ نے معرفت الٰہی سے نوازا تھا اور لوگوں کو بھی دین حق کی راہ دکھاتے۔ جن وانس آپ سے راہ حق کی تعلیم حاصل کرتے۔ آپ کی محفل ذکر پاک میں ہر آنے والے کو روحانی سکون نصیب ہوتا۔ آپ نے مسجد کے ساتھ مدرسہ بھی دین کے طلباء کے لئے قائم کیا۔ جو آج بھی موجود ہے۔ غریب طلباء کو تعلیم کے علاوہ کھانا اور کپڑے وغیرہ بھی عطا فرماتے۔





## تیسرا مرتبہ۔

جھاگوی بابا تریجا رتبہ ملا جب کرامت کا
بہت ظاہر وباطن دکھانے لگے
اس میں شک نہ ہی جانو کسی بات کا
سب مرادیں وہ پوری کرانے لگے
آوے افسر غریب ومسافر ہوکر
سب کو ایک نظارہ دکھانے لگے
ہوئے جس وقت حاضر دربار
الگ الگ مرادیں پہنچانے لگے

## تشریح۔

……آپ میں کرامت کی جھلک ظاہر وباطن میں نظر آتی تھی۔ اس میں کوئی شائبہ نہیں کہ جو بھی سائل بن کے آیا اللہ کے فضل سے جھولی بھر کر گیا۔ بڑے بڑے عہدہ دار اور غربا بھی آئے۔ راہ حق کے متلاشی بن کے آئے اور اپنی مراد کو پا گئے۔

## چوتھا مرتبہ ۔

چوتھا رتبہ ملا جب مدینے بلا یا
کارن حج کے ارادے کرانے لگے
آخر اللہ کو وہ جب منظور ہوا
تین حج کی وہ طاقت دکھانے لگے
حج مبارک سے آگئے واپس جب
سخن مجلس میں وہ کچھ کرانے لگے
طوطا جاکر مجلس میں حاضر ہوا
بابا حج کی کہانی سنانے لگے
آئے گی روح لینے مدینے ملا شربت
ٹھنڈی مہک ٹھیں رکھانے لگے
خادم ایک میں رکھایا پاس آپنے
خود شربت ٹھنڈی پلانے لگے
ہاتھ نیازے اٹھاکر منگی یہ دعا
یارب دے تو بارانِ رحمت خدا
سخن میرا خدا کو جو منظور ہوا
وطن میرے پہ باران گرانے لگے
طوفان گنگا یہ اتنا ہوا
پل دراوے کے سارے اٹھانے لگے
خط وطن کا ملا دل میں افسوس ہوا





مقصد طوفان کا جب بڑھانے لگے

## تشریح ۔

حضرت بابا جھاگوی کو حق تعالیٰ نے تین حج کی سعادت نصیب فرمائی۔حج کے بعد حضرت صاحب مہمانوں کو ٹھنڈا شربت پلایا۔شربت پلانے کے بعد دعا فرمائی اے مولا میرے علاقہ (نیلم) میں بارش عطا فرما۔اس سال نیلم میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی اور وادی نیلم میں فوراً بارش شروع ہوگئی۔طوفان آئے اور پھر طوفان سے جو نقصانات ہوئے قبلہ حضرت صاحب کو بہت افسوس ہوا۔

## تفصیل ۔

ان اشعار میں حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے تیسرے حج اور قحط کی پیشین گوئی کا تذکرہ ہے۔یقیناً بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ امیر شریعت تھے۔جویائے حقیقت تھے۔صاحب نسبت وصاحب اجازت تھے۔شمع شبستان ہدایت تھے۔چراغ دودمان ولایت تھے۔علم باطن اور علم ظاہر میں کامل تھے۔مخلوق سے بے نیاز تھے۔مرشد شیراز تھے۔قومی اور نسلی امتیازات سے پاک وصاف تھے۔مذہبی تعصّبات سے آزاد تھے۔وہ اہل صفا تھے۔ولی خدا تھے۔عالم باعمل تھے۔صاحب جود وکرم تھے۔

وہ شمس وقمر میں،جان وجگر میں،لعل وگوہر میں،شام وسحر میں،برگ وشجر میں،آتش نمرود میں،گلزار ابراہیم میں،خدا کا جلوہ کارفرما دیکھتے تھے۔

حضرت بابا سرکار جھاگوی کی زندگی نکات طریقت کا دفینہ تھے۔حقیقت ومعرفت کا آئینہ تھے۔وصول الی اللہ کا زینہ تھے۔معرفت الہیہ کا سرچشمہ تھے۔

حضرت بابا سرکار جھاگوی کے انتہائی محبوب خلیفہ جناب قاضی عبدالحمید قریشی صاحب رحمہ

اللہ اپنے تاثرات میں بیان فرماتے ہیں:۔

1959ء میں جب حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے تیسرے حج پر جانے کا عزم فرمایا تو مجھے فرمانے لگے "قاضی صاحب! آپ اپنی بھی درخواست جمع کروادیں" یہ اس وقت کی بات ہے جب حج کا سارا خرچہ نوسوروپے ہوتا تھا۔ میں ساری رات سوچتا رہا کہ میرے پاس تو اتنے روپے نہیں ہیں جن سے میرا سفر ہو سکے۔ جو روپے تھے وہ بھی میں نے اپنے ڈپو پر لگا دیے ہیں جبکہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے مجھے درخواست دینے کا فرمادیا ہے۔ صبح جب میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے پاس مسجد میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے:

"قاضی صاحب! آپ کو جیسا کہا جائے ویسا کریں۔ جائیں درخواست دے آئیں"۔

پہلے تو میں خاموش رہا مگر پھر میں نے عرض کی "حضرت روپے کہاں سے لاؤں؟" اس وقت تو میرے پاس ایک صد روپے بھی نہیں تھے جو کہ درخواست کے ساتھ لگا کر D.C صاحب کو دینے ہوتے تھے۔ آپ کو درخواست کا کہا تھا روپوں کا نہیں۔ حضرت بابا صاحبؒ نے یہ فرما کر پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دس پندرہ منٹ کی خاموشی اختیار فرمائی کچھ دیر بعد اللہ اکبر کی دل آویز صدا بلند فرماتے ہوئے پیشانی سے ہاتھ اٹھا کر فرمایا "قاضی صاحب! آپ نے دس سال مظفر آباد کے لوگوں کی خدمت کی ہے چونکہ آج کل قحط پڑ چکا ہے اور گاؤں کے لوگ مشکل میں ہیں۔ ان کی خدمت کرنا ہی آپ کا حج ہے"۔ چونکہ اس سال ترائی یعنی آب پاشی کے موسم میں مکئی کی فصل برف کے نیچے دب کر ختم ہو گئی تھی جس کے سبب قحط پڑ گیا تھا۔ حضرت صاحبؒ کے ساتھ میری یہ ساری گفتگو برکت آباد (ڈمروٹی) میں ہوئی۔ خیر جب میں نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیزؒ کو راولپنڈی سے روانہ کیا اور واپس آ کر دکان کا کام شروع کیا تو اخبار میں ڈپو کے بارے میں ایک اشتہار پڑھا۔ اس وقت صرف تین ڈپو ہوا کرتے تھے ایک پلنگ میں دوسرا دودھیال جبکہ تیسرا اکیل میں ہوتا تھا۔ دواریاں میں کوئی ڈپو نہیں





تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو لنگر کے لئے گندم اور دیگر اشیائے خورد و نوش خچروں یا گھوڑوں پر لے جانا پڑتی تھیں کیونکہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے پاس ہمہ وقت سوڈیڑھ سو آدمی لنگر کھانے والا موجود رہتا تھا۔ قحط کے زمانے میں اتنے انسانوں کا کھانا مہیا کرنا کسی اللہ والے ہی کے بس میں تھا۔ عام انسان کی کیا مجال؟۔ اشتہار پڑھتے ہی میں نے C.S.O کے دفتر پہنچ کر افسر سے کہا "جناب میں نے اخبار میں ڈپو کے بارے میں اشتہار پڑھا ہے؟ وہ کہنے لگا جی ہاں مگر اس کام کے لئے چار یا پانچ ہزار روپے درکار ہیں۔ میں یہ سن کر بہت پریشان ہوا کہ اتنے روپے کہاں سے لاؤں؟ اگر میرے پاس اتنے پیسے ہوتے تو میں حج پر روانہ ہو گیا ہوتا۔ خیر میں نے رب پر بھروسہ اور حضرت بابا صاحبؒ کے فرمان پر عمل کرنے کا عزم صمیم کر لیا۔ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں نے دل میں عہد کر لیا تھا کہ جیسے بھی ہو میں نے یہ کام ضرور کرنا ہے۔ ہر حال میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے حکم کی بجا آوری کرنی ہے۔

﴿مولانا روم مرید کی اس کیفیت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

من نیارم ترکِ امرِ شاہ کرد
من نتانم شد برِ شہ روئے زرد

میں اپنے مرشد کی بات کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ میں اپنے مرشد کے حضور شرمندہ نہیں ہونا چاہتا﴾

مجھے یقین تھا کہ جب مجھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اس کام کے لئے کہا ہے تو یقیناً کوئی غیبی سبب بھی پیدا ہو جائے گا ورنہ میں اپنی حالت خوب واضح کر کے حضرت بابا قدس سرہ کو بتا چکا تھا۔ میرا دل بھی بہت مطمئن تھا۔ ظاہری طور پر کوئی مادی سبب موجود نہیں تھا مگر میرا دل تائید

ایزدی اور توفیق ربی کے سمندر میں غوطہ زن ہو چکا تھا۔ مجھے قلبی طور پر انتہائی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ دوکان پر واپس آ کر کارڈ بھرنا شروع کر دیا جس کی تفصیل یہ تھی:

فی من گندم ڈھلائی۔ نوسیری سے پلنگ تک چھ روپے تین آنے۔

نوسیری سے کیل تک ساڑھے روپے دو آنے۔

جب ٹینڈر آیا تو نوسیری سے پلنگ تک کا ٹینڈر میرے نام نکلا۔ مجھے کہا گیا کہ ایک ہزار روپے سکیورٹی جمع کروائیں اور آرڈر پر جا کر کام شروع کر دیں۔ جب ٹنڈر میرے نام نکل آیا تو میں بے قرار ہو گیا۔ میرے دل میں اضطراب موجیں مارنے لگا۔ میں سکیورٹی جمع کروانے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اب میں پریشان ہونے لگا۔ مجھ پر اب قدرے مایوسی بھی چھانے لگی تھی۔ میں دل میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ اے اللہ میرے مرشد کی بات کو سچا کر دکھا۔ مجھے اس کام کی خوب توفیق عطا فرما۔ مجھے اتنا تو یقین تھا کہ جب یہاں تک اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے فرمان کو سچا کر دکھایا ہے تو آگے بھی ان شاء اللہ بہتر ہوگا۔ مگر مجھے جلد بازی کا مرض لاحق ہو گیا تھا حالانکہ میں صبر کا دامن کسی صورت نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ خیر میری پریشانی حد سے گزر گئی کہ ٹینڈر میرے نام نکل چکا ہے مگر میرے پاس سکیورٹی کے لئے بھی روپے نہیں ہیں باقی کے روپے کہاں سے لاؤں گا۔ میں اسی پریشانی میں گم تھا کہ اتنے میں سوات فرم والے میاں صاحب تشریف لائے ان کے پاس روپے تھے۔ ان کے آنے سے مجھے کچھ تسلی ہو گئی۔ یہاں سپلائی کے کام کا ایک مانیٹر ہوتا تھا جو میرا بہت معتقد تھا اس نے مجھے آ کر بتایا کہ سپلائی میں سوات فرم کی مکئی آئی ہوئی ہے آپ اسے اپنے ڈپو میں اتروائیں میں نے بذریعہ بنک ایک سو من مکئی اتروا کر کرائے کے ایک گودام میں رکھ لی اور پھر میاں صاحب کے ساتھ بیٹھ کر فرم والوں کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ لوگ آئے تو ہمیں کہنے لگے "ہمیں گھوڑوں کی ضرورت ہے جو آٹا اور مکئی ہماری مطلوبہ جگہ تک پہنچا سکیں۔ میاں صاحب کہنے لگے میں





آپ کو ساڑھے بارہ روپے میں دواریاں تک پہنچا کر دے سکتا ہوں۔ خیر ہمارا ان سے ٹھیکہ ہو گیا اور میں نے اپنے گودام سے ٹرک لوڈ کر کے روانہ کر دئے۔ ادھر بنک والوں نے مجھے پیشگی تین ہزار روپے دئے جن میں سے ایک ہزار سکیورٹی کی منظوری کے لئے جمع کروا دیے۔ میں بہت خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے مرشد کی تمام باتیں سچ ہو گئیں ہیں۔ مجھے اس بات پر بھی خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے صدقے میری دعا کو جلد شرف قبولیت سے نوازا تھا۔ انھوں نے کہوڑی کے عبدالرحمٰن نامی ایک آدمی کو چدرہ روپے ماہوار پر میرا منشی مقرر کر دیا۔ یوں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے فرمان کو اللہ تعالیٰ نے سچا کر دکھایا جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ جب حضرت صاحبؒ حج سے واپس تشریف لائے تو خوش ہو کر فرمانے لگے "الحمد للہ آپ نے D.C سے ڈپو منظور کروا کر کیل کا غلہ دواریاں میں سٹاک کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے تو ہمارے گھر میں ڈپو کھلوا دیا۔ اس کے بعد میں ۱۹۶۸ء تک مسلسل حج کے لئے درخواستیں جمع کرواتا رہا مگر میرے مقدر نے یاوری نہ کی حتیٰ کہ ۱۹۶۹ء میں بالآخر قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور مجھے بھی دیارِ حبیب (ﷺ) میں بلا لیا گیا۔ اس وقت حج کا خرچہ ساڑھے سو روپے ہو گیا تھا۔ یہ حج میں نے اکیلے ہی کیا اور کل خرچ بائیس سو (2200) روپے آیا۔

انوار رکاتیہ۔ ج 3۔ ص 222 تا 225۔

قارئین کرام!۔

جیسا کہ روایت میں آتا ہے "من کان للہ کان اللہ لہ" یقیناً جو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ حضرت بابا سرکار جھاگوی نے اتنی محنت اور ریاضت کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام غوثیت کا درجہ عطا فرمایا۔ آپ کے پاس جو بھی سائل آتا۔ آپ "بحکم الٰہی" جو بھی حکم فرماتے ہو بہو ایسا ہی ہو جاتا تھا۔ مثلاً بارش کے لیے دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے فوراً بارش عطا

فرما دیتا۔ کسی سائل کے حق میں دعا فرماتے تو اس کی طلب فوراً پوری ہو جاتی۔ بے روزگار کو اچھا روزگار مل جاتا۔ بے اولاد کو "بحکم الٰہی" نرینہ اولاد نصیب ہو جاتی۔ حضرت بابا سرکار جھاگوی اللہ تعالیٰ کے قرب خاص میں ہونے کی وجہ سے اس درجہ پر فائز تھے کہ جو دعا مانگتے اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرمالیتا۔





## پانچواں مرتبہ ۔

پنجواں رتبہ ملا جب زیارت کا
جس میں تابوت مبارک اندر رکھ دیا
جس کا چمکار سہنا سہنا لگے
روح فدا جس پہ ہر ایک کا ہونے لگا
میاں صاحب کو لکھ مبارک ہو
جس نے چرچا کرایا زیارت کا
ہو مبارک زیارت بنانے والے
کاریگر مستری آکر چڑھانے لگا
افسر اک ہے جو کیپٹن پکی فوج کا
وہ درجے میں آکر شامل ہوا
طوطا کروا صفت بابا کی انتہاء
تھوڑی بپتی تمہیں پہ سنانے لگا

## تشریح ۔

حضرت بابا جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال پر آپ کے حجرہ مبارکہ میں خوشبو ہی خوشبو تھی اور جب آپ کے بڑے صاحبزادے میاں محمد اسحاق صاحب نے آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرائی تو آپ کے چہرہ مبارک پر نورانیت کی چمک کا سب نے دیدار کیا۔ بعد میں دربار مبارک بنانے کے لیے کاری گرلایا تو پتھر کے لیے سوچ وبچار کرنے لگے۔ خیر جب رات گزری تو صبح سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ دربار کے بالکل قریب نالے میں بھاری تعداد میں سنگ مرمر کے پتھر موجود تھے

۔دراصل رات کو بارش ہوئی اور ایک بڑی چٹان پہنچی جس سے یہ سنگ مرمر کا پتھر نکلا۔یہ قریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے سے آئے تھے۔

اللہ اکبر یہ بابا صاحب کے وصال کے بعد آپ کی زندہ کرامت ہے۔اس پتھر سے آپ کا دربار مبارک تعمیر ہوا۔جو کہ میاں محمد اسحاق صاحب کی سرپرستی میں تعمیر ہوا اور فوج کا افسر جو کہ آرمی کپتان تھا یعنی جناب کیپٹن عبدالمنان صاحب دربار تعمیر کرنے میں شانہ بشانہ ساتھ رہے۔طوطا شاعر بابا جی کی ہمیشہ تعریف میں مگن رہا۔کچھ شاعری کی صورت میں عرض بھی کر دی۔

## تفصیل۔

ان اشعار میں خاص کر حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے وصال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
آپ روحانی طور پر حالت جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔اہل اللہ کے ایسے واقعات بے شمار دیکھنے میں اور سننے میں ملتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو یہ طاقت دے رکھی ہے کہ جسم ایک جگہ پر اور خود روحانی طور پر دوسری جگہ پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔کرامات اولیاء وغیرہ کتب میں ایسے بے شمار واقعات بھرے پڑے ہیں۔اصل میں بات یہ ہے کہ فرمان نبی ﷺ کے مطابق اللہ کے ولی جب دیکھتے ہیں تو اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔جب سنتے ہیں تو اللہ کے نور سے سنتے ہیں۔جب بولتے ہیں تو اللہ کے نور کی طاقت سے بولتے ہیں۔ان کے وجود اطہر میں اللہ کے نور کی طاقت ہوتی ہے۔اسی لیے علما فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام معصوم اور اولیائے عظام محفوظ ہوتے ہیں۔ان کے وجود اطہر میں اللہ کے نور کی طاقت ہوتی ہے۔اسی نور میں جینا اور اسی نور میں مرنا اس کو فنا فی اللہ کا درجہ کہا جاتا ہے۔اس لیے حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ نے فرمایا جس کو خدا کی طلب ہو اللہ والے کی چوکھٹ پر آئے کیونکہ اہل اللہ کے دلوں میں خدا رہتا ہے۔جب ولی کامل نگاہ کرم فرماتے ہیں تو حق کے متلاشی کو حق سے ملا دیتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔





الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ھو
نفی اثبات دا پانڑیں ملیاں ہر رگے ہر جائی ھو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ھو
جیوے مرشد کامل باھو ۔جس ایہہ بوٹی لائی ھو

اہل اللہ سے یہ مقام صرف ادب کی دولت سے حاصل ہوتا ہے۔کیونکہ خود اہل اللہ کے قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کا ادب کر کے مقام ولایت کو پاتے ہیں۔جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ بوڑھے اور عمر رسیدہ ہونے کے باوجود مدینۃ الرسول میں سوار ہو کر نہیں چلتے تھے اور فرماتے تھے
لا ارکب فی مدینۃ فیھا جثۃ رسول اللہ ﷺ مدفونۃ۔
یعنی میں اس شہر میں سواری پر نہیں چڑھ سکتا جس میں رسول اللہ کا جسد اطہر مدفون ہے۔

وفیات الصیان لابن الخلکان۔ج 4۔ص 135۔
تذکرۃ السامع والمتکلم۔ص 31۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب فضل رب سے محروم ہے۔

بزرگان دین نے تو یہاں تک فرما دیا"الایمان کله ادب "ایمان تمام ہی ادب کا ہے۔
عارف کھڑی رومی کشمیر نے کیا خوب کہا:۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل ،نہ درگاہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچیا باج ادب دے کوئی

## وقت وصال پاک ۔

حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے پاس باادب لوگ تشریف فرماتے تھے۔آپ کی بے مثال شہادت اور وقت وصال جو کرامات دیکھی۔ان لوگوں نے بیان کی ۔آج بھی الحمد للہ کچھ لوگ موجود ہیں ۔جگر گوشہ سرکار جھاگوی حضرت قبلہ میاں محمد شفیع جھاگوی دامت برکاتھم العالیہ اپنے تاثرات میں بیان فرماتے ہیں:۔

## مدینے کا سورج ۔

جب حضرت قبلہ عالم رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال قریب تھا اس وقت میں گھر پر ہی تھا۔وصال سے دو دن قبل فرمانے لگے ''تمام راستوں،گلی اور کوچوں کو بہت اچھی طرح صاف ستھرا کردو''۔صفائی مکمل ہونے کے بعد فرمانے لگے ''اچھا ٹائم کیا ہوا''میں اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے پاس موجود تھا میں نے ٹائم بتاتے ہوئے عرض کی رات کے قریباً ڈھائی بج رہے ہیں ۔آپ نے میرا جواب سن کر ارشاد فرمایا مدینہ منورہ سے ابھی سورج نکلا ہے۔بات تو یہ ہے کہ جب سرکار آئیں تو پھر سورج تو نکل آتا ہے۔سورج کی روشنی اس چاند کے سامنے کیا اوقات رکھتی ہے۔۔ہمیں اس وقت ایسے محسوس ہوا تھا کہ سرکار کی آمد ہے۔

## نعرہ مارو ۔

چونکہ یہ ۱۹۶۵ء کا واقعہ ہے۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز ایک دن اپنی بیٹھک میں تشریف فرماتھے اچانک فرمانے لگے نعرہ مارو نعرہ مارو،ہمت کرو،ہمت کرو۔مرحبا مرحبا۔کسی صاحب نے انتہائی اصرار کے ساتھ اس کی وجہ دریافت کی۔پہلے پہل تو ارشاد فرمایا ''رہنے دیں یہ معاملات آپ کے متعلقہ نہیں ہیں'' مگر اس شخص نے کافی اصرار پر یہ بات نکلوائی کہ دراصل کیپٹن عبدالمنان





صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے) کشمیر میں کسی محاذ پر کفار سے نبرد آزما تھے۔کفار نے انھیں گھیرے میں لے لیا تھا۔تو اس موقعہ پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے ان کی دلجوئی اور مدد کے لئے ان کو پیغام دیا۔

## جس بندے نوں صاحب سدے ۔

وصال سے دو،تین روز قبل میاں محمد اسحاق صاحب،مولوی حبیب اللہ صاحب اور چند دیگر بزرگوں نے گزارش کی کوئی صدقہ کرتے ہیں ۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز فرمانے لگے سب صدقہ ہی تو کھاتے ہیں۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز فرمان کے بعد کسی نے دوبارہ عرض کرنے کی جرأت نہ کی۔ہم لوگ لنگر میں بیٹھے ہوئے تھے۔میاں صاحبؒ کچھ مایوس ہو کر کہنے لگے ہم نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز سے صدقہ کے متعلق گزارش کی تھی مگر آپ اس پر راضی نہیں دکھائی دیتے۔میں میاں صاحب علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بات سن کر کھڑا ہو گیا۔میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز صدقہ کرنے پر راضی نہ ہوں۔بس کوئی بات کرنے والا چاہیے۔ان شاءاللہ میں ان کو اس بات پر راضی کرونگا۔میاں صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے) کی طبیعت میں قدرے جلال تھا آپ قدرے غصہ کرتے ہوئے فرمانے لگے''ہاں تو راضی کرے گا۔ہم میں سے کسی کی بات پر راضی نہیں ہوئے۔تمہارا کہنا مانیں گے''۔میں نے جواباً کہا اگر میں گیا تو ان شاءاللہ لازماً اجازت لیکر ہی آؤنگا۔یہ کہہ کر میں لنگر شریف سے نکلا اور حضور والا کی مخصوص بیٹھک میں حاضر خدمت ہو گیا۔جب میں بیٹھک میں داخل ہوا تو اس وقت آپ اپنے مخصوص پلنگ پر تشریف فرما تھے۔میں نے حاضر ہو کر انتہائی ادب سے صدقہ کہ متعلق عرض کی اور کہا میاں محمد اسحاق صاحب صدقہ کرنے کے متعلق کہہ رہے ہیں۔آپ فرمانے لگے ہم سب صدقہ ہی تو کھاتے ہیں ۔میں نے جواباً عرض کی کہ جی بات بالکل صحیح ہے مگر پھر بھی صدقہ کرنے کا اپنا ہی مقام ہے۔میں نے ایک حدیث پاک کا حوالہ دیتے ہوئے گزارش کی ''ان الصدقة تدفع البلاء ''صدقہ تو بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔چونکہ میں اس وقت بچپن کی عمر سے

گزر رہا تھا اس لئے آپ سے میں جیسے اصرار کرنے لگ گیا۔ میرے اصرار کو دیکھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ کافی دیر تک خاموش رہے پھر ایک شعر پڑھنے لگے۔

نہ رو صاحب نہ رو صاحب رونا کام نا کارہ
جس بندے نوں صاحب سدے کی بندے دا چارہ

میں اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے اس شعر کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ یہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی طرف سے ایک اشارہ تھا جسے وقتی طور پر نہ سمجھ سکا تھا۔ بہر حال حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اجازت عنایت فرما دی۔ فرمانے لگے فلاں قسم کا بیل منگواؤ۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو یہ بیل اپنے مال مویشی میں سب سے زیادہ پیارا تھا۔ اس وقت ہمارے مال مویشی موضع چک میں تھے۔ رات کو دو آدمی بیل لانے کے لئے موضع چک کی طرف روانہ کر دیے۔ ان لوگوں کی واپسی میں کسی سبب تاخیر ہو گئی۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب یہ لوگ سالک آباد پہنچے۔ میں دوسرے دن بھی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے بیٹھک میں موجود تھا۔ مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمانے لگے میاں محمد شفیع جاؤ دیکھو وہ لوگ دوسرا بیل لے آئے ہیں اس بیل کو ذبح نہیں کرنا۔ میں نے باہر جا کر ان کے مشہور راستے کی طرف دیکھا تو مجھے کوئی شخص بیل کے ساتھ آتا دکھائی نہ دیا۔ میں نے آ کر عرض کی ابھی نہیں پہنچے۔ کچھ دیر بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے مجھے دوسری مرتبہ پھر بھیجا۔ میں نے پہلے والا جواب دوہرا دیا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد تیسری مرتبہ پھر فرمانے لگے جاؤ دیکھو وہ لوگ کوئی دوسرا بیل لے آئے ہیں اسے ذبح نہیں کرنا۔ میں نے باہر نکل کر چک سے آنے والے مال مویشی کے مشہور راستے کی طرف دیکھا تو مجھے کوئی شخص بیل وغیرہ کے ساتھ آتا دکھائی نہ دیا۔ واپس حاضر ہو کر میں نے وہی پہلے والا جواب عرض کر دیا تو آپ قدرے جلال میں آ گئے۔ فرمانے لگے وہ لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں۔ وہ قبروں کے قریب سے گزر رہے ہیں۔ دراصل ان لوگوں نے بیل کو مشہور راستہ جو دواریاں سالک آباد نالہ والا ہے کے علاوہ موضع درگ سے کوٹلی کے راستے لایا تھا۔ مجھے جب بھی حضرت بھیجتے تو میں نالہ کی طرف سے آنے والے راستے کی طرف ہی دیکھتا۔ چونکہ وہ لوگ اس





طرف سے نہیں آئے تھے اس لئے ہر بار مجھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو "ابھی نہیں پہنچے" کہنا پڑتا تھا۔ آخر جب یہ لوگ سالک آباد ہمارے محلے میں داخل ہو گئے تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے خود ہی بتایا دیا کہ وہ کہاں سے اور کس راستے سے آ رہے ہیں۔ میں نے باہر نکل کر دیکھا تو واقعی وہ لوگ وہیں پہنچ چکے ہیں جہاں کا حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے بتایا تھا۔ وہ قبرستان کے پیچھے سے گزر رہے تھے اور یہ بات بھی سچ تھی کہ ان لوگوں نے مطلوبہ بیل نہیں لایا تھا۔ جو بیل لائے تھے وہ میاں محمد اسحاقؒ کی اہلیہ کے جہیز کا بیل تھا۔ میاں صاحب نے ہی یہ بیل لانے کے لئے کہا تھا مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اسے ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی حضرت اگر آپ اجازت دیں تو میں عنقریب بیل لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ میں جلد ہی واپس آ جاؤں گا۔ اجازت ملنے کے بعد میں چک کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ مطلوبہ بیل گھاس چرنے کے لئے اوپر پہاڑ کی طرف چلا گیا ہے۔ میں اس کی تلاش میں اوپر کی طرف چلا گیا۔ تلاش کرتے کرتے مجھے وہ بیل ہماری دوسری بہک جبہ کے پیچھے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر مل گیا۔ میں اسے باندھ کر اپنے ساتھ لے آیا۔

اس وقت راستے میں کچھ عارضی قسم کے پل لگائے جاتے تھے جو بھاری جسم والے آدمی یا جانور کے چڑھنے سے اوپر نیچے ہلنے لگتے تھے۔ پل کے ہلتے وقت انسان تو صبر کر جاتے تھے مگر جانوروں کے لئے یہ کافی عجیب تجربہ ہوتا تھا۔ اکثر وہ بے قابو ہو جایا کرتے تھے۔ اس لئے جب بھی جانور منگوائے جاتے تو ان پلوں سے بڑی احتیاط سے گزارنے پڑتے تھے اور یہ کام کبھی کسی ایک انسان نے سرانجام نہیں دیا تھا۔ اس کام کے لئے کم از کم دو لوگوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ ایک جانور کو منہ کی طرف سے پکڑتا تھا اور دوسرا جانور کو دم سے پکڑتا تب کہیں جا کر کوئی جانور ان پلوں کو پار کر پاتا تھا۔ میرے لئے بھی یہ مسئلہ دردسر بن سکتا تھا۔ بیل نے کوشش بھی کی تھی مگر میں نے کہا آج میں کسی صورت تجھے کوئی الٹی حرکت نہیں کرنے دونگا۔ آج میرے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے لہذا تمہیں صبر سے کام لینا ہوگا۔ خیر "الحمد للہ" میں نے تن تنہا اس بیل کو پل پار کروا دیا۔ قریباً ڈیڑھ بجے میں واپس سالک آباد

شریف حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے سامنے موجود تھا۔بیل کو ذبح کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا ۔میں سالک آباد سے ساڑھے گیارہ بجے روانہ ہوا تھا اور ڈیڑھ بجے واپس حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے حضور حاضر خدمت تھا اتنے کم وقت میں اتنا لمبا سفر۔بس اللہ تعالیٰ کا ایک خاص کرم تھا۔

## واصل بحق ۔

صدقہ کرنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے واپس موضع چک بھیج دیا۔یہ بات میرے لئے دلی طور پر تکلیف دہ تھی کہ دیکھیں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز اس حالت میں ہیں اور میاں صاحب مجھے چک روانہ ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔میاں صاحب کو میرے لئے یہ حکم نہیں دینا چاہیے تھا۔خیر میں نے ان کے حکم کو مانا اور چک کی طرف روانہ ہو گیا۔بعد میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے میرے لئے بلاوا بھی بھیجا کہ میاں محمد شفیع کو بلاؤ۔بلکہ جس دن حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا انتقال ہوا تھا اس رات مجھے خواب میں تشریف لائے اور فرمانے لگے "میاں محمد شفیع ہمارے پاس آجاؤ" علی الصبح میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔یہ ساڑھے تین بجے کا وقت تھا جب حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی بیٹھک آدمیوں سے بھری ہوئی تھی کہ اچانک ایک قارئ کی آواز سنائی دی۔آواز سننے کے بعد جب ہم نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے چہرے کی طرف دیکھا جیسے ہم اس کی وجہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز سے پوچھنا چاہتے تھے مگر ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا چہرہ جا رو سے بھرا ہوا ہے۔اس کے ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا سر میاں محبوب صاحب (جو بالاکوٹ کے رہنے والے تھے ) کی ران پر تھا۔جب "سفید تولئے" کے ساتھ آپ کے چہرہ مبارک کو صاف کیا گیا تو وہ بالکل سیاہ ہو گیا۔ناک سے خون مسلسل بہہ رہا تھا۔کچھ دیر بعد فرمانے لگے جائیں سارے نماز پڑھیں۔پھر فرمانے لگے میرا خیال ہے میں بھی نماز پڑھ ہی لوں۔آپ اس وقت کافی کمزور ہو چکے تھے کیونکہ آپ نے چالیس دن تک تین گھونٹ دودھ





کے علاوہ کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔آپ اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ آپ کو ادھر ادھر اٹھا کر لے جانا پڑتا تھا۔میاں محبوب صاحب نے آپ سے عرض کی کہ حضرت اگر اجازت دیں تو میں آپ کا وضو بنا دوں ۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے جواباً ارشاد فرمایا "نہیں۔میرا خیال ہے کہ آخری وضو میں خود ہی بنالوں گا۔وضو فرمایا اور اشارہ سے نماز ادا کی۔کچھ مولانا حضرات نے سورت یاسین پڑھنی چاہی تو آپ نے ارشاد فرمایا "خاموش" ابھی وقت ہے۔اس طرح اکیس اکتوبر صبح ساڑھے سات بجے آپ کا انتقال ہوا۔آپ کے انتقال سے کچھ دیر قبل سارے کمرے میں سیبوں کے خوشبو پھیل گئی۔بہت ہی مسحور کن خوشبو تھی۔میں نے دل میں سوچا کہ کوئی شخص کٹھہ پیراں سے سیب لیکر آیا ہوگا۔مجھے یہ خوشبو اس علاقے کے سیبوں سے ملتی جلتی لگی تھی۔میں نے ادھر ادھر تلاش کیے مگر مجھے کوئی سیب جیسی چیز نظر نہ آئی ۔اتنے میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا اور پھر آپ واصل بحق ہو گئے۔

انوار ربکاتیہ۔ج 3۔ص 22 تا 26۔

ان اشعار میں شاعر روضہ مبارک کی تعمیر کا تذکرہ کر رہا ہے۔جس کی تفصیل انوار ربکاتیہ میں یوں درج ہے:۔

## جائے مزار کا انتخاب ۔

جہاں آج مزار مقدس ہے وہ جگہ آبادی سے قدرے الگ تھی۔یہ جگہ مسجد اور حضرت قبلہ عالم کے آستانے سے کافی فاصلے پر واقع ہے۔جب یہاں پہلی مرتبہ دار العلوم کی عمارت کی بنیاد رکھی گئی دیکھنے والوں کو کافی عجیب لگا ہوگا کہ آستانہ عالیہ اور سالک آباد شریف کی مرکزی مسجد سے اتنے دور دار العلوم کی عمارت تعمیر کرنا بظاہر حکمت کے خلاف تھا کیونکہ حضرت قبلہ عالم کے آستانے اور مسجد کے قریب بھی کافی جگہ تھی۔دار العلوم کی عمارت کے قریب دو سو گز کے فاصلے پر صرف ایک گھر تھا۔یہ جگہ

بھی اس گھر کے ایک بزرگ سے دارالعلوم کے لیے لی گئی تھی۔ دینے والا اس قدر عقیدتمند تھا کہ اس نے نہ یہ سوال کیا کہ آپ کے پاس بھی کافی زمین ہے مگر پھر میری زمین کو ہی مدرسہ کی تعمیر کے لیے منتخب کرنے کی کیا وجہ ہے۔ یہ جگہ آستانہ عالیہ سے کافی فاصلے پر ہے۔ یہاں مدرسہ تعمیر کرنے میں کیا حکمت ہوسکتی ہے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ جب یہاں دارالعلوم تعمیر کرنے کی کوشش کی جانے لگی تو مزدور وغیرہ تین دن تک مسلسل آستانے کی جانب والی دیوار تیار کرتے مگر جب صبح دوبارہ کام پر آتے تو دیوار گری ہوتی۔ جب مزدور حضرات کو یہ یقین ہوگیا کہ یہ کوئی اتفاق کی بات نہیں تو انھوں نے یہ بات حضرت قبلہ عالم کی توجہ میں لانے کا پروگرام بنایا۔ یہ کہا گیا کہ یا تو دیوار کو گرنے سے روکا جائے یا یہاں دارالعلوم تعمیر کرنے کا ارادہ ترک کیا جائے۔ ہم دیوار تیار کرکرکے تھک چکے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ اب جگہ دیکھنے کے بعد ہی فیصلہ ہوگا۔ حضرت قبلہ عالم جائے وقوعہ پر تشریف لے گئے اور دیوار میں عصا مبارک گاڑھا اور اس پر سر مبارک رکھ کر کافی دیر تک خاموش رہے پھر فرمانے لگے یہاں دارالعلوم تعمیر نہیں ہوسکتا۔ اسے رہنے دیں۔ باقی لوگ تو خاموش ہوگئے مگر۔۔۔ایک شخص انتہائی بصیرت والا تھا۔۔۔وہ یہاں دارالعلوم تعمیر نہ کرنے کی حکمت کے ظہور پر بضد تھا۔ حضرت قبلہ عالم فرماتے یہ چیز تمہارے کام کی نہیں مگر اس نے قسم اٹھائی تھی کہ میں حکمت جان کر دم لوں گا۔ یہ بات حضرت قبلہ عالم جان چکے تھے۔ بالآخر فرمانے لگے یہ دیوار میرا انتظار کررہی ہے۔ جب میں یہاں آجاؤں گا تو پھر نہیں گرے گی۔

راقم نے اتنی لمبی تفصیل اسی لیے تحریر کی کہ مزار پرانوار کے قریب "۱۹۵۰ء" میں ہی ادارہ کی عمارت تعمیر کرنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہاں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کا مزار پرانوار بنے گا۔ یہی وہ حکمت تھی جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے وقتی طور پر لوگوں پر ظاہر نہیں فرمائی تھی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے مزار نے تمام سوالوں کے جواب دے دیے تھے۔ یہ وہ معاملات تھے جنھوں نے آپ کے مریدین کی ایمانی قوت میں اضافہ فرمایا۔





## روضہ کی تعمیر اور سنگ مرمر۔

چونکہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے پہلے ہی اپنے مزار کی جگہ کا تعین کردیا تھا لہٰذا بعد از انتقال و تدفین مزار پرانور کی تعمیر کا مسئلہ آگیا۔

راجہ یوسف خان ترک مزار کی تعمیر کے واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی وفات کے بعد آپ کے روضہ مبارک کی تعمیر کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ قریب کوئی خاص قسم کا پتھر نہیں تھا جو روضہ مبارک کی تعمیر کے لئے موزوں ہوتا۔ مختلف احباب نے مختلف قسم کے مشورے دیے۔ کسی حتمی نتیجہ پر پہنچے بغیر مجلس مشاورت ختم ہوگئی اور لوگ دوپہر کا کھانا کھانے لنگر پر چلے گئے۔ موسم خوشگوار تھا۔ آسمان پر کہیں بادلوں کے آثار موجود نہیں تھے۔ اچانک آسمان پر بادلوں کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھر چند لمحوں میں وہ سارے آسمان پر چھا گیا۔ زبردست گرج چمک ہوئی اور بارش کے دریا بہہ گئے۔ بارش صرف پندرہ منٹ رہی۔ دربار کے قریبی نالہ سے سخت دھماکہ کی آواز سنائی دی۔ بارش کے تھم جانے کے بعد جب لوگ واپس مزار پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قریب کے نالے میں سفید رنگ کے پتھروں کی بڑی مقدار بکھری ہوئی ہے۔ یہ بہترین قسم کا ماربل تھا۔ یہ منظر دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ اب سب کو سمجھ آگیا تھا کہ مزار پاک کی تعمیر کس طرح کرنی ہے اور تعمیر میں کونسا پتھر استعمال کرنا ہے۔ اب کسی قسم کے مشورے کی ضرورت نہیں تھی۔ کاریگروں نے اسی سیلابی سنگ مرمر کو روضہ مبارک کی تعمیر میں استعمال کرنا شروع کردیا۔ دوران تعمیر پتھر پھر کم ہوگیا۔ کاریگر اور دیگر منتظم حضرات اب تو بہت متفکر ہوئے کہ اب کیا کیا جائے۔ اب اگر کوئی دوسری قسم کا پتھر استعمال کریں گے تو سارے روضہ پاک کی خوبصورتی متاثر ہوجائے گی۔ اسی سوچ وبچار میں رات پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر اپنے نیک بندے کے روضہ پاک کے لیے پتھروں کا بندوبست فرمادیا۔ رات کو پہلے جیسی ہی بارش ہوئی۔ خوفناک گرج چمک کے ساتھ ایک بار پھر قریب کے پہاڑوں میں دھماکہ کی آواز سنائی دی۔ صبح لوگوں نے اسی نالہ میں ایک بار پھر سنگ مرمر کی ایک بڑی مقدار دیکھی جو رات کی بارش کے سبب سیلابی ریلے میں

یہاں تک پہنچی تھی۔تین بار ایسا ہوا۔جب بھی پتھر کم ہوتا خوف ناک گرج چمک کے ساتھ بارش ہوتی اور پھر قریب کے پہاڑی سلسلے میں ایک زوردار دھماکہ کی آواز سنائی دیتی۔جب دیکھنے والے دیکھتے تو سیلابی ریلہ قریب کے نالے میں سنگ مرمر کے پتھروں کی اچھی خاصی تعداد جمع کر چکا ہوتا۔روضہ پاک کی خوبصورت اور جداگانہ انداز کی تعمیر کا سہرا لوہار گلی کے مستری "ہدایت اللہ" کو جاتا ہے۔اس شخص نے حضرت قبلہ عالم کے سب سے بڑے صاحبزادے میاں محمد اسحاق برکتی رحمہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں انتہائی محنت، جانفشانی اور انتہائی عرق ریزی سے روضہ کی تعمیر مکمل کی۔

تین مختلف مواقع پر عین ضرورت کے وقت خوف ناک گرج چمک کے ساتھ بارش ہوا جس کے نتیجے میں سنگ مرمر کی دستیابی ممکن ہو جاتی تھی۔یہ کوئی اتفاق نہیں تھا۔اگر ایک یا دو مرتبہ ایسا ہو جاتا تو دیکھنے والے اسے اتفاق پر محمول کر دیتے مگر عین ضرورت کے وقت ایسا ہوتا کہ کبھی ایک دن کا وقفہ بھی نہ ہونے پایا تھا۔یہ کوئی اتفاق نہیں ہو سکتا تھا۔جب تک مزار پر انوار کی تعمیر میں پتھر کی ضرورت پیش آتی رہی واقعہ بھی ہوتا رہا۔

**سوال** اگر ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ ایک مرتبہ ہی سارا پتھر دستیاب ہو سکتا تھا۔اگر اس طرح کی کرامت ہو جاتی تو کیا خرابی تھی۔بلکہ یہی بات زیادہ بہتر رہتی کہ ایک مرتبہ ہی دھماکہ سے اتنا پتھر دستیاب ہو جاتا جو سارے روضہ کی تعمیر میں کافی ہوتا تو بھی یہ اللہ تعالی کی طرف سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا اعزاز ہی ٹھہرتا۔تین مرتبہ ایسے واقعہ کے ظہور پذیر ہونے میں کیا حکمت ہو سکتی ہے۔

**جواب** بے شک اللہ تعالی چاہتا تو ایک مرتبہ کے دھماکہ اور بارش سے ہی پورے روضہ پاک کی تعمیر کے لیے سارا پتھر میسر آ سکتا تھا۔اگر ایسا ہو جاتا تو کسی بدعقیدہ کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا تھا کہ یہ محض اتفاق تھا کہ عین وفات کے بعد ایسا ہوا۔دو مرتبہ بھی ایسا ہونے کی صورت میں ایسا وہم ممکن تھا مگر جب تین مرتبہ عین ضرورت کے وقت ایسا ہوتا رہا تو اب بدعقیدہ انسان بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ عین ضرورت کے وقت تین مرتبہ ایسا ہونا کسی صورت بھی اتفاق نہیں ہو سکتا۔یہ اللہ تعالی کی





طرف سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی قبولیت و اعزاز و اکرام کی واضح دلیل ہے۔

**سوال** اچانک اس طرح کی طوفانی بارش کی صورت میں تین مرتبہ ایسا ہو جانا اتفاق بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں سنگ مرمر کی کوئی کان ہو کہ جب بھی پہاڑ پھٹا اس کے اندر سے سنگ مرمر نکل آیا۔لہذا اسے کرامت شمار کرنا بالکل صحیح نہیں ہے۔

**جواب** ﴿اولاً﴾ اگر یہ محض اتفاق یا سنگ مرمر کی کان کے سبب ہوتا تو قریباً پچاس سال گزر چکے ہیں۔کئی مرتبہ اسی طرح کی طوفانی بارشیں ہو چکی ہیں۔کئی مرتبہ اس نالے کے پہاڑ پھٹ چکے ہیں۔کئی مرتبہ اس نالے میں فلڈ اور باڑ آ چکے ہیں۔اس طرح کی طوفانی بارشیں پچاس سالوں میں نہ جانے کتنی بار ہو چکیں ہیں۔ماضی قریب میں تو یکے بعد دیگر دو سے تین سال تک مسلسل ایسا ہوتا آیا ہے بلکہ ایک سال میں کئی کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے۔گردواریاں اور سالک آباد کے لوگ گواہ ہیں کہ اس کے بعد دوبارہ ایسا نہیں ہوا۔قریباً پچاس سال تک دوبارہ ایسا نہ ہونا حضرت قبلہ عالم کی کرامت کی بین دلیل ہے۔اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ وہاں کوئی اتنی بڑی کان نہیں کہ جب بھی پہاڑ پھٹے تو سنگ مرمر نکل آئے۔

﴿ثانیاً﴾ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ان پہاڑوں میں سنگ مرمر کی کوئی بڑی کان موجود ہے جس کے سبب ایسا ہو گیا تو پھر راقم یہ پوچھنا پسند کرے گا کہ پچاس سالوں تک دوبارہ ایسا کیوں نہ ہو سکا۔اس کے بعد تو کبھی وہاں سنگ مرمر کے پتھروں کا فلڈ نہیں آیا۔

الحمد للہ رب العالمین۔یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی اللہ تعالی نے آپ کو اس قدر عظمت عطا فرمائی تھی کہ جب آپ کا وصال ایسے دور افتادہ علاقے میں ہو گیا جہاں شہر جیسی سہولیات میسر نہ تھیں تو اللہ تعالی اپنے کرم سے ایسے انتظامات کر دیے جن کو بروئے کار لا کر آپ کا ایسا انوکھا مزار پر انوار بنایا گیا کہ ایسا علاقہ بھر میں موجود نہیں۔علاقہ میں تعمیر ہونے والی ہر عمارت سے خوبصورت، جداگانہ اور عظیم تھا کیونکہ اس میں استعمال ہونے والا پتھر دنیا میں روحانیت اور محبت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔جس طرح اللہ تعالی نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو اولیائے کرام میں بہت بلند مرتبہ و مقام

عطا فرما رکھا تھا اسی طرح آپ کے مزار پرانور کے لیے بھی ایسے انتظام فرما دیے جو دیگر مزارت سے یکسر مختلف اور عظمت والے تھے اور وہ بھی ایسے انداز میں کہ ایک زمانہ ان کی عظمت کا گواہ بن گیا۔

انوار ربکاتیہ۔ج 2۔ص 154 تا 157۔

راقم اشعار کی صورت میں اپنی محبت وعقیدت کو اس موقع پر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ:۔

کمی بیشی تو ہوسکتی ہے میری تحریر وبیان میں
ہر کمی سے پاک اترا قرآن محمد ﷺ کی شان میں
کمی اپنی کمی ہے شیرازی تیرے در کا یا جھاگوی
کر لو قبول حاضری دربار ذیشان میں

قارئین کرام!۔

دو باتیں یہاں بڑی اہم بیان ہوئی ہیں۔نمبر ایک۔بوقت وصال پاک حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک کمرہ سے سیبوں کی خوشبو جیسی خوشبو کا آنا۔نمبر دو۔دربار شریف کی تعمیر کے لیے سنگ مرمر کے پتھر کا غیبی بندوبست ہونا۔یہ دونوں کرامات آپ کے وصال پاک کے بعد ظاہر ہوئیں۔

سنگ مرمر آپ آج بھی روضہ مبارک پر لگے ہوئے باآسانی دیکھ سکتے ہیں جو کہ اپنی مثل آپ ہیں۔پوری وادی نیلم میں حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واحد دربار ہے جس کی تعمیر میں ایسے عجیب وغریب طریقے پر سنگ مرمر کی دستیابی ہوئی اور پھر مزار بھی سنگ مرمر سے ہی تعمیر ہے۔یہ اللہ کا فضل کسی اور کے حصے میں نہ آسکا کیونکہ دنیا میں سفید سنگ مرمر کو محبت خاص کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا تحفہ تھا جو بازار سے نہیں خریدا گیا۔

باقی بوقت وصال خوشبو کا پھیل جانا میرا تو ایمان کہتا ہے کہ رب العزت نے جنت کے





دروازے آپ کے وصال مبارک کے وقت روح کی آمد کی خوشی میں کھول دیے۔وہ جنت کے باغوں کی خوشبو تھی جو آپ کے وصال مبارک کے وقت پھیل گئی اور جو بھی اس وقت آپ کے مخلص مریدین موجود تھے سب نے اس خوشبو کو محسوس کیا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار جھاگوی کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی پابندی کے سبب سراپا کرامت بنا دیا تھا۔زندگی بھی کرامت والی ،وصال بھی کرامت والا اور بعد از وصال بھی کرامت کے تھے۔

## وفات غوث الزمان میاں برکت اللہ جھاگ والے۔

خوشبویاں تے عطر فلیلاں رنگ رنگ دی خوشبو آوے
حاجی عبدالعزیز صاحب حکم حضور دے جنازے تے آوے
پڑھنا میرا جنازہ تساں نے قبل وفات بتاوے
حکم حضور مطابق پڑھنا لازم ہویا جنازہ
حاجی صاحب نے صفاں بنایاں لبھے نہ کوئی جا
ملی امامت حاجی صاحب کو عالم اگے آئے
بہت مبارک حاجی صاحب نوں پہلے نمبر کمائے
ختم جنازہ ہویا جس دم تھوڑا وقت سدایا
قافلہ بہت ہک وڈا آیا دیجھ اتاں دی پایا
سید عور دے جس دم آئے اچیاں پگاں والے
چھم چھم روندے کر کر زاری ہوندے حال بے حالے
سید چیئرمین یونین کونسل وڈی شان رکھیندا
او بھی چھم چھم روندا اس دن درد دے نیر چلیندا
بس کر شاعر بس عاجز موڑ قلم دا گھوڑا
جس خلوت چل سدائے دنیا بیا وچھوڑا
قصہ اخیر اسحاق والا سارا حال سناویں
صدقہ نقدی خرچے اس دن غرب غریباں تائیں
کتک مہینہ پنج تاریخ نوں اللہ وچھوڑے پائے
گزری رات دیداراں والی اڈی ولی ربانا





دن جمعرات روح مبارک اڈھ چڑھیا آسماناں
خبر ہوئی جد مہکے تائیں جھاگوی چل سدایا
کمر دے درد خوب جکڑیا لُو لُو کنڈے آئے
روح مبارک قبض دے ویلے خوشبو سیاں دی آوے
جونکر کوٹھی بھر کے چھوڑی تجھے کسے لائے
عاجز طوطا درداں ماریا نظر چوفیری مارے
سیب نہ نظری آون میتوں ہک اسرار پیارے
آگیا خلقاں بے اندازہ ہویا دیدار اخیری
کردے غسل کفن دا سامان نیو نے کیتی دیری
صد ملاں فیروز دین صاحب نو کردے غسل تیاری
صد میاں صاحب نو جلدی جناں کیتی تابعداری
صد میاں شفیع صاحب نوں جناں نے صبر کمائے
چلیا والد چھڈ جناں نوں داغ جگر وچ لائے
صد میاں محبوب صاحب نوں جس نے غوث اٹھائے
صد منشی فضل دین صاحب نوں پانی جس الٹائے
جلدی ملاں فیروزدین صاحب نے حضرت خوب چمکائے
کر کفن عرب دا حضرت جو الحاج لیائے
صد درزی غلام رسول صاحب جناں نے کفن سلائے
سر دستار عرب مبارک دی جوڑا چا پہنائے
گزاری ہک دن قبل وفات تو سنی بہت نرالی

## تشریح ۔

وفات جناب غوث زمان میاں محمد برکت اللہ جھاگ والے۔قبلہ باباجی سرکارِ جھاگوی نے اپنے وصال مبارک سے ایک دن قبل کچھ وصیتیں فرمائی ۔اپنے جنازہ بارے میں بھی وصیت فرمائی ۔جنازہ پڑھانے کے لیے حاجی عبدالعزیز صاحب کو حکم ہوا۔جمعرات کو روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ۔آپ کے حکم کے مطابق مدینہ پاک سے لایا گیا کفن دیا گیااور غسل مبارک کے لیے میاں محبوب صاحب نے جنازہ پاک اٹھایا۔منشی فضل دین صاحب نے جسم مبارک پر پانی انڈھیلااور مولانا فیروزالدین صاحب نے غسل مبارک دیا۔درزی غلام رسول صاحب نے کفن سیا۔آپ کو کفن دینے کے بعد سعودی عرب کا عمامہ مبارک پہنایا گیا۔بعد میں حاجی عبدالعزیز صاحب نے بحکم وصیت جنازہ پڑھایا ۔جنازہ میں لاتعداد لوگوں نے شرکت کی ۔لوگوں کی بھیڑ کے سبب جگہ کم پڑنے لگی ۔بامشکل صفیں درست ہوئی ۔جیسے ہی جنازہ پڑھایا گیا عورسیداں سے سادات گرامی عمامے باندھے کثیر تعداد میں حاضر ہوئے ۔تمام سادات گرامی آہوں اور سسکیوں سے نڈھال تھے ۔پورا مجمع غمزدہ تھا ہر شخص کی آنکھ میں ساون کی برسات کی طرح آنسو تھے ۔ماہ کتک کی پانچ تاریخ کو بروز جمعرات آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ دنیا والوں کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طرف سفر کرنے لگا۔مبارک ہو آپ کی اولاد کو جنہوں نے صبر کا ساتھ نہ چھوڑا ۔میاں محمد شفیع صاحب ،علامہ حمیدالدین برکتی صاحب ،میاں عبدالوحید برکتی صاحب اور بالخصوص بڑے صاحبزادے میاں محمد اسحاق صاحب جنہوں نے انتظام وانصرام کیااور صدقہ خیرات بھی خود کیا۔

قارئین کرام !۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو حضرت بابا جھاگوی رحمہ اللہ تعالی کی صحبت میں رہے اور فیض یاب ہوئے ۔ان میں خاص کر وہ لوگ بھی بڑے نصیب والے ہیں جو آخر دم تک آپ کے ساتھ رہے ۔آپ کے غسل مبارک ،کفن دفن اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے ۔یقیناً یہ لوگ سعادت مند ہیں کیونکہ





اولیائے کرام کی ایک لمحہ کی صحبت بھی ادنیٰ کو اعلیٰ اور شقی کو سعید بنادیتی ہے ۔ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

سیدنا خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص شقی (جہنمی) کے نام سے مشہور ہوگیا تھا (اپنے کردار کے سبب) ۔ایک دن وہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کی مجلس میں جا بیٹھااور پھر جب وہاں سے اٹھااور واپس جارہا تھا تو کسی نے اس کو اسی شقی کے لقب سے پکارا تو عالم غیب سے آواز آئی اب اس کو شقی (جہنمی) مت کہو کیونکہ جو شخص ہمارے جنید کی صحبت میں ایک ساعت بھی بیٹھ گیا وہ شقی نہیں رہ سکتا لہذا یہ اب سعید (جنتی) ہوگیا۔

ذکر خیر ۔ص 329۔

## برص کے مریض کی شفایابی۔

مجلس والے مسجد اندر حکم حضور دے آئے
مجلس والے مسجد اندر حکم حضور دے آئے
قدر مطابق گئے سارے روٹی شروع کرائے
ہک مریض غریب بے چارہ کھڑا پیراں تھکاوے
ساتھ کسے نہ بیٹھایا اس نوں نفرت ہر کوئی کھاوے
مسکینا تے اللہ راضی کردا کم سولے
عامی لوکاں نفرت کیتی سنگ فر حضرت جا گلے
آگئے حضرت مسجد اندر سوہنڑی شکل نورانی
کھڑا مہمان نو دیکھ جس دم فورن منگیا پانی
ہوگیا حکم آوازے تائیں روٹی میری نکالو
ہوگئے سنگ مریض دے حضرت خوش خوشی نوں
آنڑا طعام جو حاضر ہویا ہاتھ مبارک پیارے
کردے بہت باریک ہک دم وچ ڈیکھن لوک نظارے
حضرت سنگ مریض دے ہوکے روٹی جس دم کھائی
کھاندے کھاندے مجلس ساری مقصد سب دیکھائی
نفرت لوکاں کیوں کر کیتی دس دو سانوں بھائی
لنگر پیراں دے پیر صاحب دا ملے مریضاں رہائی
آخر مریض جو وڈیاں مرضاں والے اثر نہ ہر گز ہوندا
ساری مجلس ساتھ کھلاوے زرا نہ اثر کریندا





دیکھ غریبا حضرت صاحب کھڑے درجے والے
آپ نرالے زمین اتے بغیر کالیاں بیٹھن والے

## تشریح۔

ایک دفعہ بابا جھاگوی سرکار کے آستانہ مبارک پر کثیر تعداد میں لوگ حاضر تھے کھانے کا وقت ہوا۔ بابا جی سرکار نے حکم دیا کہ کھانے کا وقت ہے لہذا تمام احباب مسجد میں چلے جائیں کھانا شروع ہوا سوائے ایک کے سب کھا رہے تھے واقعہ کچھ یوں ہوا اس دور میں دو دو آدمی مل کر کھانا کھاتے تھے مگر ان میں ایک مریض کوہڑ مرض والا تھا۔ سب نے اس سے نفرت کی کسی نے اس کو ساتھ نہ بٹھایا اتنے میں بابا جی سرکار اندر تشریف فرما ہوئے دیکھا سب کھانے کھا رہے ہیں سوائے اس مریض کے وہ بیچارا کونے میں کھڑا سب کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ قبلہ بابا جی سرکار نے فرمایا کہ سب کھانا کھا رہے ہیں، اور یہ ایک آدمی کیوں نہیں کھا رہا؟۔ لوگوں نے جواب دیا کہ حضور اس کو برص کا مرض ہے اس لیے اس کے ساتھ کھانا کھانے کو کوئی بھی تیار نہیں ہے۔ بابا جی سرکار اس آدمی کے پاس گئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ خدام سے فرمایا جاؤ میرا کھانا بھی پیش کرو۔ بابا جی سرکار کا کھانا پیش کیا گیا تو حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی پلیٹ میں اپنے ساتھ برص کے مریض کو کھانا کھلانا شروع کر دیا۔ کھانا کھاتے کھاتے اللہ کے فضل سے اس کا مرض جاتا رہا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو سب یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ جو شخص تھوڑی دیر پہلے کوہڑ کا مریض تھا قبلہ حضرت صاحب کی برکت سے بالکل ٹھیک تھا۔ یہ اللہ کے ولی کی کرامت تھی جس کا سب نے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ شاعر عرض کرتا ہے کہ اتنی بڑی ہستی ہونے کے باوجود سادگی کی انتہا ہے کہ جس کو زمانہ چھوڑ دے یہ اللہ والے گلے لگاتے ہیں۔ کسی کراہت کا اظہار نہیں فرماتے۔

م۔۔ فرش زمین پر اکثر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ کبھی عار محسوس نہیں کی۔ سبحان اللہ۔

## تفصیل۔

ارشادِ خداوندی ہے" وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة للمومنین۔

قارئین کرام قرآن رحمت بھی ہے۔برکت بھی ہے۔شفا بھی ہے۔دوا بھی ہے۔ہدایت بھی ہے۔ ولایت بھی ہے۔نور بھی ہے۔سرور بھی ہے۔کمال بھی ہے۔جمال بھی ہے۔شریعت بھی ہے۔حقیقت بھی ہے۔الغرض ساری معرفت الٰہ قرآن میں ہے اور معرفت مصطفیٰ قرآن میں ہے۔

جو لوگ اپنا تعلق قرآن پاک سے جوڑ لیتے ہیں دنیا و آخرت میں قرآن پاک پر کی رحمت ان لوگوں کے سروں پر قائم و دائم رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ رحمت نسلوں میں بھی منتقل فرماتا ہے۔حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ عوام الناس کے لیے ابرِ کرم سے کم نہ تھے۔ہر آنے والے کو ظاہری و باطنی شفا نصیب ہوتی تھی۔جو بھی آتا دامن مرادوں سے بھر کے جاتا۔لاعلاج مریض آتے بحکم الٰہی بابا جی سے شفا پاتے۔اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔کسی کو تعویذ سے۔کسی کو دم سے۔کسی کو دعا اور کسی کو نظر سے شفا نصیب ہوتی اور کسی کو آپ کے لنگر پاک کی روٹی سے بھی شفا نصیب ہوتی تھی۔حقیقت میں اہل اللہ روحانی طبیب ہوتے ہیں۔بے سہاروں کے سہارا۔لاچاروں کے چارہ گر اور ہر دکھی کے دکھ کا مداوا ہوتے ہیں۔انوار رکاتیہ میں ہے:۔

## لنگر کی روٹی میں شفا

ایک شخص پیٹ کی کسی سخت بیماری میں مبتلا تھا وہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کے متعلق عرض کیا۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے فرمایا لنگر کی روٹی کھائیں۔اس شخص نے کھانا کھایا اور جاتے وقت لنگر کے ایک بڑے گلاس میں سالن ڈال کر گھر لے گیا۔یہ گلاس تانبے سے بنے ہوتے تھے۔اب وہ ہر روز لنگر کے سالن کو پیتا۔اللہ تعالیٰ کے کرم اور لنگر کے سالن کی برکت سے اسے پیٹ کے سخت عارضہ سے نجات مل گئی۔شفایابی کے بعد اس نے لنگر کے گلاس میں شہد ڈالا اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔حضرت قبلہ عالم





قدس سرہ العزیز نے گلاس دیکھنے کے بعد فرمایا یہ تو لنگر کا برتن ہے آپ کے پاس کیسے پہنچا۔اس شخص نے تمام ماجرا سنایا اور پھر شہد حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔

انوار رکاتیہ۔ج 3۔ص 544۔

## تعویذ کی برکت

راجہ عبدالقیوم خان فرماتے ہیں:۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز ابھی حیات تھے اور میرے پاس دو پٹرول گاڑیاں ہوا کرتی تھیں،ایک کو ہم نے پنڈی انجن بنوانے پر لگایا ہوا تھا جب انجن بن گیا اور ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر کے چلانا چاہی تو سامنے کی طرف جانے کے بجائے ریورس میں چلتی ہوئی ایک مکان میں جا گھسی حالانکہ راستہ ہموار اور سیدھا تھا۔مکان کا بہت نقصان ہو گیا تھا۔یہ مکان شاید کسی سیکرٹری وغیرہ کا تھا کیونکہ اسلام آباد نیا بن رہا تھا اور دارالخلافہ بھی ابھی نیا ہی منتقل ہوا تھا اور جہاں تک مجھے یاد آ رہا ہے ابھی انڈیا پاکستان کی جنگ بھی نہیں ہوئی تھی۔خیر اطلاع ہونے پر میں راولپنڈی پہنچ گیا۔میں نے مالکِ مکان سے کہا آپ کا جو نقصان ہوا ہے ہم اسے پورا کریں گے۔ ڈرائیور مجھ سے کہنے لگا میں گاڑی کو آگے لے جانا چاہتا تھا مگر فلاں چیز کے غلط لگ جانے کی وجہ سے وہ الٹی ہی چل پڑی،چونکہ اس وقت ہماری معلومات ان چیزوں کے بارے میں بہت کم تھیں۔اس لئے مجھے اس چیز کا نام یاد نہیں رہا۔ڈرائیور نے مزید کہا"میں نے اس لئے ذرا جلدی سے کام لیا کہ آپ راستے میں ہمارا انتظار کر رہے تھے۔خدا کا شکر ہے کہ یہ حادثہ یہاں پیش آ گیا اگر راستے میں کہیں ایسا ہو جاتا تو مالی نقصان کے ساتھ جانی نقصان یقینی تھا"میں نے ڈرائیور سے کہا شاید تمھیں معلوم نہیں اس گاڑی میں ایک تعویذ ہے جو حضرت سرکارِ جھاگوی کا عنایت فرمایا ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسی

تعویذ کی برکت ہے جو ہم اتنے بڑے نقصان سے بچ گئے ،یہ تعویذ اکثر میرے بازو کے ساتھ لگا رہتا تھا مگر اس دن میں نے اسے اتار کر گاڑی میں رکھ دیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس تعویذ کی برکت سے بچا لیا ہے۔

انوار ربانیہ۔ج 3۔ص462۔

## بس نگاہ ہی کافی ہے

راجہ عبدالقیوم خان فرماتے ہیں:۔

حضرت بابا صاحبؒ کا کسی گاؤں سے گزر ہو رہا تھا۔ہمیں بھی شرفِ ہمسفری حاصل تھا پتہ نہیں گاؤں کے لوگوں کو کیسے معلوم ہو گیا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیزؒ کی آمد ہو چکی ہے۔جب ہم ایک گھر کے قریب پہنچے تو مالکِ مکان نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہو کر گھر میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست پیش کر دی جسے بصد شفقت قبول فرمالیا گیا۔جب گھر میں داخل ہوئے تو وہاں بیٹھنے کے لئے چارپائیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان پر مختلف قسم کے پھل رکھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی گڑ اور دیگر میٹھی چیزیں بھی موجود تھیں۔چونکہ میں ساتھ ساتھ چل رہا تھا اس لئے میں حضرت بابا صاحبؒ کی ہر ادا کو نوٹ کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ آپ دم کروانے کے لئے رکھی ہوئی اشیاء پر فقط ہاتھ رکھتے ہیں اور پڑھ کر کچھ بھی نہیں پھونکتے۔میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ فقط ہاتھ سے ان غریبوں کا کیا ہو گا حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کچھ پڑھتے تو نہیں ہیں۔جونہی اس خیال کا گزر ہوا حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے میری طرف مسکراتے ہوئے فرمایا "راجہ صاحب! نظر ہی کافی ہے" آپ یقین کیجیے میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔مجھے اپنی حرکت پر سخت ندامت ہوئی کہ میں نے یہ کیا کر دیا، مجھے ایسا قطعی نہیں سوچنا چاہیے۔مجھے اپنے مرشد کی ہر ادا پر کامل یقین رکھنا چاہیے تھا۔میں





ابھی انہی خیالوں میں مصروف تھا کہ ایک بار پھر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیزؒ کی زبان فیض بار سے موتیوں کی برسات ہوئی "راجہ صاحب! آپ کے لئے سب کچھ معاف ہے" مجھے ایک بار پھر حیرت کے ساتھ خوشی کا بھی احساس ہوا کہ خدا کا شکر ہے میرے عقیدے میں کوئی فتور نہیں ورنہ اس قسم کے خیال مرید کو فیض پانے سے محروم کر دیتے ہیں اور یہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی شفقت ہی تھی کہ مجھ ناچیز کو "راجہ صاحب" فرماتے تھے۔جب ہم نوسیری پہنچے تو وہاں ایک موچی ہوا کرتا تھا جس کا شاگرد یعقوب خان ہے۔والد گرامی نے موچی کو کہا حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے لئے ایک نرم قسم کا جوتا تیار کرو۔موچی نے تین گھنٹوں میں ایک اعلیٰ قسم کا نرم جوتا تیار کر کے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر دیا جسے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیزؒ نے پاؤں میں پہن کر زینت بخشی۔

انوار ربانیہ۔ج3۔ص458۔

انوار ربانیہ میں ایک دوسرے مقام پر ایک واقعہ یوں درج ہے:۔

## صحتیابی

۱۹۵۴ء میں راقم دوسری بار وادیٔ نیلم تھانہ کنڈل شاہی میں ترقیاب ہو کر بطور ایس ایچ او تعینات ہوا۔میں بدستور شرفِ باریابی حاصل کرتا رہا اور حضرت بابا صاحبؒ مجھ پر خاص شفقت فرماتے تھے۔کنڈل شاہی تحصیل صدر مقام بھی تھا اور میں وہاں اہل و عیال کے ساتھ رہائش پذیر تھا میرا ایک بیٹا شاہکوٹ میں زیر تعلیم تھا اسی دوران میری اہلیہ شدید بیمار ہو گئی اور بیماری کی انتہا یہ تھی کہ بظاہر صحت یابی کی کوئی امید نہ رہی۔کنڈل شاہی کے ہسپتال میں ایک بنگالی ڈاکٹر تعینات تھا وہ میری اہلیہ کے علاج سے مایوس ہو کر مجھے جواب دے گیا اور ساتھ یہ بتایا کہ یہ خاتون زیادہ سے زیادہ دو یا تین

دن زندہ رہ سکتی ہے اس سے زائد نہیں۔ڈاکٹر کے اس جواب پر میں بہت پریشان ہوا حتیٰ کہ فیصلہ بھی نہ کر سکا کہ کیا کیا جائے۔یکدم میرے ذہن میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا خیال آیا اور دل میں پختہ ارادہ کیا کہ صبح ان کے پاس حاضری دونگا۔دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھاؤں گا اور وہاں پہنچ کر اہلیہ کے لئے دعا بھی کراؤں گا۔اس خیال نے میرے دل سے غم کا غبار ختم کر دیا۔میرے دل میں خوشی کے کئی باغ کھل اٹھے۔مجھے یقین کامل تھا کہ جو چیز دنیا والوں کی نظر میں ناممکن ومحال ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بہت آسان ہوتی ہے۔

ے بر کریماں کارھادشوار نیست ۔

میں کنڈلشاہی سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا تو کیرن تک مجھے کافی وقت لگا کئی واقفان نے کھانا کھانے کی دعوت دی مگر چونکہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے دسترخواں پر کھانا کھانے کا عزم کر چکا تھا اس لئے کسی کی دعوت قبول نہ کی۔مجھے جو لذت حضرت اعلیٰ کے دسترخوان سے ملتی تھی وہ مجھے کبھی بھی کسی دوسرے کھانے سے محسوس نہیں ہوتی تھی۔یہ کھانا میرے غموں کا مداوئی بھی تھا۔میں نے یہ بات یقینی طور پر محسوس کی تھی کہ لنگر کے کھانے میں اللہ تعالیٰ نے عجیب شفا رکھی ہے۔خیر سفر جاری رہا خاص دوا ریاں پہنچ کر سیدھی چڑھائی آتی ہے۔ظہر کا وقت تھا زائرین بعد از اجازت حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز سے واپس ہو رہے تھے۔میں نے زائرین سے لنگر کی روٹی کے بارے میں دریافت کیا۔انھوں نے جواباً لنگر سے کھانا ختم ہو جانے کا عندیہ دیا چونکہ میں پہلے ہی بھوک سے نڈھال ہو رہا تھا لنگر کی روٹی کے ختم ہونے کا سن کر اور زیادہ پریشان ہوا۔چاروناچار حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے پاس پہنچا۔میں نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو لکڑ کے ایک تخت پر تشریف فرما پایا۔میں نے دور ہی سے سلام عرض کیا اور ساتھ ہی اپنی بھوک کا ذکر بھی کیا۔اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز ادائیگیِ نماز کی غرض سے مسجد کا ارادہ کر چکے تھے۔اپنے معتمد جو کہ لنگر کی تقسیم پر





مامور تھا کو بلا کر فرمایا "میں نماز کے لئے جا رہا ہوں۔میرے ناڑا کو روٹی لا کر دو"۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز مسجد تشریف لے گئے اور میں روٹی کے انتظار میں تخت پوش پر بیٹھ گیا اچانک میں نے لنگر انچارج مسمّی مولوی عبیداللہ نامی کو اپنی جانب دسترخوان سے ڈھانپے ہوئے کھانا لاتے دیکھا۔جب سامنے رکھا تو باسمتی چاول اور مرغ مسلم تھا میری حیرانی کی حد ہی نہ رہی۔بہت فکر دامنگیر ہوئی کہ ابھی چند لمحات قبل کھانا ختم ہونے کا اشارہ ملتا ہے اور ادھر کھانا میرے لئے تیار ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے لنگر انچارج مولوی عبیداللہ صاحب سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ علی الصبح حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اسے بلا کر ہدایت کی ہوئی تھی کہ میرا ایک ناڑا آ رہا ہے جس کے لئے چاول اور مرغ پکا کر رکھو!۔اس کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کس قدر بصیرت کے درجہ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔وہ اپنے پاس آنے والوں کا خیال اور استقبال تک ذہن میں رکھتے ہیں۔میں اعلیحضرت سے یہ ماجرا دریافت کرنے کے لئے کئی بار ملتمس ہوتا رہا مگر آپ ہر بار فرماتے ا بھی رہنے دو!مجھے بھی اس ضمن میں دل میں کچھ پریشانی ہوئی کہ کہیں میرا مقصد یہاں صرف روٹی کھانے کا حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے لئے ناراضگی کا باعث نہ بنا ہو۔دراصل لنگر کی پکی ہوئی کوئی بھی چیز ہو الگ ہی مزہ رکھتی ہے۔یہ لذت روحانیت کے لئے شدید گرمی کی پیاس جیسی ہے۔جس کو ختم کرنے کے لئے انسان بے قرار ہو جاتا ہے۔الغرض آپ کافی دیر بعد مسجد سے تشریف لائے اور حسب معمول تخت پر براجمان ہو کر میری طرف توجہ فرماتے ہوئے فرمانے لگے "ناڑا! آزمائش نہ کیا کرو" میں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا "حضرت عقیدت ہے آزمائش نہیں"۔کچھ دیر بعد میں نے اپنی اہلیہ کی بیماری کی التجا کی کہ اہلیہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلاء ہے۔دعا فرمائیں اللہ رب العزت صحت کاملہ عطا فرمائے۔میری التجا سن کر مجھے مہمان خانے میں لے گئے جہاں اکثر اوقات بچوں کو تدریس بھی کروائی جاتی تھی۔مجھے وہاں آرام کرنے اور التجا کو تحریری درخواست کی صورت میں

اگلی صبح پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔رات مہمان خانے میں گزاری اور بوقت سحری اعلیحضرت کے مرید خاص قاضی عبدالحمید چھتر والے میرے پاس آئے اور اعلیحضرت کی جانب سے تحریری درخواست بغرض مراد پیش کرنے کا حکم پہنچایا۔میں نے ایک سفید کاغذ پر درخواست کی شکل میں اہلیہ کی بیماری کا ذکر کیا اور وہ درخواست لپیٹ کر قاضی عبدالحمید صاحب کے ہمراہ ہوگیا۔چونکہ مہمان خانے اور جائے رہائش کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔راستے میں آتے ہوئے انتہائی ٹھنڈے پانی سے وضو کیا،سخت سردی میں اعلیحضرت کے کمرے تک رسائی ہوئی۔یہ کمرہ کافی تنگ تھا جس میں لکڑ کے ایندھن سے جلنے والی انگیٹھی جل رہی تھی۔کمرہ میں داخل ہوتے ہی اس قدر گرمی لگی کہ میں پسینے میں شرابور ہوگیا اور اعلیحضرت سے شدت گرمی کا ذکر بھی کردیا۔اس پر اعلیحضرت نے مجھے ایک چوغا عنایت فرمایا جوکہ اونی پٹو کا بنا ہوا تھا۔مجھے اسے اوڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا جوکہ بظاہر انتہائی حیران کن بات تھی کہ ایک طرف میں پسینہ سے شرابور ہوں اور دوسری طرف انتہائی موٹا کپڑا از قسم اونی پٹو اوڑھنے کا حکم فرمایا جارہا ہے۔اس علاقہ میں لوگ بھیڑوں کی اون چرخہ پر کات کر دھاگہ بناتے ہیں،جس سے بعدازاں کھڈی پر موٹا کپڑا بنایا جاتا ہے جسے پٹو کہا جاتا ہے۔علاقہ گلگت اور چترال میں بطور خاص اس کے کوٹ،ویسٹ کوٹ وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔بہرحال حسب حکم میں نے اس چوغہ کو اپنے اوپر اوڑھ لیا چوغہ اوڑھنا ہی تھا کہ گرمی کی حرارت ختم ہوگی۔حضرت بابا صاحبؒ نے میری درخواست لے لی اور مجھے بتایا اس کا جواب تمھیں آئندہ صبح دیا جائے گا۔یوں مجھے ایک دن مزید قیام کرنا پڑا۔دوسری صبح اعلیحضرت کی موجودگی میں ناشتہ کیا اور واپسی کی اجازت چاہی،اعلیحضرت نے میری درخواست تہہ بہ تہہ بند کرکے مجھے تھماتے ہوئے فرمایا "گھر پہنچ کر ہی پڑھنا" اس طرح میں واپس اپنی جائے تعیناتی پر پہنچا تو میں یہ دیکھ کر شدید دنگ رہ گیا کہ اہلیہ صاحبہ کامل صحت کے ساتھ چارپائی پر محو استراحت ہیں۔میں نے سبب دریافت کیا تو بتایا گیا کہ رات ہی کو صحت مل گئی تھی۔اس کے بعد میں نے





درخواست کھولی جس میں پہلی گزارش کا جواب یوں تحریر تھا:۔

تمہارے گھر پہنچنے سے قبل ہی تمہاری اہلیہ صحتیاب ہوگی۔اس کے علاوہ دیگر سوالات اور گزارشات کے جوابات بھی درج تھے،اعلیحضرت کی دواپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر اب بھی میرے پاس موجود ہے مگر حسب حکم اس کو ترتیب میں شامل نہیں کرسکتا اعلیحضرت کی جانب سے اپنی اہلیہ کے بارے میں درج بالا واقعہ میری ذات پر اس قدر پیوست ہوکر منقش ہوگیا کہ میں تا زیست فراموش نہیں کرسکتا اور اس کے بعد میرے اعتقاد میں مزید اضافہ ہوگیا۔

انوار رکاتیہ۔ج 3۔ص 443 تا 446۔

قارئین کرام!۔

الحمدللہ۔آج بھی سینکڑوں لوگ بقید حیات ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت بابا سرکار جھاگوی کے لنگر پاک میں شفا بھی تھی اور دوا بھی تھی۔لوگ مہمان بن کر آستانہ مبارک پر حاضر ہوتے جس جس کے مقدر میں جو نصیب میں ہوتا ملتا،جسمانی اور روحانی غذا ملتی واپس جاتے ہوئے اکثر لوگ لنگر شریف کی روٹی اپنے ساتھ گھر لے جاتے۔گھر میں سب تناول کرتے اور اس لنگر کی برکت سے گھر میں برکت آجاتی۔مریض صحت یاب ہوجاتے،ناچاکی ختم ہوجاتی،نافرمان فرمانبردار ہوجاتے۔الحمدللہ۔یہ برکت آج بھی اس لنگر پاک کی اسی طرح جاری وساری ہے۔

## لنگر کی تقسیم میں سخاوت کا انداز۔

فیض طریقت حاصل کر گئے تقوی دار ہوئے اسم مرشد دا دلوں وسایا نی
کامل پیر تے کامل مرید رہندے صدق عمل دا آن پیار کیتا
جسم مبارک دی لالچ نہ ہیں نام رب دے خرچ کروندے نی
آیا بیل ایک نام نیاز یارو اسی وقت اس بیل نوں مراندے نی
مجلس والیاں کیا اے بیل سوہنا نال عاجزی دے سباں پکار کیتا
حضرت صاحب کیا رب دی ذات سوہنڑی اسی وقت او لنگر تیار کیتا
چاڑ دے مسجداں نال شفقت قوم فیض تھی جنت جان پہنچ جانی
عمل باج جانا جنت بہت مشکل حکم خاص قرآن آن اے سوچ کیتا
اک سو اک مسیت تیار کر کے جنت وچ محل تیار کیتا
اک سو اک محل جنت وچ ملسن جیڑے دین وچ رب اظہار کیتا

## تشریح۔

طوطا شاعر عرض کرتا ہے کہ بابا جھاگوی سرکار نے شریعت اور طریقت اور تقوے کا رنگ چڑھایا اور رہنمائی کی کہ میرے دل میں ہر وقت آپ کا نام آباد ہے جو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

کامل پیر کا مرید اگر صادق ہو تو ہمیشہ سچے عمل میں لذت محسوس کرتا ہے۔ باباجی سرکار کبھی اپنی ذات کی لالچ نہیں کیا کرتے تھے جو بھی مال و دولت آتا سب اللہ کے نام پر خرچ کرتے تھے۔

ایک دن کسی مرید صادق نے باباجی کی خدمت میں بیل بطور نذرانہ پیش کیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضرت یہ بیل بہت خوبصورت ہے اسے اگر رکھا جائے تو بہتر ہوگا مگر باباجی سرکار نہ مانے اسی وقت خادموں کو حکم دیا کہ یہ بیل اللہ کے نام پر آیا ہے لہذا اسے میرے سامنے ذبح کر کے اللہ کے نام





پر لوگوں کو پکا کر کھلایا جائے۔ باباجی سرکار صاحب تقوی تھے۔ اسی وقت لنگر میں بیل کا گوشت پک کر تیار ہوا اور لوگوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ اللہ کی مخلوق کی ضیافت کرنا آپ کا محبوب عمل تھا۔ اللہ کی پاک کتاب "قرآن مجید" میں حکم ہے کہ جو نیک عمل کرے گا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ آپ نے ایک سو ایک مساجد تعمیر فرمائی۔ امید ہے اللہ تعالی ایک سو ایک جنت میں محل عطا فرمائے گا۔

قارئین کرام!۔

الحمدللہ۔ یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح جاری۔ آستانہ عالیہ پر جو بھی نذر و نیاز آتی ہے غربا و مساکین میں لنگر کی صورت میں تقسیم ہوتی ہے۔ یہ لنگر نیلم ویلی میں واحد لنگر ہے جو سارا سال جاری رہتا ہے۔ کوئی بھی آنے والا مہمان بھوکا نہیں جاتا اور نیکی کی دعوت کا سلسلہ بھی احسن انداز میں مساجد و مدارس، وعظ و نصیحت، ذکر و فکر کی صورت میں جاری ہے۔ جو مساجد حضرت بابا سرکار جھاگوی نے تعمیر فرمائی وہ بھی الحمدللہ آباد ہیں اور مزید پر کام بھی ہوتا ہے۔

## وفات ۔حضرت صاحب۔

لکھ مبارک میاں صاحب نوں جناں نے ہمت ہاری نائیں
اپنے ہتھ مبارک ونڈے رقماں خلقاں تائیں
دفن کرن وقت سہ رہا دیری کیونکر ہوئی
ولی رب نے چلن جانے دیر نہ کردے کوئی
میل ملاپ خدا دا ہوئے تیزی بہت کریندے
دنیا کرے دیدار ولی دا دیری نہ کریندے
وقت سی دیگر عصر نماز پڑھن دا پلنگ اٹھا کے ٹورے
چل پیاں خلقاں مگر اناں دے کون اناں نو موڑے
جوں ساون مہینہ برساون ہونیاں بہت کوکارا
ہوگیا غائب ولی ربانا کون دے دے سہارا
ان پر ندیاں گیر مچایا کردے شور بوتیرا
اُڈ پڑی یک مار اڈاری منگدی قبر بسیرا
نال فراقاں حضرت صاحب جوڑ وفات بنائی
سائل طوطا ہوی نہ ہرگز پڑھنی ہوجس جائی
باجھ وسیلے بسنا مشکل ہویا کل غریباں
گدی نوں قائم کردئیں اللہ صدقے کل حبیباں
عاجز طوطا کرکے دعائیاں ہر مجلس پرواری
میں عاجز دی سندا نائیں میری قسمت ہاری
سارے رل مل کرو دعائیاں اللہ فضل گھاوے





گدی نوں قائم کردے اللہ خلقت فیض پاوے

## تشریح ۔۔

شاعر حضرت بابا سرکار جھاگویؒ کی وفات کے صدمہ کی منظر کشی کر رہا ہے کہ یہ بہت بڑا صدمہ تھا جس کو برداشت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی۔ لاکھ مبارک ہو میاں اسحاق رحمہ اللہ کو جنہوں نے ہمت نہیں ہاری صبر و تحمل کو قائم رکھا اور بابا جھاگوی سرکار کے وصال پر اپنے ہاتھ سے صدقات و خیرات غریبوں میں تقسیم کئے۔ لوگوں کا جم غفیر تھا جو حضرت قبلہ عالم کا آخری دیدار کر رہے تھے۔ تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے جنازہ اٹھانے میں بہت وقت صرف ہوا۔ آخر وقت عصر آپ کا جنازہ مبارک اٹھایا جب جنازہ اٹھایا گیا تو قبر تک انسانوں کے ساتھ ساتھ پرندے بھی جھرمٹ در جھرمٹ ساتھ ساتھ رہے دنیا یہ منظر دیکھ کر بہت حیران تھی کہ یہ کیسا پرندوں کا شوروغل ہے۔

طوطا شاعر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ وسیلے کے بغیر رہنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اس گدی کو ہمیشہ قائم رکھنا کہ ہم غریبوں کو سہارا مل سکے اور تا قیامت ہر کوئی اس آستانہ سے فیض حاصل کر سکے۔

## تفصیل ۔

## اوصاف اولیائے کرام ۔

دنیا میں فقیر کے اوصاف یہ ہونے چاہیے ۔دن کو روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے۔ رکوع وسجود کرنے والا۔ اللہ عزوجل کی رحمت کا طالب ۔اس کی بخشش میں رغبت رکھنے والا۔ صبر وشکر کرنے والا ۔دوسروں سے نرمی اور شفقت سے پیش آنے والا۔ تنہائی اختیار کرنے والا۔ جیسا کہ حضرت بابا سرکار جھاگوی اکثر تنہائی میں یاد الہی میں مستغرق رہتے ۔جنگلوں اور ویرانوں اور پہاڑوں میں چلہ کشی فرماتے تھے۔ اسی طرح کم کھانا۔ کم بولنا۔ کم سونا اور ذکر اللہ کی کثرت کرنا اولیاء کے اوصاف میں شامل

ہے اور اچھی سوچ کا مالک ہو۔دنیا کے مال ومتاع اور اس کے شبہات سے بچنے والا ہو۔کثرت سے آنسو بہانے والا۔اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا۔رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھنے والا ہو۔اس کی سانسیں حرام سونگھنے سے محفوظ ہوں۔دل اطاعت الٰہیہ عزوجل سے مانوس ہو۔کم خواہشات رکھنے والا اور شبہ والی چیزوں کو ترک کرنے والا ہو۔ہمیشہ عبادت پر قمر بستہ ہو۔بہت زیادہ قناعت کرنے والا۔علم وعمل کا پیکر اور دنیا سے کنارہ کش ہو۔مجاہدات میں مگن رہے اور ذات باری تعالیٰ کے جلوؤں میں مستغرق رہنے والا ہو۔ملکوت کی طرف سبقت لے جانے والا ہو۔اس ذات کو ہر وقت پیش نظر رکھے جو زندہ ہے جسے کبھی فنا نہیں اور اکڑ کر نہ چلے۔تکبر نہ کرے۔سچی بات کہنے والا ہو۔اچھے کام کرنے والا ہو۔اپنے نفس پر حد قائم کرے۔اس بات کا یقین رکھے کہ دل اللہ عزوجل کا گھر ہے لہذا اس کی پاکی اور طہارت کا خیال رکھتا کہ وہ اس میں ذات باری تعالیٰ کی تجلیات پائے اور اس کے دل میں خدا کے سوا کوئی نہ ہو۔مذکورہ اوصاف کا حامل شخص ہی فقیر ہو سکتا ہے۔اس لیے حضرت سلطان باہو نور اللہ مرقدہ نے کیا خوب فرمایا:۔

اے تن رب سچے دا ہجرا پا فقیرا جھاتی ھو
نہ کر منت خواج خضر دی اندر تھیں حیاتی ھو
شوق دا دیوا بال انھیرے لبھے پست کھڑاتی ھو
مرن تھیں اگے مرگئے باہو جنھاں حق دی رمز پچھاتی ھو

انسان کی جسمانی ماہیت پر غور کیا جائے تو یہ ایک عجوبہ نظر آتا ہے۔سائنس کچھ کہتی ہے جبکہ روحانیت اس کے بارے میں کچھ اور جانتی ہے۔روحانیت کے مطابق انسان سے مراد ایک ایسا گھر ہے جہاں انسانی روح جو کہ حق تعالیٰ کا پرتو ہے رہتی ہے۔چونکہ فقیر کا مقام اندریں وہ مقام ہوتا ہے جہاں کائنات کے چودہ طبق روشن ہوتے ہیں۔اس لیے اس کے اندر آب حیات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا چشمہ موجزن ہوتا ہے۔یہ اس کا فرض ہے کہ وہ معرفت حق کے سمندروں،آب حیات کے چشمے سے کیسے سیراب ہوتا ہے۔





حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کی زندگی پڑھنے اور سننے سے دل میں ایک مخصوص سوز وگداز پیدا ہوتا ہے جس سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں راہنمائی کامل ہوتی ہے۔بغور جائزہ لیں تو کوئی پہلو تشنگی نہیں چھوڑا تا کہ ایک سچا عاشق راہ حق سے بھٹکنے نہ پائے۔اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت بابا سرکار جھاگوی کے علم وعمل کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

## فرمودات اولیائے کرام۔

- ......مرشد کامل وہ ہے جس کی ایک نظر بھی ہزار سال کے سجدوں سے زیادہ فضیلت اور علم رسمی سے زیادہ اثر رکھتی ہو۔
- ......شیطان مانند زن راہزن ہے۔اس کو چھوڑ کر جوان مردوں کا ہاتھ جس نے پکڑا وہ صحیح معنوں میں جوان مرد ہے۔
- ......علم حقیقی وہی ہے جس سے معرفت الٰہی حاصل اور حیوانیت کے دائرہ سے نکل کر انسان انسانیت کے درجے میں پہنچا اور اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جائے۔
- ......زندہ دل وہ ہیں جو ذکر خدا پر غور کریں اور راز سر الٰہی تک جا پہنچیں۔
- ......جب شکم طعام سے خالی ہو اس وقت معراج کی فکر حاصل ہوتی ہے۔
- ......صبر وشکر یہ ہے کہ فقیر دنیا اور حب دنیا سے صابر وشاکر ہو۔
- ......فقر حقیقی وہی ہے جو پیغمبروں کی میراث ہے۔
- ......علم صحیح معنوں میں وہی ہے جو باعمل ہو۔
- ......جو شخص علم پر عمل نہیں کرتا علم اس کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔
- ......یاد رکھیں عالم کی نظر حروف وسطور پر ہوتی ہے جبکہ فقیر کی نظر معرفت حضور پر ہوتی ہے۔
- ......علماء۔اہل شعور وفہم جبکہ فقرا اہل حضور وہم ہوتے ہیں۔

﴾......اندر سے آشنا اور باہر سے بیگانہ کی طرح بنے رہنا ہی حقیقی عاشق کی نشانی ہے۔

﴾......درویش کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر رات کو اپنے دوستوں، گھر والوں سے جدا ہو کر تنہائی میں ہر

﴾......رات کو لیلۃ القدر بنا کر اللہ تعالیٰ سے خلوت بنائے تا کہ راز و نیاز کی باتیں ہو سکیں۔

﴾......فقیر کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر دن کو روزِ محشر خیال کرے اور اس دن کے حساب و کتاب کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھے۔





## ﴾......موت۔

لکھ مالیت مالک ہوئے لکھ واریاں کوئی جیوے
اوڑک ہک دن ہوئے مسافر اجل پیالہ پیوے
ہک زمانے مال اولاداں رنگا رنگ پہ چائے
آ کر جمع برادر ہو کے اندر خاک چھپائے

## تشریح---

اگر کوئی لاکھوں روپے مالیت کا مالک ہو یا لاکھ سال کوئی زندہ رہے آخر ایک دن یہ زندگی کا سفر ختم ہو جائے گا اور موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہو گا۔ دنیا میں جتنی بھی مال و دولت اور خاندان برادری کی چمک دمک ہو گی، یہی خاندان والے بہن بھائی ایک نہ ایک دن تجھے مٹی کے اندر رکھ کر تجھے مٹی میں چھپا دیں گے؟۔

## فکرِ آخرت۔

کئی آنڈے تے کئی جاوندے نی
اگے قلماں مینوں ساڑ نئیں
کجھ نیک بے یار خرید کر لے
موڑ کے آؤناں اس بازار نئیں
ہجاں ہے ویلا تیرا نیکیاں دا
مت ماری شاہ دی مت مار نئیں

ج۔جناں نوں جاوناں ہے اس جنگل
جتے جا کے فر نی آؤنواں ہے
وچ قبر اندھیر غبار کوٹھی
دن رات دی تھاں بناوناں ہے
اتھوں جا کے کسی نہ خبر لیتی
نہ کسے نے حال پچھاوناں ہے
محرم شاہ میاں اتھے رب باجوں
کس کھول حال سناوناں ہے

د۔ دلوں ڈیل کر نیکیاں دی
اور چھوڑ دے غیر خیال میاں
کلمہ حج نماز زکواۃ روزہ





اینوں رکھایا جل جلال میاں
اتھوں دیوڑاں آسی کم تیرے
سوئی جاوندیاں ہے تیرے نال میاں
محرم شاہ میاں کر ترک برائیاں توں
ڈھونڈ کھا تو رزق حلال میاں

## تشریح۔۔

اس دنیا میں کئی آئے اور کئی گئے۔ قلم مجھے زیادہ نہ جلا اے بندے کچھ نیکی کا سودہ کر لے کیونکہ واپس اس دنیا میں کبھی نہیں آنا ابھی وقت ہے تیرا نیک عمل کرنے کا۔ ہوش میں آ۔ بے ہوش نہ ہو۔ اس خوفناک کھائی میں جانا ہے۔ جہاں سے کوئی واپس نہیں آیا اس اندھیری قبر میں تیرا ٹھکانہ ہوگا۔ وہاں کوئی تیری خبر لینے نہیں آئے گا اور نہ کوئی تیرا حال پوچھے گا محرم شاہ میاں وہاں اللہ کے بغیر کون ہے جس کو حال سنایا جائے اپنے دل میں نیکیوں کا ارادہ کر لے اور غیر کا خیال دل سے نکال دے کلمہ، حج ، نماز اور اپنے ہاتھ سے جو بھی دے گا کل بروز قیامت وہی تجھے کام آئے گا محرم شاہ میاں ہر گناہ چھوڑ دے۔ حرام کے بدلے حلال کھانا شروع کر۔ میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

جس دن تو مر دسیں بندیا جگ تے دسن گلاں
سوہنڑیاں منہ اتے مٹی پیسی جھسن بوٹے جلاں

پھر فرماتے ہیں۔

نال ایمان رکھیں مولا تے نال ایمان ماریں
قبراں وچ نہ کھاؤنڑ کیڑے دوزخ مول نہ ساڑیں

## چاربیتہ سخی سرکار جھاگوی۔

قوالی شاعر طوطا۔

جی جی کے ہوجڑا فانی بولاں تیری میں کہانی
رہیا دینا اتے نام و فوٹو رہ گیا نشانی
ولی آسا رب دا پیارا باباجھاگ والے ضرور
پہلے رہے آفسراں دے منشی پچھے بھیدے جیدے ربّ نے نور
لنگر ویندے بے شمار تے ہوئے دنیا تے مشہور
خلقت آندی ملنکاں طرفاں زور دے دیوے مہمانی

پاگیا وفات کیتے نیکی والے کام
حضرت بابا برکت اللہ رہیا دنیا اتے نام

سوہنڑی صورت سوہنڑاں چہرہ آئے سہولناں دے سرتاج
دل وچ کردے سوچ وچاراں کراں فرزنداں دے کاج
پیر پیغمبر سارے رب ڈاڈے دے محتاج
جو چاہیے سوئی کردا موڑے کون اس دی کلامی
وار وواری سارے ولی آئے دنیا اتے چراغ

## تشریح ۔۔۔

آخر زندگی فنا ہونے والی ہے۔میں جب تک رہوں آپ کے تذکرے کرتا رہوں۔دنیا میں





آپ کا نام بابا برکت اللہ سرکار جھاگوی رہ گیا اور میرے دل میں آپ کی تصویر ہے۔

حضرت بابا جھاگوی ضرور اللہ کے پیارے ولی تھے۔آپ عملی زندگی کی ابتدا میں جنگلات کے محکمہ کے منشی رہے۔بعد میں سب کچھ چھوڑ کر راہِ حق کے متلاشی ہوئے۔مہمان نوازی میں آپ بہت مشہور تھے۔ہر طرف سے بے شمار مخلوق آتی مگر آپ ہر ایک کی مہمان نوازی ضرور کرتے۔خود وصال پا گئے اور نیکی کے ایسے کام کیے کہ آپ کا نام بابا برکت اللہ دنیا میں ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔آپ کی صورت پیاری،آپ کا چہرہ مبارک بہت پیارا۔پیارے سوہلن خاندان کے سرتاج ہوئے اور اپنی اولاد کی تربیت وراہنمائی میں سوچ وبچار کرنے والے تھے۔تمام ولی،نبی اللہ کے محتاج ہیں۔جو چاہے اللہ کرتا ہے کون ہے جو اس کا حکم ٹالے۔باری باری تمام ولی مثل چراغ بن کر دنیا میں آئے۔

## تفصیل۔

پیر طریقت کے فیض سے طالب کے اندر جوہر اور جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا دل مرشد کی محبت میں لبریز ہوجاتا ہے۔مرید صادق کو اپنے مرشد کی عادات واطوار،اٹھنا بیٹھنا،چلنا پھرنا،بول چال،اس کی دھرتی،وہاں کی آب وہوا،راستے کے پتھر،درودیوار الغرض وہاں کی مٹی سے بھی پیار ہوتا ہے۔

جہاں اللہ کے ولی کامل تشریف فرما ہوتا ہے وہاں ہر چیز بابرکت ہوجاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور ہر چیز بابرکت ہوجاتی ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

**الدنیا ملعون وملعون مافیها الا ذکر الله وما والاہ۔**

یعنی دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور جو اس کے قریب ہے۔

سنن ابن ماجہ۔باب مثل الدنیا۔ج ۲۔ص ۱۳۷۷۔حدیث ۴۱۱۲۔

## خانقاہ کی مٹی کا ادب۔

سلطان محمود غزنوی کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کی سیر کر رہا تھا۔اس نے کہا کہ بھئی آپ تو دنیا کے بادشاہ تھے اور آخرت میں بادشاہوں کا بڑا برا حال ہوتا ہے۔ان کا تو لمبا چوڑا حساب ہوتا ہے اور میں آپ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔اس نے جواب میں کہا ہاں میرا ایک چھوٹا سا عمل تھا لیکن پروردگار کو وہی عمل پسند آ گیا جس کی وجہ سے میری مغفرت کر دی گئی۔اس نے پوچھا وہ کونسا عمل ہے؟۔کہنے لگا میں ایک دفعہ ابوالحسن الخرقانی کی خانقاہ پر گیا وہاں لوگ جھاڑو دے رہے تھے۔جس کی وجہ سے مٹی اڑ رہی تھی۔میں نے اس گرد سے گزرتے ہوئے اس نیت سے گرد کو چہرے پر مل لیا تھا کہ اللہ والوں کے کپڑوں اور بستروں کی مٹی ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تو نے میرے راستے میں نکلنے والے درویشوں کی مٹی کی قدر کی ہے اس لیے اس کی برکت سے تیرے چہرے کو جہنم کی آگ سے بری فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

## مرشد کے جبہ مبارک کی برکت سے سومنات کی فتح۔

بادشاہ وقت نے اپنے ملاقات کے دوران حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے عرض کی حضرت میں نے سومنات پر حملے کا ارادہ کیا ہے۔دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اس لیے مقابلہ سخت ہے۔مہربانی فرما کر دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔جب سلطان محمود غزنوی نے دعا کے لیے عرض کیا تو حضرت کے پاس ایک جبہ پڑا ہوا تھا۔انہوں نے وہ اٹھا کر بادشاہ کو دے دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے ساتھ لے جائیں اور جب آپ ضرورت محسوس کریں تو آپ اس جبہ کو سامنے رکھ کر دعا مانگنا کہ اے اللہ اگر اس جبہ والے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو اس کی برکت سے میرے اس معاملے کو حل فرما دے۔اس نے کہا بہت اچھا وہ جبہ لے کر چلا گیا۔سلطان محمود غزنوی نے سومنات پر حملے کی تیاری مکمل کرنے کے بعد سومنات پر حملہ کر دیا۔اس وقت ہندو اور دوسرے مذہب کے لوگ سب مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔اس لیے کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی۔جب اس نے دیکھا کہ





مسلمانوں کے لشکر میں کمزوری آ رہی ہے تو اسے یاد آیا کہ حضرت نے تو مجھے ایک جبہ دیا تھا۔چنانچہ اس نے اس آڑے وقت میں اس جبہ مبارک کو سامنے رکھا اور اللہ سے دعا مانگنے بیٹھ گیا کہ اے مالک اگر اس جبہ والے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے اور وہ تیرے دوستوں میں سے ہے تو اس کی برکت سے تو مجھے سومنات کا فاتح بنا۔چنانچہ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سومنات کا فاتح بنا دیا۔

سومنات کی فتح کے کافی عرصہ بعد سلطان محمود غزنوی نے سوچا کہ میں حضرت کے پاس جا کر ان کا شکریہ بھی ادا کروں اور ان کو خوشخبری بھی سناؤں۔چنانچہ وہ حضرت کو ملنے کے لیے آیا۔اس نے حضرت کو سارا واقعہ سنایا۔حضرت نے اس سے پوچھا "آپ نے جبہ سامنے رکھ کر کیا دعا مانگی تھی"؟۔ بادشاہ نے کہا حضرت!۔دعا یہ مانگی تھی کہ اے اللہ!۔اگر اس جبہ والے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے وہ تیرے دوستوں میں سے ہے تو مجھے سومنات کا فاتح بنا دے۔حضرت نے سن کر فرمایا تو نے بہت سستا سودا کر لیا۔اگر تو یہ دعا مانگتا کہ اے اللہ!۔اپنے ولی کے جبہ کی برکت سے تو مجھے پوری دنیا کا فاتح بنا دے تو تجھے اللہ پوری دنیا کا فاتح بنا دیتا۔

جی ہاں دیکھا آپ نے یہ اللہ والوں کی شان ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام ہے کہ اللہ والوں کے در کی مٹی لباس بھی بابرکت ہوتے ہیں مگر بات عقیدے اور یقین کی ہے۔جتنا یقین مستحکم ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ فیض بھی عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کے کرتہ مبارک کی برکت اور فیض کو قرآن کریم نے بھی بیان فرمایا ہے۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کی برکت اور فیض کا مفصل تذکرہ ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حدیث پاک میں بھی ہے کہ رات کے اندھیرے میں دو صحابی رسول گھر جانے لگے تو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم گھر جانا چاہتے تھے مگر ہمارے پاس روشنی نہیں ہے۔اللہ کے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ سامنے پڑی چھڑی اٹھا لاؤ۔نبی پاک ﷺ نے رحمت والے ہاتھ پھیر کر چھڑی صحابہ کرام کو عطا فرمائی تو وہ چھڑی روشن ہو گئی اور اس کی روشنی

میں صحابہ کرام اپنے گھر کو تشریف فرما ہوئے۔

اسی طرح کا ایک بہت مشہور واقع ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم ﷺ موئے مبارک تھے۔ جن کی برکت سے حضرت خالد بن ولید نے سو سے زائد جنگوں میں فتح حاصل کی۔

قارئین کرام!۔

معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے نسبت والی ہر چیز اکسیر کا کام رکھتی ہے۔ شاعر کہتا ہے مجھے حضرت بابا جھاگوی ؒ کی دھرتی سے، درو دیوار سے، آپ کی ذات والا سے بے حد محبت ہے۔ حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ تعالی کا چہرہ ہر وقت سامنے محسوس کرتا ہوں۔ گویا آپ کی تصویر ہر وقت میرے دل کے آئینے میں رہتی ہے اور دل بے قرار اور ہر وقت آپ کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے۔ حضرت سلطان باہو نے اسی تڑپ کی تصویر کشی فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

اے تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ہو
اتناں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کتھے دل بھجاں ہو
مرشد دا دیدار ہے باہو میتوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

"یعنی میں مرشد کے دیدار سے سیر نہیں ہوتا ہے، کاش میرا یہ سارا بدن آنکھ بن جائے اور ہر روئیں کے ساتھ لاکھ آنکھ پیدا ہو جائے تا کہ ایک بند کروں تو دوسری کھل جائے۔ پھر بھی کسی طرح مجھے قرار نہ آئے تو بھاگ کر کہاں جاؤں؟ باہو!۔ مرشد کا جو دیدار ہے وہ میرے لیے لاکھوں کروڑوں حج کے برابر ہے۔"

الغرض مرید صادق کے لیے اپنے مرشد کی زیارت ہی معراج ہوتی ہے۔ مرشد کا قول سکینہ قلب ہوتا ہے۔ مرشد کی محفل ابر رحمت ہوتی ہے۔ مرشد پاک کے قرب میں آ کر ہر غم سے آزاد، ہر دکھ





سے دور، ہر آفت سے بری محسوس کرتا ہے۔ جلوت وخلوت، راز ونیاز میں، سوز وگداز میں، بلندی وپستی میں، خزاں وبہار میں، اپنوں میں اور اغیار میں، بحر امیں اور غار میں، نور میں ہو یا نار میں الغرض دل کی ہر پکار میں مرشد پاک کو سامنے تصور کر کے مرید صادق فنافی الشیخ کے درجے کو پالیتا ہے۔

## بدعقیدگی چھوڑ کر اولیاء کا دامن پکڑو۔

بے مراداں بے اولاداں کھل گئے قسمت والے باغ
دسدے رب دا راہ شریعت کردے دوزخ تو رہائی
طوطا شاعر ولی رب توں کردا جان اپنی قربانی

چودہ صدی والے ملاں پھیرن لوکاں دے دماغ او
منکر نبیاں منکر ولیاں دسدے شیطاناں دے راگ او
کردے کلمے تو محروم نہ ہی پڑھنا ہے درود
ربا ملاں تو بچائیں روکن راہ تیرے رحمانی

میرے دل دی ہے تمنا ولی رب دے دا درھوئے
میرا ہوئے جد جنازہ اسی در تے جاکھلوئے
نقشِ قدم ولیاں والے ربا سانوں تو چلائیں
کلمہ طیب سنگی ہووے ہردی موت ہوئے ایمانی

## تشریح ---

ہر پریشان حال، بے اولاد و بے مراد لوگوں کی قسمت کے وارے نیارے ہوگئے۔ اللہ کے ولی شریعت کی راہ میں حق ---- کی تلاش کر کے دوزخ سے رہائی پاتے ہیں۔

طوطا شاعر اللہ کے ایسے ولیوں پر اپنی جان قربان کرنے کو سعادت سمجھتا ہے۔ آج کے مولویوں نے لوگوں کے عقیدے خراب کرنا شروع کر دیے ہیں جو انبیا ءو اولیاء کے منکر بنا کر شیطان کی





راہ پر چلاتے ہیں۔ اے اللہ ایسے مولویوں سے بچا جو کلمہ اور درود پاک سے محروم کرتے اور تیری راہ سے ہٹاتے ہیں۔

میرے دل کی تو یہ آرزو ہے کہ جب میری موت آئے تو میرے مرشد کا آستانہ ہو اور میرا جنازہ ہو۔ اے اللہ ہمیں اولیاء کرام کے نقشِ قدم پر ثابت قدم رکھ۔ جب ہمیں موت آئے تو کلمہ طیبہ نصیب ہو اور ہر ایک کو ایمان کی موت عطا ہو۔

## تفصیل۔

شاعر نے عشقِ حقیقی کا تذکرہ حب ولی میں کیا ہے۔ اپنے آپ کو دنیا اور دنیا کے فریب اور منکرین اولیاء سے آزاد رکھ کر مدحت اولیاء میں مست نظر آتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اپنے آپ کو عالم بھی کہتے ہیں مگر اولیائے کرام کے منکر بھی ہیں۔ ایسے لوگ ہزار بار کلمہ پاک کا ورد بھی کریں مگر کلمے کے نور دم ورد اور معرفت حضور ﷺ سے نا آشنا ہوتے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کلمہ تو تمام مسلمان پڑھتے ہیں لیکن مردِ مومن کا کلمہ پڑھنے کا ڈھنگ نرالا ہوتا ہے اور اس کلمے کے اثرات عوام الناس پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

کلمے نال میں نہاتی دھوتی کلمے نال بیاہی ھو
کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ھو
کلمے نال بہشتی جانا کلمہ کرے صفائی ھو
مڑن محال انہاں نوں باہو جناں صاحب آپ بلائی ھو

یعنی مردِ مومن کلمے کے ذکر سے اپنے دل کو دھو کر پاک صاف بناتا ہے اور موت کے وقت بھی کلمہ پڑھتے ہوئے اس دنیا سے جاتا ہے اور کلمہ ہی اس کا جنازہ پڑھتا ہے اور قبر میں منکر نکیر کے روبرو جب کلمہ پڑھتا ہے تو اس کلمے کی بدولت اس کا معاملہ سنور جاتا ہے اور جنت میں داخل

ہو جاتا ہے۔آخر میں فرماتے ہیں کہ باہو جو کلمے کو ہی کامیابی ونجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ کسی مقام پر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے۔رومیِ کشمیر عارف کھڑی میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں:۔

لکھ واری جے عطر گلابوں دھویے نت زباناں
نام انہاں دے لائق نائیں کی کلمے دا گاناں

یعنی لاکھ بار کوئی کلمہ پڑھتا پھرے جب تک کلمے کے اسرار ورموز دل میں نہ اتریں دل روشن نہیں ہوتا۔

یاد رہے اولیائے کرام فرماتے ہیں جب کلمۂ حق کے طالب کا سارا وجود یادِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے تو اس کے وجود کے ساتوں اعضا ایک ہو جاتے ہیں۔یہی تمام اذکار کا مجموعہ ہے یعنی ذکر قربانی،ذکر سلطانی،ذکر روحانی،ذکر خفی،ذکر یخفی،ذکر نور اور ذکر حضور۔ان تمام اذکار کا ذاکر بارگاہ الٰہی میں مقبول منظور ہوتا ہے اور ہمیشہ خلوت میں رہ کر حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ذکر خفیہ دمبدم شد حق رفیق
غوطہ خور دن راز رحمت حق غریق

یعنی خفیہ ذکر والا ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کا رفیق ہوتا ہے اور رحمت میں غوطہ لگا کر غریقِ حق ہوتا ہے۔

## فنافی الشیخ،فنافی الرسول اور فنافی اللہ۔

اس وقت اصلاح تصوف میں طالبِ حق "فرد" ہو جاتا ہے۔تجرید وتفرید اختیار کرنے سے بھی یہی مراد ہے کہ اس مقام پر سالک کی عبادت محض تقلیدی نہیں رہتی بلکہ وہ تحقیقی سطح پر مصروف عمل رہتا ہے۔اس کے اعمال افکار،افعال،خیالات اور اس کی صلاحیتوں کا یہ عالم ہوتا ہے کہ انتہائی قوتیں اس کی معاون ومددگار ہوتی ہیں۔اس کی حرکات وسکنات سب ذات باری تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہیں۔جب مردِ مومن راہِ حق میں اپنے آپ کو تربیت کے لیے کسی بزرگ،اہل اللہ (ولی کامل) کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔





پھر جب وہ شریعت محمدی پر عمل پیرا ہو کر قلب کو اللہ کے ذکر سے زندہ کر لیتا ہے تو اسے اتباع رسول ﷺ "فنافی الرسول" کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک کر لیتا ہے اور اسے علم الیقین،عین الیقین سے آگے حق الیقین کی صفت حاصل ہو جاتی تو وہ فنافی اللہ اور عارف باللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور فنافی اللہ وہ ہوتا ہے جسے بقاباللہ کا مرتبہ حاصل ہو اور یہ اصل میں "غرق فی التوحید" کا مقام ہے۔

اس مقام پر اللہ اور اس کے بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور اللہ اس کو دوست رکھتا ہے فنافی اللہ عشق حقیقی کا آخری مقام ہے۔

دیدہ ام دریافتم بینم دوام
معرفت توحید فقرم شد تمام

حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں:۔

کلمے دی تداں پئی جد کلمے نوں پھڑیا ھو
بے درداں نو خبر نہ کائی دردمنداں گل مڑھیا ھو
کفر اسلام دا پتہ لگا جد بھن جگر وچ وڑیا ھو
میں قربان انہاں تو باہو جناں کلماں صحیح کر پڑھیا ھو

یعنی اس کلمہ طیبہ کا ادراک وشعور ہمیں اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہمیں اس کا صحیح مقام اور مرتبہ معلوم ہو۔جب سے مومن نے کلمہ طیبہ پڑھا ہے کلمہ طیبہ نے مومن کے دل میں جگہ بنالی ہے۔عام فہم لوگ کلمہ طیبہ کے اسرار ورموز کو کیا جانیں اور اس کی اصل ماہیت کو اہل درد ہی جان سکتے ہیں۔

قارئین کرام!۔

کلمہ طیبہ انسان کو شرک وکفر سے نکال کر دریائے وحدت میں تیراکی سکھاتا ہے اور اس تیراکی کے ذریعے بندہ ولامکانی کا سفر طے کرتا ہے اور بالآخر وحدانیت کے جلوں میں دیدار الٰہی سے روشناس

ہو جاتا ہے۔مکان سے لامکان کی طرف سفر اور اسرار کائنات آشکار ہوتے ہیں اور اس جلوہ حق کا اکثر اوقات گمان انسان پر یہ ہوتا ہے کہ اس کا اپنا وجود "وجود باری تعالیٰ" کے اندر پرتو بن جاتا ہے اور اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے۔تب جا کر وہ جدھر دیکھتا ہے اللہ ہی اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔

اسی کیفیت کو حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

## علم شریعت اور راہِ فقر۔

چونکہ کلمہ طیبہ کا صحیح ادراک کرنا اور کنہ کو مع احساس کے سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہو کر اس کا ذکر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔تو یہ انہی لوگوں کو زیبا دیتا ہے جنہوں نے اس کا تفکر کیا ہے اور تصدیق قلبی اور الایقان کلی کے ساتھ اسے ادا کیا ہے۔جو اس بحر وحدت میں مکمل طور پر غرق ہو کر اسرار و رموز کے معانی سے روشناس ہوتے ہیں اور ان میں مکمل طور پر محو ہو کر اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور انہی لوگوں پر کلمہ طیبہ کا صحیح اثر ظہور پذیر ہوتا ہے۔

حضرت سلطان باہو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے قائل ہیں۔آپ علم کے بغیر فقیری کو ضرر رساں تصور کرتے ہیں۔آپ کے خیال کے مطابق اس طرح ہزاروں سال کی عبادت سے غفلت دور نہیں ہوتی اور انسان خدا سے بیگانہ رہتا ہے۔آپ نے ایسے علم کو بھی بیکار و فضول قرار دیا ہے جس کے نتیجے میں محبت الٰہی حاصل نہ ہو۔آپ کا قول ہے کہ عشق کے بغیر نہ علم کا فائدہ ہے اور نہ عبادت کا۔عشق کے ساتھ ذکر و فکر بہت ضروری ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

ھو دا جامہ پہن کریندے اسم کماون ذاتی
نہ اوتھے کفر اسلام دی منزل نہ اوتھے موت حیاتی
شاہ رگ تھیں نزدیک لبھو ے پا دل اندر جھاتی





اساں اونہاں وچ او اساں وچ دور رہے قربانی

ذکر ھو کا لباس پہن کر اسم ذات کو حاصل کروں۔جہاں پر نہ کوئی کفر ہے۔نہ کوئی منزل اور نہ زندگی اور موت موجود ہے۔یہ سب کچھ شاہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے۔اپنے اندر جھانک کر ہم اس کے اندر موجود ہیں اور وہ ہمارے اندر موجود ہے۔پھر کس چیز کی قربانی باقی ہے۔

## قیمتی بات۔

دولت دنیا کی ہو یا ایمان کی۔جتنی زیادہ بڑھے گی نیند اتنی کم ہوگی۔فرق یہ ہے کہ دنیا کی دولت والا دنیا کی خاطر جاگتا ہے اور ایمان کی دولت والا آخرت کی خاطر بیدار رہتا ہے۔

(شیرازی البرکاتی)

## حضرت میاں محمد اسحاق کی حضرت خضر سے ملاقات۔

حضرت آئے بہک سے واپس اپنے گھوڑے تے سوار
آ کے پہنچے وچ دواریاں رستے ملیا اپنا یار
راستہ بند کیتا کل گلیاں نہ سی لنگنے دی وار
پکڑی واگ خواجہ خضر گلیاں دور تمام او
چلے حضرت دے ہمراہ خواجہ خضر او
راستے جاندے دواں اپنے کیتے کچھ کلام او
واپسی حضرت کولوں ہو کے میاں صاحب دیون دیدار او
مگر آندے میاں صاحب سن گھوڑے تے سوار او

## تشریح۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بابا جھاگوی رتی گلی بہک سے گھوڑے پر سوار ہو کر واپس اپنے گاؤں دواریاں بالا تشریف لا رہے تھے کہ عجیب منظر دیکھا سالک آباد شریف والے راستے میں دیوار کی لکڑ پڑی ہوئی ہے اور راستہ بند ہے۔ آپ کے ساتھ بڑے صاحبزادے میاں محمد اسحاق صاحب بھی تھے راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ خضر علیہ السلام وہاں حاضر ہوئے۔ آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور دونوں حضرات آپس میں کچھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دور جا کر پیچھے مڑ کر دیکھا لکڑیاں خود بخود خدا کے حکم سے ہٹ گئی اور میاں اسحاق صاحب بھی پیچھے گھوڑے پر سوار آ رہے تھے۔

## تفصیل۔

اولیائے کرام کے ہاں حضرت خضر سے "درجہ خضر" پر فائز شخص مراد ہوتا ہے لہذا کوئی شخص علم





کے بغیر کوئی اعتراض نہ کرے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:۔

اولیائے کرام قدست اسرارھم کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقی ہوتے ہیں آیا وہ خضر موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف اور صحابیت میں شبہ نہیں یا ہر دورے میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام خضر ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا اسی نام سے پکارا جائے گا۔ جیسے غوث کا نام عبداللہ و عبدالجامع اور اس کے دونوں وزیر دست چپ و راست کا نام عبدالملک و عبدالرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتاد اربعہ کا نام عبدالرحیم و عبدالکریم و عبدالرشید و عبدالجلیل۔ یونہی جو عہدہ نقابت پر ہو اسے "خضر" کہا جائے گا۔ اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ ایک جماعت عظیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی تائید کی ہے۔ "اصابہ فی تمییز الصحابۃ" میں فرماتے ہیں:۔

**قول بعضهم ان لكل زمان خضرا وانه نقيب الاولياء وكلما مات نقيب اقيم نقيب بعده مكانه ويسمى الخضر وهذا قول تداوله جماعة من الصوفية من غير نكير بينهم ولا يقطع مع هذا بان الذى ينقل عنه انه الخضر هو صاحب موسى عليهما الصلوة والسلام بل هو خضر ذالک الزمان ويؤيده اختلافهم في صفته فمنهم من يراه شيخا او كهلا او شابا وهو محمول على تغاير المرئى وزمانه والله تعالى اعلم۔**

بعض اولیائے کرام کا قول کہ ہر زمانے کے لیے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف نہیں اس قول کی موجودگی میں اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے ان کو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور

کسی نے جوان دیکھا۔یہ دکھائی دینے والے اور اس زمانے کے تغائر پر محمول ہے۔واللہ تعالی اعلم۔

اس ولی مسمی بخضر کا جمیع اولیاء سے در کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ افضل نہ ہونا ضروری ہے۔غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے یونہی امامین، یونہی اوتاد، یونہی بدلا، یونہی ابدال کہ سب یکے بعد دیگر باقی اولیائے دورہ سے افضل ہوتے ہیں۔

فتاوی رضویہ۔ج ۳۰۔ص ۸۶تا۸۷۔

اس کی تائید الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ میں مذکور صوفیاء کرام کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ:۔

الحسین بن یوسف الزبیدی من اهل الیمن من الصالحین له ذکر فی ترجمة عبدالعزیز بن عبدالغنی المنوفی وزعم انه خضر زمانه بناء علی ان لکل زمان خضرا۔

یعنی حسین بن یوسف زبیدی جو یمن کے اولیاء کرام سے ہیں۔ان کا تذکرہ عبدالعزیز بن عبدالغنی کے حالات زندگی میں ملتا ہے۔ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے خضر تھے۔یہ قول اس بناء پر کہ ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی خضر ضرور ہوتا ہے۔

الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ۔ج ۲۔ص ۱۸۹۔

اولیائے کرام اور علمائے عظام کے اقوال و حکایات سے معلوم ہوا کہ خضر اولیائے کرام میں وجہ نقابت کا نام ہے۔جو اس درجے پر فائز ہوتا ہے اولیائے کرام آپس میں اسے خضر کے نام سے پکارتے ہیں۔واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب ﷺ۔





## صفات حضرت بابا جھاگوی رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿الف﴾

الف اللہ نے غوث زماں تائیں قطرہ نور دا جدوں ظہور کیتا
نقش نبی کریم چلے حضرت وجہ عالی سخاوت دستگیر کیتا
حضرت بابا برکت اللہ جھاگ والے مولوی صاحب انھاں رتبہ تعلیم کیتا
سوہنی صورت مبارک اخلاق سوہنا سایا رب غریباں تے مقیم کیتا

﴿ب﴾

بے او۔ بندگی اللہ دی کرن اندر یک گھڑی کدی وی نہ آرام کیتا
رہن نت مشغول دن رات اندر اللہ ،اللہ دا ورد ہر مقام کیتا
رستے پانی نوں وی ٹھیک کرواندے رہندے سنت غریباں تے خوشحال میاں
بچہ رونے تے کھڑے ہوجاندے ترس سب یتیماں تے آپ کیتا

﴿پ﴾

پے او۔پھر پراں دے باج فقیر اڈے جناں باغ سخاوت دستگیر کیتا
لگے پھل در باجوں آئی خلقت لنگر دیوا حد شمار کیتا
ہوئے قحط سالی اناں فکر نہ ہی تیرے چہرے مبارک چمکار کیتا
سچائی تار ملائی اللہ نال یارو سچے غوث والئے سرکار کیتا

﴿ت﴾

تے او۔تڑپتے رہن دن رات عاشق جناں عاشق رب دے حبیب دی اے
نسخہ پڑھ قرآن بیان کیتا جت مومن دوائی طبیب دی اے
ہون تنگ طبیعت جس ویلے نوں حکم پڑھ بیان قرآن کیتا

کھلن باغ واگوں بیٹرے آن دل باج اللہ دے کوئی نہ گمان کیتا
ہوئی عاشق زلیخاں جیویں یوسف اتے جدے حسن زور کمال کیتا
طوطا رہیا مائیں دیدن الحاج کولوں جیدی صورت مبارک بے حال کیتا

## تشریح۔

شاعر نے چار حروف سے اپنی رباعیات کو شروع کر کے حضرت بابا جھاگوی رحمۃ اللہ علیہ کی صفات و مراتب ولایت کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔شاعر کہتا ہے الف سے اللہ جس نے زمانے کے غوث کو معرفت کے نور سے ظاہر فرمایا۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے قدم پر چل کر سخاوت اور عوام کی دستگیری میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔حضرت بابا برکت اللہ سرکار جھاگوی نے دینی تعلیم بھی اعلیٰ مقام حاصل کیا۔اس لیے آپ کو مولوی صاحب کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

آپ کی صورت مبارکہ بہت پیاری اور اخلاق بھی پیارا۔اللہ نے غریبوں پر آپ کا سایہ قائم فرمایا۔آپ نے ہر وقت رب کی بندگی کی کوئی گھڑی بھی اللہ کی یاد سے غفلت میں نہ گزاری۔دن رات ہر وقت اللہ اللہ کرنے میں مشغول رہے۔زمانے میں اللہ نے آپ کو مقام عطا کیا۔رستے میں چلتے ہوئے راہ ٹھیک کرنا،پانی کی نالی ٹھیک کرنا اور غریبوں کو خوش دیکھنا یہ آپ کو محبوب عمل تھا۔کہیں بچے کی رونے کی آواز سنتے تو فوراً کھڑے ہو جاتے اور یتیموں پر رحم بھی فرماتے۔

حضرت بابا جھاگوی کی طبیعت جب ناساز ہوتی تو قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔آپ کا دل باغ کی طرح کھل اٹھا۔اللہ کے بغیر کسی پر گمان نہ ہوتا۔اللہ کے ولی پروں کے بغیر اڑ سکتے ہیں جو سخاوت اور لوگوں کی دستگیری کرتے ہیں۔یہی تو معرفت کے پھول تھے۔جو مخلوق میں بے شمار حل لنگر تقسیم کیے۔قحط سالی ہونے پر انہیں فکر نہ ہوتی تھی۔آپ کے چہرہ مبارک کی چمک برقرار رہتی۔آپ کو غوثیت شہنشاہ بغداد سے ملی تھی





عشق خدا میں دن رات تڑپنا، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے عشق میں سے ہے۔نسخہ پڑھ کر قرآن سے دے رہا ہوں کہ جنت مومن کے لیے اور عشق مومن کی دوا ہے۔آپ کے دل کی تار ہر وقت رب سے ملی ہوتی تھی جس طرح زلیخا یوسف علیہ السلام کے بے مثل حسن پر عاشق تھی۔اس طرح طوطا شاعر بابا جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ کا عاشق تھا۔

## تفصیل۔

شاعر نے حضرت بابا جھاگویؒ کی عوام الناس سے محبت اور دنیا سے بے نیازی،اعمال صالحہ کی سرفرازی کو احسن انداز میں بیان کیا ہے۔
راقم ان تینوں صفات کو ان شاء اللہ قرآن وسنت اور ملفوظات اولیائے کرام کی روشنی میں بیان کر رہا ہوں۔

## اللہ کی مخلوق سے پیار و محبت۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔
**من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان ۔**
جس نے اللہ کے لیے محبت کی،اللہ کے لیے کسی سے بغض رکھا۔اللہ کی رضا کے لیے دیا اور اللہ کی رضا کے لیے ہی روکا تو تحقیق اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔
یعنی حب فی اللہ سب سے پہلا قدم ہے جو کہ محمود و مطلوب ہے۔اسی لیے حدیث پاک میں آیا کہ قیامت کے دن سات قسم کے لوگ اللہ رب العزت کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔جس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ان میں سے دو وہ ہوں گے جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے۔
اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

**المرؤ مع من احب ۔**

قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں جب ہم نے یہ حدیث نبی پاک ﷺ سے سنی تو ہمیں جتنی خوشی اس حدیث پاک کو سن کر ہوئی اتنی خوشی ہمیں زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی ۔ان کو نبی کریم ﷺ سے سچی محبت تو پہلے ہی تھی اس لیے جب یہ حدیث مبارک سنی کہ انسان آخرت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے دنیا میں اسے محبت ہوگی تو ان کو گارنٹی مل گئی کہ قیامت کے دن محبوب ﷺ کے قدموں میں جگہ نصیب ہو جائے گی ۔اس لیے وہ خوش ہو گئے ۔

آج بھی یہ چیز اسی طرح موجود ہے ۔اگر آج بھی کسی کو اللہ والوں سے اللہ کے لیے محبت ہو تو یہ حدیث پاک ان پر بھی صادق آسکتی ہے کیونکہ یہ حدیث پاک اب بھی اپنے فضائل کے ساتھ موجود ہے ۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہی کا ساتھ عطا فرمائے گا ۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

**والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم وماالتناھم من عملھم من شیء۔**

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور ان کی اولادوں نے ان کی اتباع کرنے کی کوشش کی تو ہم ان کی اولادوں کو قیامت کے دن ان کے ساتھ اکٹھا کر دیں گے اور ان کے اعمال کی کمی کو پورا کر کے وہی درجہ عطا فرما دیں گے ۔

**(الطور ۔آیت ۲۱ ۔پارہ ۲۷)**

آیت مبارکہ کے تحت مفسرین نے ایک بات تو یہ لکھی ہے کہ جو علماء و مشائخ کی اولاد ہے ان کے لیے اس آیت میں خوشخبری ہے کہ اگر ان کی اولاد اپنے والدین کی طرح تقوی و طہارت کی زندگی اختیار کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر نرمی فرمائے گا اور ان کو ان کے ماں باپ کے ساتھ ملا دے گا اور دوسری بات یہ لکھی آیت مبارکہ مذکور میں اساتذہ اور مشائخ عظام کے شاگردوں کے لیے





خوشخبری کیونکہ وہ بھی ان کی روحانی اولاد ہوتی ہے ۔اگر ان کو اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ سچی محبت ہوگی تو ان کا بھی اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ حشر فرما دیا جائے گا ۔

## مرشد سے سچی محبت کا فائدہ ۔

علمائے کرام نے تفاسیر میں لکھا ہے کہ جن دو بندوں کو اللہ کے لیے محبت ہوگی اگر ان میں سے ایک اپنے تقوی کی وجہ سے بڑا بلند پرواز ہوگا اور اونچے مقامات پائے گا اور دوسرا کوشش تو کریگا مگر پست پرواز ہوگا ۔اگر ان کو اسی محبت پر موت آئی ہوگی تو اللہ رب العزت قیامت کے دن اس پست پرواز والے کو بھی اس کے بلند پرواز ساتھی کا مقام عطا فرمائے گا ۔ سبحان اللہ ۔

اللہ کے لیے کی جانے والی محبت کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے ۔اس محبت کے سلامت رہنے کی دعا کیا کریں ۔کیا معلوم کسی اللہ والے کے ساتھ قائم کیا ہوا دینی تعلق قبول ہو جائے اور ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے ۔

معلوم ہوا کہ جس بندے کو اپنے شیخ کے ساتھ سچی اور کھری محبت کا تعلق ہوگا وہ قیامت کے دن اپنے شیخ کے ساتھ ہوگا اس کے شیخ کو اپنے شیخ کے ساتھ محبت تھی تو وہ ان کے ساتھ اس طرح یہ بھی اوپر پہنچ گیا ۔ان کو اپنے شیخ سے محبت تھی وہ اوپر پہنچے تو یہ بھی پہنچ گیا اسی طرح چلتے چلتے سب کو بالآخر صحابہ کرام میں سے کسی صحابی سے محبت ہوگئی تو یہ سب اسی صحابی کے ساتھ مل جائیں گے تو اس کو بھی نبی پاک ﷺ کا ساتھ نصیب ہو جائے گا ۔معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ محبت کرنے والوں کو قیامت کے دن نبی پاک ﷺ کے قدموں میں جگہ نصیب ہو جائے گی ۔

## اولیائے کرام کی شان۔

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ایک چیز پر نظر جمانے کا حکم دیا اور دو چیزوں سے نظریں ہٹانے کا حکم دیا ۔جس چیز پر نظر جمانے کا حکم دیا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

**واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولاتعدعیناک عنھم۔**

اور تو اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ سختی رکھ جو صبح وشام اللہ کی رضاجوئی کے لیے اس کو یاد کرتے ہیں اور تو اپنے نگائیں ان کے چہروں سے ادھر ادھر مت ہٹا۔

(سورت الکہف۔آیت ۲۸۔پارہ ۱۵)

قارئین کرام!۔

اب دیکھیے کہ اللہ تعالی اولیائے کرام پر نگاہیں جمائے رکھنا کا حکم دے رہا ہے۔معلوم ہوا کہ اللہ اللہ کرنے والے اللہ رب العزت کے ہاں اتنا بلند مقام پالیتے ہیں کہ پروردگار چاہتا ہے کہ ان کے چہرے پر نظر پڑے تو جمی رہے۔جو نظر ہٹائے گا تو دنیا کا طلبگار ٹھہرے گا۔اللہ تعالی اسی آیت مبارکہ میں فرماتا ہے:۔

**تریدزینۃ حیوۃ الدنیا۔**

کے مصداق ہم دنیا کی زندگی کی زیب وزینت کے چاہنے والے قرار پائیں گے۔

یہاں دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے چہروں پر نظریں جمانے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے چہروں کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے:۔

**الااخبر کم بخیار کم قالو بلی قال اذارئو واذکر اللہ۔**

انسان اپنی شکل کو ان کے آئینہ میں دیکھتا ہے جس کی وجہ سے احساس ندامت پیدا ہوتا ہے اور دھیان اللہ رب العزت کی طرف جاتا ہے۔اس لیے اللہ نے یہ بات پسند فرمائی کہ میرے پیارے بندوں کو لوگ محبت کی نظر سے دیکھتے رہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے ایک شاگرد تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میرے دل پر ظلمت





آتی تھی تو میں جاکر اپنے شیخ کے چہرے پر نظر ڈالتا تھا تو میرے دل کی گرہ کھل جاتی تھی۔یہ اللہ والوں کی زیارت کی تاثیر ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے دل نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اللہ والوں کے دل میں اللہ تعالی کی محبت اس قدر رچ چکی ہوتی ہے کہ جو بھی ان کے پاس بیٹھ جائے ان کے دل بھی اللہ تعالی کی محبت سے بھر جاتے ہیں۔

جن دو چیزوں سے نظریں ہٹانے کا حکم دیا ہے ان میں ایک غیر محرم کو دیکھنا ہے۔فرمایا:۔

**قل للمومنین یغضو امن ابصارھم ۔**

آپ ایمان والوں کو فرمادیجیے کہ آپ اپنی نظریں نیچی رکھو۔

(سورت النور۔آیت ۳۰۔پارہ ۱۸)

یعنی غیر محرم سے اپنی نگاہوں کو ہٹائیں۔

## دنیا سے بے نیازی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مال روپیہ مل جاتا ہے مسلمان ہو یا کافر۔ان کو دوسرے لوگ دیکھ دیکھ کر للچاتے ہیں۔اس لیے اللہ تعالی نے ان سے بھی نظریں ہٹانے کا حکم دیا۔چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

**ولاتمدن عینیک الی ما متعنابہ۔**

اور اے محبوب ان کو جو کچھ بھی ملا ہے آپ اس پر نگاہ نہ ڈالیں۔کیونکہ یہ چند دن کی بات ہے۔

گویا فرمایا کہ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے۔چونکہ جمال اور اور مال دونوں بندے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اس لیے اللہ رب العزت نے دونوں پر نظریں جمانے سے منع فرمادیا۔ان دونوں پر نظریں جمانے کے بجائے اللہ والوں پر نظریں جماؤ تمہیں اللہ کی محبت نصیب ہوجائے گی۔

عقل کے پاس خرد کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

کسی نے کیا خوب کہا:۔

کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

کسی نے خوب کہا:۔

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
کس نے سکھائی اسماعیل کو آداب فرزندی

جو کسی اللہ والے کی نظر کے سامنے چند دن گزار لیتا ہے تو وہ نظر ایسی تاثیر پیدا کر دیتی ہے کہ اس کی اپنی نظر بھی کام کرنا شروع کر دیتی ہے۔سبحان اللہ۔

آنکھوں میں بس گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

قارئین کرام!۔

یاد رہے کہ اللہ والے لوگوں سے میل جول، رابطہ اور محبت صرف اور صرف اللہ تعالی کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جو بھی مسلمان آتا۔آپ کی نگاہ پاک کے اثر کی برکت سے راہ ہدایت نصیب ہوتی اور جو غیر مسلم آتے حضرت بابا سرکار جھاگوی کی نگاہ پاک کی برکت سے ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جاتے۔





## سخی سرکار جھاگوی (ماہیا)۔

چڑیاں بولن بہار دیاں
رب منظور کرے دعاواں جھاگوی سرکار دیاں
سر دستار نرالی اے
جگ وچ ولی رب دا ہوئی دنیا سوالی اے
بابا داڑھی چٹرال ہوئے
ولی دی کرامت پتھراں تھی لال ہوئے
منگ دی میں مراداں نی
بے اولاداں نوں منگ دیتیاں اولاداں نی
گڈی چلی اے مدینے نوں
خلقت تڑپ اٹھی دیکھو جھاگوی نگینے نوں
سونے روپ سدائے نے
حضرت حج کارن چل عرب سدائے نے
تو جے حج نوں رواں ہوئے
رب دو لعل دیتے گھر آندیاں عیاں ہوئے
آئے بنگلے اس واری
سن کے حضرت دا جمع خلقت ہج ساری (بھائی ۔)
ملاں جا کے حضوراں نوں
واہ تقسیم ہوئی لوگ ڈکھی کھجوراں نوں
سیاں دو دو آئیاں نی

حضرت خود وڈے نال دین کوائیاں نی
تحفہ عرب تو آیا اے
اسانوں بڑیک نئی سوہنے سب نوں سنایا اے
ہویا اساں تھی کنارا اے
حضرت جھاگوی دا لگے سوہنڑا چپکارا اے

گڈی چلے اتے آئی ہوئی اے
کرامت حضرت دی سب لوکاں آزمائی ہوئی اے
کوئی سیب نی کھلیا اے
جھاگوی حضور سنداء راز نبی نال ملیا اے

## تشریح۔

جس طرح موسم خزاں کے گزر جانے کے بعد بہار آتی ہے۔ ہر طرف پھول لہلہاتے ہیں اور ہر طرف سرسبز وشاداب منظر دیکھ کر پرندے خوشنما آواز میں خالق بے نیاز کی تعریف کرتے ہیں بالکل اسی طرح جب پروردگار اپنے بندوں پر مہربان ہوتا ہے۔ اپنے بندوں کی خستہ حالی دیکھ کر اسے رحم آتا ہے تو اپنے بندوں کے خزاں نما دلوں کو معرفت کی بہار عطا کرنے کے لیے انہیں میں سے اپنے خاص بندوں کا انتخاب فرماتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آخر میں ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس دین کو دوبارہ سے زندہ کرے گا۔ زمانہ گواہ ہے کہ حضرت قبلہ بابا سرکارِ جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا ایسے دور میں ظہور پذیر ہوا ضروری تھا جب مخلوق جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی ۔بالخصوص نیلم ویلی





میں سب سے پہلے آپ نے ہی دین کی تبلیغ، وعظ ونصیحت، محافل ذکر اور مدارس کے ذریعے عوام الناس کو جہالت کی تاریکیوں سے دور کرکے دین وایمان اور راہ حق اور خشیت وللّٰہیت سے روشناس فرمایا۔
اگلے مصرع میں شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بابا جھاگوی سرکار رحمہ اللہ کی اپنے مریدوں اور عوام الناس کے لیے کی ہوئی محنت اور دعاؤں کو اپنے بارگاہ ایزدی میں قبول فرمائے۔

## دستار مبارک۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے عمامہ پہنو حلم بڑھے گا۔ عمامہ تمام ملائکہ کی سنت ہے اور تمام انبیا کریم کی سنت ہے۔ بابا جھاگوی کیونکہ فنا فی الرسول تھے اس لیے آپ کے سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ شریف سجا رہتا تھا جو آپ کی پہچان بن گیا۔
شاعر کہتا ہے کہ باباجی کے عمامہ کو اللہ نے وہ مقام بخشا تھا کہ بڑے بڑے لوگ آپ کے سامنے زانوئے تلمذ کرتے اور عجز وانکساری میں ادب بجالاتے ہوئے جو بھی سوالی بن کر آیا اللہ کے فضل وکرم سے بامراد ہو کر واپس گیا۔

## داڑھی مبارک۔

بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ داڑھی مبارک آدھی سفید اور آدھی کالی تھی یعنی آپ کی داڑھی تقریباً چار انچ تھی اور داڑھی اتنی خوبصورت تھی کہ آپ کا چہرہ مبارک حسن میں بے مثال تھا۔ آپ کے چہرہ مبارک کو جو بھی دیکھتا آپ کا دیوانہ ہو جاتا اور آپ کی زبان مبارک سے جو بھی بات نکلتی ضرور پوری ہوتی۔ آپ صاحب لفظ تھے۔ جس طرح دو سفید پتھروں میں لال لکیر اپنی پہچان اور نہ مٹنے کا پتہ دیتی ہے بالکل اسی طرح آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا لفظ بھی انمٹ ہوتا۔ ہر لفظ ایسا کہ جیسے پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔ راقم یہاں کچھ اپنے دل کی ترجمانی بھی نقل کرنا چاہتا ہے۔

ہر بول میں عجب رعنائی ہوتی ہے

جیسے پتھر پہ لکیر آئی ہوتی ہے
آپ کے ہر لفظ میں یقیناً بھلائی ہوتی ہے
سوالی بن کر درپہ دنیا آئی ہوتی ہے
اپنی محبت میں فنا کردے اے بابا جھاگوی
شیراز ی جب تیرانام لیتا ہے جان لبوں پہ آئی ہوتی ہے
لے لو اپنی نگاہ میں صدقہ محمد مصطفیٰ
آپ کی نگاہ میں ساری خدائی ہوتی ہے

آج بھی اکثر بزرگ لوگ یہی کہتے ہیں کہ جولوگ بابا سرکارِجھاگوی رحمہ اللہ کے چہرے کی زیارت کرنے یا وعظ ونصیحت، ذکر وفکر اور آپ کی صحبت میں جوانوار تجلیات تھیں۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آج تک ایسی محفل یاایسا سکون کسی اور آستانے سے میسر نہ آسکا۔

شاعر کہتا ہے:۔

باباسرکارِجھاگوی رحمہ اللہ جب مدینہ منورہ جانے کاارادہ فرمانے لگےتو بے شمار لوگ اکٹھے ہوگئے اوربابا جی کوالوداع کیا۔جب آپ حج سے فراغت کے بعد واپس گھرتشریف لائےتو آپ کے دیدار کے لیے پھر بے شمار لوگ جمع ہوگئے۔باباجی نے عرب سے لائی ہوئی کھجوریں وغیرہ تحفہ سب میں تقسیم کیا۔

قارئین کرام!۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ اللہ والوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے" الااخبرکم بخیارکم قالوا بلی قال اذا رئوو ا ذکر اللہ " کہ جب ان کے چہرے پرنظر پڑے تو اللہ یاد آجائے۔ ویسے تو ہر بندہ اپناچہرہ خوبصورت رکھناپسند کرتا جس کے لیے درجنوں جتن کیے





جاتے ہیں۔کوئی صابن،کوئی تیل اور کوئی سرخی پاؤڈر وغیرہ کا استعمال کرتا ہے مگر چند لمحوں بعد ساراحلیہ بدل جاتا ہے مگرقربان جائیں اللہ والوں کے چہروں کی کشش اورنورانی صورت پر جن کے چہرے کو سجدے کے نور،اللہ تعالیٰ کی بندگی کی برکت اور رات کے پچھلے پہر بیدارہوکراپنے خالق حقیقی سے راز ونیاز اور سجدے میں آنسوں بہانے سے رحمت الٰہی کی برسات اورقرآن پاک کی تلاوت کے نور سے ان اہل اللہ کا ظاہر وباطن باقی مخلوق میں سب سے ممتاز ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت بابا جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دن رات اللہ،اللہ کرکےاور عشق حقیقی میں وہ رنگ پایا کہ آپ کی زیارت کرنے والا بس آپ کے رخ زیبا کا شیدائی نظر آتا تھا۔

## حضرت بابا جھاگوی کے چار جگر پارے۔

لال نگینے شفیع صاحب ہن مجلس بیٹھے ہوئے
چمکے پُھل گلاب دے واگوں ہنجوں بھر بھر روئے
دو دل بند ولائت رہ گئے وچ تعلیم پیارے
غوث زماں نے نہ سدیا انہاں نوں وقت تعلیم نہ ہارے
میاں وحید صاحب نے آخر باپ دیدار کرایا
کول امی دے عشرت عیشاں اپنا وقت لنگایا

## تشریح ۔

شاعر اپنے ان اشعار میں حضرت قبلہ عالم بابا جھاگوی رحمہ اللہ تعالی کے پانچ جگر پاروں میں سے میاں محمد اسحاق صاحب کے علاوہ کے بارے میں حضرت باباجی رحمہ اللہ کی وفات پر ان کی کیفیات بیان کر رہا ہے۔شاعر کہتا ہے:۔

میاں شفیع دامت برکاتھم العالیہ اکثر اپنے والد گرامی کی یاد میں روتے اور بار بار آپ کی آنکھوں میں آنسو آتے تھے ۔دو صاحبزادے زیر تعلیم تھے یعنی صاحبزادہ میں عبدالحمید رحمہ اللہ اور صاحبزادہ میاں محمد حمید الدین برکاتی دامت برکاتھم العالیہ۔یعنی یہ دونوں جگر پارے وصال کے وقت موجود نہ تھے جبکہ بابا جھاگوی رحمہ اللہ کے وصال مبارک کے وقت میاں عبدالوحید برکتی دامت برکاتھم العالیہ موجود تھے اور اپنے والد گرامی کا دیدار بھی کر رہے تھے۔





## آستانہ غوثیہ اورحضرت میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ۔

سالک آباد والی گدی اللہ کردے تو نرالی
خلقت ہوگی جب مجبور تے سارے ہوگے آن سوالی
میاں صاحب نے واگ اٹھائی رب نے گدی جاچمکائی
لوکاں مل گئی آن رہائی صدقہ جھاگوی بابے آنو

سدیا لوکاں جد لے آیا آن کے زیارت تے پہنچایا
شاعر عاجز تے زمانے حال غماں دا جا سنایا
جاگو بابا، جاگو بابا ،رولا ناحق دا بنایا
وداع کردو چوکی افسر غم چھٹی دی جانو

کیتی جو اپیل غریباں سن لئی رب دے سب جیاں
ساڈیاں چھٹیاں سب دلیلاں مقصد پوری دل دی آنو
جتے کردا نمبردار تے جتے کردا آن سپاہی
عزتاں والے بیٹھے عاجز عاجز ہوئے سارے آنو

## تشریح ۔

اے اللہ سالک آباد شریف کے آستانہ مبارک کو ہمیشہ سلامت رکھ اور اس آستانے کو سب میں ممتاز کر دے۔عوام الناس میں جو بھی پریشان ہوتا ہے وہ سالک آباد شریف کا رخ کرتا ہے۔ہر مجبور اور دکھی کو سہارا ملتا ہے۔بابا جھاگوی کے وصال مبارک کے بعد میاں محمد اسحاق صاحب نے جانشینی کا

حق ادا کیا۔لوگوں کوانصاف دلایا،محتاجوں کی مدد کی ۔بے سہاروں کوسہارا دیا،عوام الناس کوظالموں کے ظلم سے بچایا۔جن کوکوئی عزت نہیں دیتا تھاانہیں عزت ملی اورعوام خوش حال ہوئے۔

## تفصیل۔

## عقل کی اقسام۔

قارئین کرام۔اہل اللہ کے مطابق عقل دوطرح کی ہوتی ہے۔نمبرایک عقل معاش۔نمبردو عقل معاد۔

**عقل معاش** ----------وہ ہوتی ہے جودنیا کےفائدے سوچنے والی ہو۔آپ نے دیکھاہوگا کچھ لوگ دنیا کے معاملے میں بہت تیز ہوتے ہیں۔مگروہ دین کے معاملے میں کہتے کہ ہمیں تو کچھ سمجھ ہی نہیں ہے۔

**عقل معاد**----------اس کو کہتے ہیں جوہر چیز میں آخرت کی طرف رجوع کرنے والی ہو۔

انبیاء علیھم السلام دنیا میں عقل معاد لےکرتشریف لائے اور پھر ان کے صدقے ایمان والوں کوبھی عقل معادنصیب ہوئی۔یہی وجہ ہےاللہ والوں کے پاس بھی عقل معادہوتی ہےاوروہ بھی ہر چیز کوآخرت کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔یہی وجہ تھی کہ بابا سرکارجھاگویؒ نے لوگوں کوانصاف دلانا محتاجوں کی مدد کرنا،بے سہاروں کوسہارادینا،عوام الناس کوظالموں کےظلم سے بچانا بابا سرکارجھاگویؒ کو محبوب عمل تھا۔یادرہے عوام الناس کواگرکہیں سہاراملا ہےتو وہ چوکھٹ صرف اولیائے کرام کی ہی ہے جہاں سے ایمان قرآن کی پہچان،دنیاوآخرت کی پہچان۔الغرض اللہ اوراللہ کے رسول ﷺ کی پہچان نصیب ہوتی ہے۔یہ فیض آج تک جاری وساری ہےاوران شاءاللہ جاری رہےگا۔اس وقت پوری دنیا بالخصوص پاکستان وآزادکشمیر میں لاکھوں کی تعداد میں اہل اللہ ،محبین ،عاشقین ،مجتہدین ،علماؤفضلائے کرام ،مفتیان عظام ،مشائخ اور راہِ حق کے طلبائے کرام موجود ہیں۔ان کو بابا





سرکارجھاگویؒ کافیض آستانہ عالیہ اورمدارس کی صورت میں مل رہاہےاورملتارہےگا۔ان شاءاللہ عزوجل۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔یہ تو پھر اللہ کافضل جس کوچاہےوہ عطا کرے۔

(سورت الجمعۃ۔آیت۴۔پارہ۲۸)

## ولایت کی اقسام۔

یادرکھیں۔ولایت ایک کسبی چیز ہےاورنبوت وہبی چیز ہے۔کسبی چیز اس کوکہتے ہیں جومحنت کرکے حاصل کی جائےاوروہبی چیز وہ جواللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کےفضل وکرم سے بندے کوعطا ہوجائے۔کوئی بھی بندہ اگرمحنت کرےتو اللہ کا ولی بنا چاہےتو وہ بن سکتا ہے۔اس طرح ولایت دو طرح کی ہوتی ہے۔اول ولایت عامہ اوردوم ولایت خاصہ:۔

**﴿ولایت عامہ﴾**----------ہرکلمہ پڑھنےوالےکوحاصل ہوتی ہے۔ان میں جس نےبھی کلمہ پڑھلیا وہ اللہ کا دوست ہے۔چنانچہ قرآن کریم کافیصلہ ہے:۔

**اللہ ولی الذین آمنوا**

اللہ دوست ہےایمان والوں کا۔

سورت البقرہ۔آیت۲۵۷۔پارہ۱۔

مثال کےطورپراگر یہ پوچھاجائے کہ اس بھرمجمع میں اللہ کادشمن کوہےتو کوئی بھی کھڑانہیں ہوتا۔معلوم ہوا کہ یہاں اللہ کادشمن کوئی نہیں بلکہ سب اللہ کےدوست ہیں۔

**﴿ولایت خاصہ﴾**----------ولایت خاصہ یہ ہوتی ہےکہ انسان کےجسم سےگناہ سرزدنہ ہواور اس کےسرکےبالوں سےلےکرپاؤں کےناخن تک پورےجسم پراللہ رب العزت کےاحکام لاگو ہوجاتےہیں۔جوانسان ایسا متقی بن جائےاس کےبارےمیں اللہ تعالیٰ نےقرآن کریم میں فرمایا:۔

**ان اولیائه الا المتقون ۔**

بےشک اس کےولی وہ ہوتےہیں جومتقی ہوتےہیں۔

سورت انفال۔آیت ۳۴۔پارہ ۹۔

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ولایت خاصہ عطا فرما دیتا ہے ۔یہ ولایت خاصہ حاصل کرنے کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔اس محنت کا نام تزکیہ نفس ہے۔

## استقامت کی اقسام ۔

قارئین کرام ۔تزکیہ نفس یا اصلاح نفس کے بعد استقامت کا درجہ اہل اللہ کو نصیب ہوتا ہے۔استقامت کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ایک عام آدمی اور اللہ کے ولی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ عام آدمی بھی بڑے بڑے کام کر جاتا ہے ۔لیکن اس کو استقامت نصیب نہیں ہوتی لہذا ایک وقت میں وہ ایسی نماز پڑھے گا جیسی وقت کے ابدال پڑھتے ہیں اور اگلی نماز ایسے پڑھے گا جیسے وقت کا فاسق و فاجر پڑھ رہا ہوتا ہے ۔اس کی کیفیات میں بڑی اونچ نیچ ہوتی ہے ۔کبھی تو اس کی اللہ تعالیٰ سے ایسی لو لگی ہوتی ہے کہ اس کے سامنے گڑگڑا کر مناجات کر رہا ہوتا ہے اور آدمی کو اس پر رشک آتا ہے اور کبھی وہی انسان کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو مبتدی سالک کی کیفیات ادلتی بدلتی رہتی ہیں ۔اس کو ”تکوین احوال“ کہتے ہیں ۔لیکن صاحب نسبت لوگ وہ صاحب تمکین ہوتے ہیں اور ان کو استقامت حاصل ہوتی ہے اور وہ ہر حال میں ایک ہی راستے پر چل رہے ہوتے ہیں ۔دیس یا پردیس ،بلندی یا پستی ،سفر و حضر ،دن اور رات ،خزاں اور بہار ،گرمی و سردی ،امیری و غریبی ،دشمن اور دوست ،بھوک و پیاس ،خوشی یا غمی کے حالات ان کے معمولات میں رکاوٹ نہیں بنتے ۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۔

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے ۔

سورت حم السجدۃ ۔آیت ۳۵۔پارہ ۲۴۔

استقامت اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے اور یہ استقامت اصلاح نفس کے بعد حاصل





ہوتی ہے۔

قارئین کرام!۔

حضرت بابا سرکار جھاگویؒ کو اللہ تعالیٰ نے استقامت کی دولت عطا فرمائی تھی ۔اس لیے دیس ہو یا پردیس اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا ۔دن ہو یا رات ہو اللہ ھو کی صدائیں ہمیشہ بلند رہتی تھیں دواریاں شریف ہو یا جھاگ شریف ،ٹھمقام میں ہوں یا ڈمرولی شریف ،مظفر آباد میں ہوں یا راولپنڈی جہاں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھیں ،مریدین عاشقین کا جم غفیر سائل بن کر آتے اور دولت ایمان سے مالا مال ہو کر جاتے ۔حضرت بابا سرکار جھاگویؒ آسمان ولایت کے وہ عظیم درخشندہ مثل ستارہ تھے ۔آپ جہاں بھی تشریف فرما ہوتے مردہ دلوں کو نور معرفت کی دولت سے آباد فرماتے ۔

## مریدین کے لیے نصیحت ۔

حضرت بابا سرکار جھاگویؒ اپنے قابل مریدوں کو یہ نصیحت ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ کا دوست بننا ہے تو لوہے کا لنگوٹ باندھ لیں ۔

- ......اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔
- ......اپنی زبان کی حفاظت کریں۔
- ......اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں۔
- ......اپنی دل و دماغ کی حفاظت کریں۔

جن جن اعضا سے گناہ سرزد ہوتے ہیں ۔ان کی حفاظت کرے گا تو یقیناً کچھ عرصہ کے بعد وہ انسان روحانی طور پر پہلوان بن جائے گا بلکہ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ وہ اللہ کا ولی بن جائے گا۔

قارئین کرام!۔ مرید صادق کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مرشد اقوال احوال وعظ و نصیحت اور

ارشادات گرامی پر عمل کرے۔تا کہ منزل مقصود تک رسائی ہو سکے۔

## سجادہ نشین حضرت میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ کی شان۔

ان اشعار میں سجادہ نشین صاحب کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔حضرت بابا سرکار جھاگوی کے جانشین اول پیر طریقت رہبر شریعت الحاج میاں محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ تھے۔انوار برکاتیہ میں سجادہ نشین صاحب کے تقرر کا معاملہ یوں درج ہے:۔

استاذ یوسف شاہ صاحب ڈاکٹر راجہ شبیر کے والد گرامی رینج آفیسر راجہ محمد حسین کی زبانی بیان کرتے ہیں (تفصیل واقعہ استاذ یوسف شاہ صاحب کے تاثرات میں "جانا ضروری ہے" کے عنوان کے تحت ملاحظہ کیا جائے)۔راجہ محمد حسین بہت ہوشیار اور باتیں نکالنے اور کریدنے میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ان لوگوں سے حالات معلوم کرنے کا بڑا ملکہ تھا۔راجہ محمد حسین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قبلہ عالم کی بارگاہ میں عرض کی۔مجھے بتائیں آپ کا جانشین کون ہوگا۔آپ نے ارشاد فرمایا یہ شریعت میں ہے۔نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں جو میرا بڑا بیٹا ہوگا وہی میرا جانشین ہوگا۔یہ میرے بڑے بیٹے کا حق ہے۔گدی نشین وہی ہوگا۔استاذ یوسف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب نے کسی کا نام نہیں لیا۔اگرچہ اس سے میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالی ہی مراد تھے مگر اس کے باوجود کسی کا نام نہیں لیا۔

انتقال سے کچھ عرصہ قبل حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے میاں محمد اسحاق برکتی رحمہ اللہ تعالی کو سجادہ نشینی کے لیے متعین کر دیا۔خواجہ غلام محی الدین فرماتے ہیں۔میں نے عرض کی حضرت مجھے یہ بیڑا ڈوبتا ہوا نظر آرہا ہے لیکن ایک بات کا مجھے بہت افسوس ہے؟۔حضرت قبلہ عالم مولانا محمد برکت اللہ قدس سرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ وہ کیا بات ہے۔میں نے عرض کی آپ نے ہم مرید لوگوں کے لئے کوئی سہارہ نہیں بتایا۔آپ کے چہرے پر حیرانی کے تھوڑے سے آثار نمودار ہوئے۔آپ نے فرمایا تم نے نہیں دیکھا۔میں نے عرض کی حضرت میں کیا دیکھ سکتا ہوں۔فرمانے لگے میاں محمد





اسحاق وفادار لوگوں کی دیکھ بھال کے لئے کافی ہے۔

اب میاں محمد اسحاق برکتی سجادہ نشین مقرر ہو چکے تھے اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی موجودگی میں ہی آپ کو بیعت کرنے کی اجازت مل چکی تھی۔سجادہ نشینی کے سلسلے میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے مذکورہ بالا فرمان کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کریں گے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ ایسا فرمانے میں کیا حکمت تھی۔کیونکہ حضرت قبلہ عالم کے الفاظ سے جو تاکید سمجھ آرہی ہے وہ کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے۔یہ اشارہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہی حل ہو سکتا ہے۔

انوار برکاتیہ۔ج ۲۔ص ۱۶۴۔

## پاک دامنی کے فوائد۔

سیدی مرشدی حضرت بابا سرکار جھاگوی کا اپنے مریدین کو جو اکثر نصیحت فرماتے کہ اپنی شرمگاہ زبان،آنکھ اور دماغ وغیرہ کی حفاظت کرو۔قرآن وسنت کی روشنی میں اظہار کر رہا ہوں تا کہ عبرت حاصل ہو۔

زنا کرنے کے چھ نقصانات ہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ زنا کرنے کے تین نقصانات دنیا میں ہوتے ہیں اور تین آخرت میں ہوتے ہیں۔دنیا میں تین نقصانات یہ ہوتے ہیں۔

اس بندے کے چہرے کا نور زائل ہو جاتا ہے۔اس کے چہرے سے پھٹکار اور نحوست برستی ہے۔

اس کے رزق کو تنگ کر دیا جاتا ہے۔وہ ہر وقت قرضوں میں جکڑا رہتا ہے۔

اللہ رب العزت اس کی عمر کو کم کر دیتا ہے۔

آخرت کے تین نقصانات یہ ہیں۔

اللہ رب العزت قیامت کے دن اس بندے کے ساتھ غصہ کے ساتھ پیش آئیں گے۔

اس کا حساب اللہ تعالی سختی کے ساتھ لے گا۔

اس کو جہنم میں بڑی لمبی مدت کے لیے رہنا پڑے گا۔

اس لیے موت سے پہلے پہلے اس گناہ سے توبہ کر لینی چاہیے۔ تین آدمی قیامت کے دن محروم۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے نہ تو کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔

جھوٹ بولنے والا بادشاہ۔

بوڑھا زانی۔

فقیر متکبر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

**قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن ۔**

فرما دیجیے اے میرے محبوب۔ میرے رب نے فحش کاموں کو حرام فرما دیا ہے جو ظاہر بھی میں یا باطن میں۔

سورت الاعراف۔ آیت ۳۳۔ پارہ ۷۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جو ظاہر میں ہے ان سے مراد زنا کرنا ہے اور جو باطن میں ہے ان سے مراد یہ ہے کہ پوشیدہ طور پر اپنے شہوت کو پورا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو قسم کے فحش کاموں کو حرام فرما دیا۔ **تلک حدود الله** ۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔

سورت الطلاق۔ آیت ۱۔ پارہ ۲۸۔

حدیث پاک میں ہے:۔

**من غض بصره عن ما حرم الله عليه حرم الله عليه النار۔**

جس نے حرام چیز سے اپنی آپ کو بندھ کر لیا اللہ رب العزت اس کے بدلے اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دے گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین بندوں کو اگر جہنم میں بھی ڈال دیا جائے تو جہنم کی آگ ان پر کوئی اثر نہیں





کرے گی۔

- ...... کثرت سے تلاوت کرنے والا۔
- ...... کثرت سے مہمان نوازی کرنے والا۔
- ...... زنا سے بچنے والا۔

## سنہری اصول۔

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اگر ہم اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کریں گے اور غیروں کی عزت کو ہوس کی نظروں سے دیکھیں گے تو غیر بھی ہمارے عورتوں کو ایسی ہی ناپاک نگاہوں سے دیکھیں گے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ:۔

**ولا یحیق مکر سیئه الا باهله ۔**

اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤ والوں پر۔

سورت فاطر۔ آیت ۴۳۔ پارہ ۲۲۔

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص غیر محرم عورت پر قادر ہو اور اس کے باوجود زنا نہ کرے اور اللہ کے ڈر کی وجہ سے باز رہے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

## حضرت سلیمان بن یسار کا تقویٰ۔

الحمد للہ۔ اس امت میں ایسے ایسے اولیاء گزرے ہیں جنہوں نے پاک دامنی کے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ سلیمان بن یسار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کے پاس کثرت سے آتے جاتے تھے۔ ان کا شمار وقت کے محدثین اور صوفیائے کرام میں ہوتا تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ کسی عورت نے ان کی طرف گناہ کا پیغام بھیجا اور کہا میں آپ کی خوبصورتی کی وجہ سے آپ پر فریفتہ ہوں۔ اب موقع ہے لہذا آپ میرے گھر آجائیں تا کہ میں اپنی

حسرت پوری کرسکوں انہوں نے جواب میں فرمایا معاذ اللہ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ جب وہ رات کو سوئے تو انہیں خواب میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا سلیمان بن یسار میں تو اللہ کا نبی تھا۔ میرے ساتھ اللہ کی حفاظت تھی۔ جب میرے سامنے گناہ پیش ہوا تو میں نے کہا تھا معاذ اللہ لیکن نبوت کی حفاظت کے ساتھ کہا تھا۔ کمال تو تو نے دکھایا کہ ولی ہوکر وہ کام کیا جو وقت کا نبی کیا کرتا ہے۔

دل پر آزمائش اور مصیبت آنے کی وجہ۔

یاد رکھیں کہ اگر اماں حوا پھل کو نہ دیکھتیں تو آزمائش میں مبتلا نہ ہوتیں۔ اگر قابیل ہابیل کی بیوی کو نہ دیکھتا تو بھائی کے قتل کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر زلیخاں یوسف علیہ السلام کو نہ دیکھتی تو قرآن میں اس کے یوں تذکرے نہ ہوتے۔ یہ سب مصیبتوں میں اس لیے مبتلا ہوئے کہ ان کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ ہمارے مشائخ نے بھی یہی فرمایا کہ انسان کی نگاہوں کی وجہ سے اس کے دل پر مصیبتیں آیا کرتی ہیں۔





## ذمہ داری اشاعت۔ شاعری۔

ہاں ناواقف شہر لاہورے دل وچ شوق کریندا
کل غزال حضرت والی چھاپے دار کریندا
مل گئے صاحبزادے دونوں جناں ہمت دلائی
چھاپ کراناں ذمہ ساڈا کرنی محمد لکھائی
تمام نعت کرانی میں نے بل گئے لعل نگینے
جاری طوطا کرنا چاہوے اندر عید مہینے
اک حمیدالدین صاحب ہے دوجا عبدالوحید پیارا
جیناں نے خاص تعلیم دی خاطر چھڈیا وطن پیارا

## تشریح۔

شاعر عرض کرتا ہے کہ میرے دل میں ارادہ تھا کہ لاہور جاؤں اور اس شاعری کو کتاب کی صورت میں تیار کروں۔ مگر لاہور سے ناواقف تھی۔ کچھ عرصہ بعد بابا جھاگوی کے دو لخت جگروں سے ملاقات ہوتی۔ جناب علامہ میاں محمد حمید الدین برکاتی صاحب اور صاحبزادہ میاں عبدالوحید برکتی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ طوطا شاعر تم اپنی شاعری کو جاری رکھو۔ جب شاعری مکمل ہوگی ہم خود اس کو کتاب کی صورت میں تیار کروائیں گے۔ دونوں صاحبزادگان نے اپنی تعلیم کی خاطر اپنا دیس چھوڑا اور پردیس میں تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔

## ان کے فرمان پر اولاد کا تحفہ ۔

بچہ ہک میرا عمر داہ سالاں دی صورت حیرت والا
نام محمد دین رکھایا کھیل چلاکی والا
آخر ہار نصیباں ہوئی جگر نوں داغ لگایا
موسم بہار مہینہ بہادرا آخر چل سدایا
درد فراقاں تنگ کراکے دل غمناک کرایا
جاں لباں پہ آئی فراقاں رنگ میرا زردی بنایا
آخر موڑ نصیباں نے میتوں غوث زماں ملایا
مٹھی نال زباں مبارک حضرت سخن کرایا
جو کر عاجز حاضر خدمت جادیدار کرایا
رنگ تیرا زردی کیونکر ہویا مجلس وچ بتایا
عاجز نین برن لگے روندے نے عرض گزاری
بچڑے دے مرنے بعد حضر ت آگئی میری باری
نال فراقاں نال فراقاں جگر کباب بنایا
ساڑ اندر دی بجھ دی نائی بچڑے درد ستایا
جے کر میری زندگی کجھ دن باقی حضرت آئی
جیسی ڈالی چلی گئی حضرت منگ دیوئے رب الٰہی
اتنی گریہ زاری ہوئی حضرت ترس کمائے
شربت اپنے پیون کارن لا کر میتوں پلائے
شربت نال جو ساڑ اندروی میری بجھ دی نائی





بن اولاد ساڑ اندر دی زندگی ختم کرائی
قسمت جاگی عاجز والی غوث خوشی وچ آئے
عاجز مکھ دل نظر مبارک حضرت مسکرائے
اترن تخت پوشی تھی حضرت عاجز بوٹ رکھائے
آگیا وقت اولادی والا چہرہ چمک لائے
بازو میرے تھی حضرت صاحب ہاتھ مبارک دھرے
کافی اولاد دیوے اللہ کیوں تو فکر کردے
بچے نہ عمر وڈیری تیری کیون اتنا گھبرایا
مسکراندے تے چمکاندے منگ اولاد لایا

## تشریح ۔

جناب طوطا شاعر رحمہ اللہ نے اپنی اس نظم کو اس عنوان کے ساتھ معنون کیا "بامراد اولاد بہ غوث الزمان ۔ظاہر کرامت ۔باری تعالیٰ سے مانگ کر حقیر طوطا کو دینے والے"۔ہم نے مختصر عنوان کے لیے اپنی طرف سے نیا عنوان دیا ہے کیونکہ شاعر کا عنوان کافی طویل تھا۔

شاعر کہتا ہے محمد دین نامی میرے ہاں ایک بیٹا رب تعالیٰ نے عطا کیا تھا۔تقریباً دس سال عمر تھی ۔بہت ہوشیار چالاک اور تعلیم میں محنتی بیٹا تھا۔آخر میرے نصیب ہارے موسم بہار میں فوت ہوگیا۔اس بیٹے محمد دین کے غم نے مجھے نڈھال کر کے رکھ دیا۔ہر وقت بیٹے کی یاد میں رونے دھونے سے میرے اندر ہر وقت ایک آگ سی لگی رہتی تھی ۔دل میں غموں کا طوفان ہر وقت موجزن رہتا جو کبھی تھمنے کا نام نہ لیتا۔میرا جسم لاغر اور آواز خاموش اور رنگ زرد ہو چکا تھا۔آخر قسمت نے انگڑائی لی ایک دن اسی حالت میں بابا سرکار جھاگوی کی بابرکت خدمت میں حاضر ہوا اور اللہ نے غوث وقت سے

ملاقات کرادی ۔بابا سرکار جھاگوی نے میٹھی اور خوبصورت آواز میں میرے ساتھ ہمکلامی کی ۔بھری محفل میں حضرت صاحب نے پوچھا کہ اے طوطا شاعر تیری یہ کیا حالت دیکھ رہا ہوں؟ ۔بابا جی کے سوال پر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ۔جب کچھ دیر بعد میرے آنسو تھمے تو میں نے بارگاہِ غوث میں عرض کی کہ حضور میرا ایک ہی بیٹا تھا۔بڑا خوبصورت تھا۔اس کی موت نے میری ایسی حالت کر دی ہے لگتا ہے اب میری باری آگئی ہے ۔آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جیسا خوبصورت بیٹا مرگیا ہے ایسا ہی پیارا بیٹا اللہ سے مانگ کردیں۔

میری گریہ زاری اتنی زیادہ ہوئی کہ حضرت صاحب کو میرے حال پر رحم آگیا اور اپنے لیے لایا ہوا شربت مجھے پلا دیا۔جب شربت پیا تو میں نے عرض کی کہ حضرت شربت سے نہیں اولاد سے میرا دل ٹھنڈا ہوگا۔میری قسمت جاگ اٹھی ۔حضرت بابا جی خوشی سے تخت پوش سے نیچے اترے ۔میں نے آگے بڑھ کر جوتے پہنائے ۔بابا جی نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا۔میرا ہاتھ تھام لیا اور بازو پکڑ کر فرمایا پریشان نہ ہو۔تیری اتنی زیادہ عمر بھی نہیں ۔اللہ تعالیٰ تجھے کافی اولاد عطا فرمائے گا۔آپ کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اولادِ نرینہ سے نوازا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی





## سہ حرفی میاں محمد بخش صاحب

باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری
یار ملن دکھ جان ہزاراں شکر کراں لکھ واری
اُچی جائی نیوں لگایا بنی مصیبت بھاری
یاراں باجھ محمد بخشا کون کرے غم خواری
غم بیتے غم خوار نہ کوئی دل دیاں دساں کس نوں
جس دے پچھے یار کوایا مکھ نہ دے میتوں
کی کوئی حال میرے نال کیتا فیض دا قدر نہ کسی نوں
سوئی او جانے قدر محمدا من لگدی جس نوں
میرے بعد پریت لگائی چھوڑ گیا جس باندا
کھیڈنوں یاد نہ رہیا بیبا عمر دا روندا
دل بھر مکھ دکھاندا نہ ہی کس در جا کھلوواں
سجن دا در چھوڑ محمدا کس در جا کھلوواں
اڑئیں آپ لگائی یاری یاد کیا دل بہ نوں
بے پرواہ اُٹھ آیا کھیڈی اس ساڈی ڈر نوں

## داستان سسرال (کھٹیراں)

کیتی عنایت سسرال والی آن بندگی کے کج کم کیتا
وقت گزاردے آئے گھر مہمان دا بہتان کیتا
کھلے تے چمکدار چہرے رکھیا دور سخاوت دا زور کیتا
ساری عمر گزری وچ سادگی دے منع شرعی قانون نہ کوئی کم کیتا
دیتی رب مراد اولاد والی بچے بچیاں نال پائے مال کیتا
آئی موت جب عزیزالرحمٰن والی زخم جگر بے بہت بے حال کیتا
آئی موت جب بیٹے شمس الدین والی کمر بن کہ روٹی کھلاندے
پچھے تیریاں جدایاں بھی چوتا ں بیٹیاں دیا ں ڈاڈا مجبور کیتا
اتو بھائیاں نے تیر کمان لائے جیوے جگر دے دردنے کمال کیتا
شاعر دکھیا سینے تے داغ ہو یا وقت آخیر جدوں رواں کیتا
سائیں کھول بیان وفات والا نیکاں لوکاں دے آخر کی حال ہوئے
رہی کھلی زبان پچھان بالکل جیوین حسن حسین نہال ہوئے

## تشریح۔

شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سسرال پر بڑی عنایت کر رکھی تھی۔میرے سسرال نیک طبع اور نیک سیرت تھے۔اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق اور سخی بھی تھے۔ان کے گھر مہمانوں کا آنا جانا کثرت سے رہتا تھا۔کبھی بھی مہمان کے آنے پر چہرے پر شکن نہ پڑتا بلکہ مہمان کے آنے سے چہرے پر شادابی آجاتی اور خوب مہمان نوازی کرتے۔ساری زندگی سادگی میں گزاری۔کبھی بھی شریعت کے خلاف کوئی فعل نہ کرتے۔اللہ تعالیٰ نے صالح اولاد بھی دے رکھی تھی۔جو باپ کے





نقش قدم پر ہی رہی۔سسر صاحب کے بھائی عزیزالرحمٰن جب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو کچھ عرصہ بعد ایک بیٹا بھی فوت ہو گیا۔جس کا نام شمس دین تھا۔ان کی فوتگی پر بھی اللہ کے نام پر لنگر تقسیم کیا۔گھر میں جو بیٹیاں تھیں ان کی بھی شادیاں کروادیں۔اب گھر خالی لگنے لگا۔اتنے زخم سینے پر کھا کر بھی ہمت نہ ہاری۔آپ کی اولاد اور بھائی کے جگر پر زخم نے بے حال کر دیا تھا۔

# بھک کھبہ ناڑ تبدیل کرانے والی غوث زماں کے حکم کی تعمیل

آ سجناں دل لگانے کی کہانی سنائیں اک نرالی
چونکہ حضرت صاحب تیتوں بھک معاں سی کرالی
بھک کنڈورے تھی عاجز بندہ واپس بیٹھا دل آوے
سورج مول نہ چڑھیا آہ ھا عجب تماشا دکھاوے
چک کھوٹیاں والے حضرت مسجد آن چڑھائی
مسجد ان در اس دن حضرت بخاری آن چڑائی
کاری گر درویش چڑھاوے سید احمد کیچڑ بناوے
حضرت صاحب کیچڑ بناوے پیر تگے پیراوے
اپنی سفید شلوارمبارک ہاتھ دے نال تھمائی
ڈیوٹی کیچڑ بڑھاون عاجز خود کرائی
کیچڑ جج بوتیرا جج کر کہ حضرت نرم کراندے
خاص وفا رب دی عبادت خوشی دے چکر لگاندے
پیر مبارک دھوکہ حضرت صاحب بوٹ لگائے
نال زبان مبارک سخن غریب کرائے
کس طرف تھی آ کر تو نے اپنی جان پہنچائی
نال غریبی نال حلیمی عاجز عرض کرائی
اس ویلے حضرت صاحب اک اکیلے کول غریب کھلوے





اک سال مہلت مکدا ہے بندہ عمران تعمیل ہے میری
آ سسرال گماؤڑ بنایا مشکل نکھڑن آیا
ایہ گل حضرت ہے مجبوری تاں میں جواب سنایا
حضرت صاحب شجرہ سناون تو قریبی آ ساڈے
تیرے توں میرے قریبی ہے بہت جو سسرال تساڈے
آن سید احمد کیچڑ کارن بیلچے لے کر آیا
حضرت صاحب عاجز والا سارا بیان سنایا
بول سید احمد برادر میتوں بھک تبدیل کراوو
سخن مبارک گھر اپنے وچ خیر دی خبر کراوو

بند جوا بی ہویا جس ویلے حضرت نوٹ رکھایا
جے تبدیل نہ بھک کرائی بند فر یاد کرایا
نیک نصیباں لا کر میتوں اتھے آن پہنچایا
نیک نصیباں نیک مراداں فجری فقیر بلایا
برادرم عزیزم شمس الدین پیارے نوں جا کر کہانی سنائی
نکھڑن کر منظور بتایا چلنے دی بات نہ کائی
نکھڑن والے قصد کولوں دل غمناک بنایا
آکھ غریبا سخن مطابق کے نقصان اُٹھایا
اگے بھک گائے ایک سال اندرہو نقصان ہو جاوے
اس سال ایک گائے دو شاخ بکری دن بدن مر جاوے
اُٹھ غریبا کتھے لے جاویں کتھے فریاد کراویں

بے سسرال چھڈ کر جاندا نوٹ نہ مول رکھاویں
آخر مصیبت رہتے چلا دی دل و چ خواب کراندا
ہوئے نقصان بجیرے تیرے ہور نہ مول کرائیں
سنگ کرا کہ زوجہ اپنی نوں چھڈ دے عیال بچارے
پہنچ میاں صاحب دی خدمت دس نقصان توں سارا

چھوڑ وصال تو عاجز ہو کر عرض کرائی
میاں صاحب دل رحیم غریباں آپ رومال اٹھایا
منگ دعائیں یا رب سائیں بند نقصان کرایا
ہوئی تعمیل تبدل والی بھک میں اپنی چھوڑوائی
ہو کہ عاجز ہو کر عاجز زندگی بسر کرائی
کرامت میتوں میاں صاحب دی اس دن ظاہر ہوئی
بند ہوے نقصان میرے فرق نہ رہیا کائی
چھڈ تعمیر جو والد والی حکم فقیر سنایا
بھک سلاں و چ بن تعمیر اپنا وقت لنگایا
ہے تعمیر ولی احمد والی اس وچ کراں گزارا
سانوں سال مدت گزرچلدا نہ سی چارا
قبل دو سال تعمیر بنائی الگ ڈھارا کر کہ
طاقت اپنی نہ سی میری گاؤاں تھی میں ڈر کہ
غم بیماری ختم ہوئی تب گارڈ تساں سمجھایا
اتی طاقت نہ سی میری لوکاں چھپر چڑھایا





شکر خدا ا شکر خدا دا رب وسیلہ بنایا
عام غریباں میں جتے میاں بندے یا رب سبب بنایا

ہوئی درخواست فر آج بھک سلاں دی عاجز پھر گھبرایا
ہوی جو نسل میری تے پھر مقیم نہ پایا
ہے جو مدت ہر بندے دی سر تے کدی زور بجیرا
زندگی سب غریباں والی قائم کریں بسیرا
کہ تبدیل جو حضرت صاحب اتھے مقیم بہایا
خیر ہوی میرے مال انساناں پکا یقین دلایا
کیتا حکم جو حضرت والا ہے میں آج کراواں
ظاہر کرامت تب تک اُسی تھی میں گھبراواں

## تشریح --

بھک کھبہ نا تبدیل کرانے والی غوث زماں کے حکم کی تعمیل۔

شاعر کہتا ہے کہ آ پیارے دل کی ایک نرالی کہانی سناؤں۔غوث زمان نے بھک میں رہنے سے منع کیا اور حکم دیا کہ نیچے گاؤں میں واپس آجاؤ۔حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صبح سویرے میں گھر سے نکلا ابھی سورج بھی نہ نکلا تھا۔جب میں چک کھوڑیاں پہنچا تو کیا دیکھاہوں کہ حضرت صاحب مسجد بنوارہے تھے۔درویش نامی کاریگر مسجد کا کام کررہا تھا اور سید احمد کیچڑ بنا رہا تھا۔میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب نے اپنی سفید شلوار اوپر کی اور خود بھی کیچڑ بنانے میں مصروف ہوگئے اور میں بھی کیچڑ بنانے میں مدد کرنے لگا۔بار بار حضرت صاحب خوشی کی حالت میں مسجد کے اردگرد چکر لگاتے۔تھوڑی دیر بعد باباجی نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا آج صبح سویرے اتنی جلدی کس طرح آنا ہوا تو میں نے

عرض کی کہ حضرت ہر سال اس بھک میں میرا نقصان ہوتا ہے۔کم از کم ایک گائے ہر سال ضرور مرتی ہے۔آپ نے سید احمد کو بھی بلایا۔سید احمد ہاتھ میں بیلچہ لیے ہوئے قریب آ گیا۔باباجی نے حکم دیا کہ میرے گھر پر آنا وہاں پر ہی بات ہوگی۔راستے میں جاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ میرا ہر سال بہت نقصان ہوتا ہے۔جب میں سالک آباد پہنچا تو میاں محمد اسحاق صاحب سے ملاقات ہوئی۔آپ نے پوچھا کہ طوطا یہاں کیسے آنا ہوا تو میں نے ساری تفصیل بیان کر دی۔میاں محمد اسحاق نے حکم دیا کہ بھک کنڈورے چھوڑ کر سلاں بھک میں آ جاؤ۔ان شاء اللہ آئندہ آپ کا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا اور ساتھ دعا بھی فرمادی۔اللہ تعالیٰ نے میاں اسحاق صاحب جیسی ہستی کو وسیلہ بنایا اور میں نے اپنی بھک جب سے تبدیل کی اس کے بعد میرا نقصان ہونا بند ہو گیا۔یہ میاں محمد اسحاق صاحب کی کھلی کرامت تھی جو میں نے دیکھی۔





## حضرت میاں الف دین باجی رحمہ اللہ۔

پہلے صفت رب دی کرنی جدی ذات ہے لامکانو
بعد صفت اس دی کرنی جیھے نازل ہے قرآنو
چارے یار نبی دے پیارے چوتھا ہے علی مردانو

رتبہ اعلیٰ رب نے کیتا شہنشاہ دستگیر دا
جنڈراں ملک ہے نرالہ جیویں ٹوٹا ہے کشمیر دا
ریہاں ملک ہے موج سوہنڑں الف دین باجی فقیر دا

خبر ملی جب میاں صاحب دی شاعر کیتا جد پچھان
خواجہ انور تے گلزار عبدالحیی ہویا رواں
جا پہنچے کنڈی بھک تے پل سی بڑا خطرناک او
قدم رکھایا پل دے اتے ساڈا چکر ہے اوڑ آخیر دا

## تشریح --

شاعر اس چار بیتے میں حضرت میاں الف دین باجی رحمہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے اپنے ایک سفر کی روداد بیان کرنا چاہتا ہے۔شاعر کہتا ہے:۔

پہلے تعریف اس رب کی جس کی ذات لامکاں ہے۔بعد تعریف اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جس پر قرآن نازل ہوا۔چار یار نبی کے پیارے ہیں اور چوتھا ذات علی کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ رتبہ عطا کیا۔شہنشاہ دستگیر الف دین باجی کو جو گرمیوں میں نیلم ویلی میں جنڈراں بھک میں قیام

فرماتے ہیں ۔جنڈراں بہک بہت خوبصورت ہے۔عرف عام میں اسے کشمیر کا ٹکڑا کہتے ہیں ۔ایک دفعہ گرمیوں میں جب باجی الفـدین کا جنڈراں بہک میں آنا ہوا تو ہمیں خبر ملی ۔میں کچھ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔جن میں خواجہ انور اور گلزار اور عبدالحیی وغیرہ شامل تھے۔جاتے ہوئے کنڈی بہک میں ایک پل سے گزرنا پڑا جو کہ بہت خطرناک تھا۔بڑی مشکل سے گزرے۔یہ میرا آخری چکر تھا۔اس کے بعد کبھی نہیں گیا۔





# تپ گئی ہے تپالی

تپ گئی ہے تپالی ظلم جنگلاں والیاں مچایا
نائب صاحب ہویا ہمراہ تے ڈیرا آن ڈنے تے لایا
پہلا گارڈ آسا چنگا لڑ گئے میاں صاحب تے کندھے
میں کم عدل دا کراندا میتوں رب نے چیرمین بنایا کوکاں ظلمے تھی بچایا
صفت کیتی جد گرائیاں صفت کردا نمبردار
بند پرچی پچھے ایک اور سودا ہویا بے شمار
پہلا گارڈ آسا چنگا جس نے اے کم چنگا کرایا
جی کھل کول کے نقشہ مال دا بنایا
تپ گئی ہے ۔ ـــ
چھوٹا کر دے بستہ آئی درگاہ دی جی واری
نمبردار ہویا اک پاسے ممبر صاحب بھی نقل ماری
گا ڈا موڑ والا کتیا چھوری گل تے آ ن پہنچائی
اک بند ساڈی کر کہ بور جی آخر نکلے تے لائی
کتا مانے کولوں منگیا کتا اس بھی دیتا نہ کوئی
اک جوئے دے واسطے سارا کھنڈر ساڑ مو کلیا
تپ گئی ہے تپالی ـــ
طوطا کردا ہے ارمان جھاگوی ہوندا شیر جوان
ظلما نری نال سب توں ڈاڈی موت یارو رب تے عزرائیل
بنیا امیر تے غریباں تے زندگی سوال بنایا

ولی ساڈا اُٹھ گیا ویلہ ظلما آن کے پنجا پایا
میریاں کوئی نہیں سوُدا دادا جھاگوی رب نے چا چھپایا
تپ گئی ہے تپالی -----
جھاگوی رب نے چاچھپایا شیر بگا ہ باڑاں تھلیا
کدے مالا ں دا نقصان لوکاں کرے پریشانوں
ساڑے مالا دا گزارا ظالماں او بھی بند کرایا
رقماں ساڈے کولوں لے دُکھ والا لایا

## تشریح۔

شاعر نے اس چاربیتے کا عنوان ''تپ گئی ہے تپالی'' رکھا ہے اور تپ گئی تپالی سے ظلم کا حد سے تجاوز کرنا مراد ہے ۔دراصل یہ نظم جگر گوشہ سرکار جھاگوی، جانشین اول پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنا چاہتا ہے ۔اس کے دینی، سماجی اور سیاسی کارنامے کی وضاحت کرنا چاہتا ہے ۔نیز بتانا چاہتا ہے میاں صاحب کے سجادہ بننے کے بعد حالات کیسے سخت ہو گئے تھے اور پھر میاں صاحب رحمہ اللہ نے اہل علاقہ کے لیے کیسی کیسی خدمات سرانجام دیں۔

شاعر کہتا ہے کہ سرکارِ جھاگوی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد ہر طرف سے عوام پر ظلم وستم کرنا سرکاری محکمہ جات کا معمول بن گیا تھا۔لوگوں کو ناجائز تنگ کرنا ،رشوت خوری، ڈرانا دھمکانا وغیرہ ۔حیات زندگی عوام پر تنگ تھی ۔غریب سخت غربت میں جی رہا تھا۔سکون کا سانس لینا مشکل نظر آرہا تھا۔اللہ نے عوام پر جب کرم کرنا چاہا تو میاں محمد اسحاق صاحب کی صورت میں عوام کو عدل وانصاف عطا کیا۔دواریاں پائیں میں ڈنہ نام سے جگہ آج بھی مشہور ہے ۔اس دور سے لیکر آج تک وہاں سرکاری ریسٹ ہاؤس موجود ہے ۔جہاں سرکاری آفیسر وغیرہ آج بھی قیام کرتے ہیں ۔بالخصوص





محکمہ جنگلات والے قیام کرتے ہیں ۔بابا سرکار جھاگوی کے وصال کے بعد ڈنہ مقام پر ہمراہ نائب صاحب جنگلات والے آئے ۔لوگوں کو ناجائز تنگ کرنا شروع کیا ۔ساتے نامی ایک شخص سے کتا بھی مانگا مگر اس نے انکار کر دیا ۔اس نے میاں محمد اسحاق صاحب سے شکایت کر دی ۔میاں محمد اسحاق صاحب جو کہ اس وقت چیئرمین یونین کونسل تھے ۔آپ نے مداخلت کر کے جنگلات والوں سے عوام کو چھٹکارا دلا دیا ۔جبکہ اس وقت مال مویشی کا گزران وغیرہ بھی مشکل ہو چکا تھا ۔نقد رقم وغیرہ بطور رشوت عام ہو چکی تھی اور غریبوں کا جینا حرام کر دیا تھا ۔غریب کی دولت پر عیش وعشرت کرنا معمول بن گیا تھا ۔طوطا شاعر اس وقت کے لیے افسوس کرتا ہے جس وقت میں بابا سرکارِ جھاگوی کا زمانہ تھا ۔سچ کہتے ہیں جس ریوڑ کا کوئی رکھوالا نہ ہو ۔ایسے ریوڑ کو جنگلی جانور کھا جاتے ہیں ۔

## اللہ کے ولی کے حکم پر بھک کی تبدیلی۔

جدو حضرت صاحب میتوں تبدیل کیتا سی اس بھک باپ دادے
آرام کیتا سی اس بھک دے نال میں نہ بھی
ہویا حکم تے نہیں کیتا انکار بندیا
سوہنے رب والا نام تو پکار بندیا
پہلا سبزہ نہ ہی پھیا جو مال کھاوے موقعہ جا کہ ویکھیں اک بار بندیا
سوہنے رب والا نام تو پکار بندیا
نامی لالہ ہے لوہار جس نے وی(۴۰) گھر کیتے اوجھاڑ
اوی گھاس کٹائی تو بے زار سے بندے رکھے اک بار
سانوں آؤر سی حاجی مختار بندیا
سوہنے رب والا نام تو پکار بندیا
سب موڑی اپنے ادھار بندیا
سوہنے رب والا نام تو پکار بندیا
سب خوشیاں نے سانوں گنہگار کیتا
سلاں بھک دی سب توں لاچار کیتا
ہوئے سلاں والے ڈیرے سب تیار بندیا
سلاں والیا دا حق نہ مار بندیا
سوہنے رب والا نام پکار بندیا
رب موڑی آپ ادھار بندیا
کیتی زاری جد میں نے فرمی والا کیس آیا سی





واسطہ نبی دا میں نے خواجیاں پایا سی
بدلے واسطے نبی دے بیوی دیتی مار بندیا
جا کہ کیتی دواریاں دربار فریاد بندیا

## تشریح۔

شاعر حضرت بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد زمانہ کی گردش کا تذکرہ کررہا ہے ۔شاعر نے ان اشعار میں خود پر ہونے والے ظلم بیان کیے ہیں۔شاعر نے حضرت قبلہ عالم بابا جھاگویؒ کے انتقال کے بعد اپنے روحانی تعلق کا ذکر بھی کیا ہے۔شاعر کہتا ہے:۔

جب سے میرے مرشد پاک بابا سرکار جھاگوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے باپ دادا کی بھک سے میری بھک تبدیل کی ہے اس وقت سے میری زندگی سکون میں ہے۔اس دن کے بعد پھر کوئی نقصان نہیں ہوا۔میں اللہ کی حمدوثنا کرتا ہوں کہ جس نے ولی کامل کے ذریعے مجھ پر احسان کیا۔آپ نے جب بھی حکم کیا میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔لالہ لوہار نامی ایک شخص ہے اس نے بیس گھر تقریباً ویران کیے۔خود گھاس کٹائی وغیرہ سے بیزار تھا۔لوگوں سے گھاس کٹواتا تھا۔میں کیوں نہ اللہ کا ذکر کروں۔وہ خود ہی انتقام لینے کے لیے کافی ہے۔ساری خوشیوں نے ہمیں گنہگار کردیا۔سلاں بھک نے بھی لاچار کردیا۔اللہ کا ذکر کرو۔خود سارے ادھار لوٹائے گا۔فرم والے کیس پر جب میں نے گریہ زاری کی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا تو خواجہ نے نبی کریم کے واسطے کے سبب رحم کرنے کے بجائے میری بیوی کو زدوکوب کیا۔مجھے کوئی آسرا نہ ملا۔میں نے سیدھا دواریاں شریف زیارت پر شکایت کردی۔

## گاؤں کا ایک واقعہ۔

طو طا خان کرے بیا ن تے کولی مار جاندا پٹھانو
بیگم مار کہ محمد شاہ دی وطن نسدا خانو
غلطی ہو گئی محمد شاہ دی ساری کر دے تو بیانو

رقماں لیندا بے شمار تے رشتے دیندا اس نوں آنو
کیتی شاہ نے غیر عدولی جو پٹھان نہ قبولی
رقماں رشتے تھی انکار روندا فیردا فیر پٹھانو

چھوٹا کدا گریاں تے آ گئی بیگم آخر واری
فیصلہ اتھی اوکھا ہویا جلیاں مڑیاں
رفل برچھی ایک کلہاڑی چاقو رکھدا جیبے آنو

شاعر مول نہ دیکھیا اس نوں سنیا کیتا سب عیانو
مار کہ کولی بیگم تائیں رستے ٹریا جد پٹھانو
خوف دے ما رے لوکاں اس دے مول نہ چھیڑے کوئی اُنوں

پرچہ شاہ نے جد کرایا چوکی آفسر آن بہایا
دولت خانے ممبر صاحب دے ڈیرے آڑن اُنھاں نے لایا
چوکی آفسر اٹھمقامی او بھی انھاں نے بہایا





چوکی آفیسر اٹھمقامی اناں دورا آن کے لایا
خلقت گھیری آن سپائیاں عاجز کیتے سارے آنو

## تشریح

طوطا خان خود ایک سنا ہوا واقعہ بیان کر رہا ہے کہ محمد شاہ نامی ایک شخص سے کچھ غلطی ہو گئی۔ وہ یہ کہ محمد شاہ نے معمول بنا رکھا تھا کہ لوگوں سے رقم لیکر رشتے وغیرہ کرواتا تھا۔ ایک پٹھان اس کے پاس آیا۔ رشتہ پر ان بن ہو گئی کیونکہ محمد شاہ نے ایک رشتہ کے متعلق پٹھان کو دھوکہ دیا تھا۔ پٹھان نے غصے میں آ کر ایک ہاتھ میں برچھی اور دوسرے میں بندوق لی اور محمد شاہ کی بیوی کو قتل کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد پٹھان بھاگ گیا۔ لوگوں میں سے جس نے بھی دیکھا خوف کے مارے کسی میں اسے پکڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔ محمد شاہ نے جب بیوی کو مردہ دیکھا تو اس نے پرچہ کروا دیا۔ ممبر صاحب کے گھر پر پولیس نے ڈیرا ڈال دیا۔ چوکی افسر اٹھمقام کا رہنے والا تھا۔ لوگوں کو اس نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔

## شادی خانہ آبادی۔

وازہ والیاں رکھیا اس دعوے تو بیانو
واہ واہ بھلیا شیتا تیتوں کتھے جا چھپاواں
جدوں سالن تو بناویں روح نہیں ہوندا اس نوں کھاواں
جدوں چاول توں پکاویں پانی وچ رکھاویں
دیگچے باویں دھونے باجھوں میں دیکھا ساریاں نوں
قصہ چھڈ دے وازے والا ہوئی جگ وچ او مشہور
رولا شادی والا دس دے پیسے گندے آنو
عالم دین سارے کہندے پیسے دی سب صدام
مولوی جھگڑنے کو مکاون خود بھی پیسے او چکانو

## تشریح۔

شادی کا بیان۔

شاعر نے ایک شادی پر کچھ مزاحیہ شعر پڑھے جو کہ بہت مشہور ہوئے۔شاعر کہتا ہے۔ایک آواز میں بھی دے رہا ہوں یاد رکھنا۔باورچی اکثر بڑی شیخی مارتے رہتے ہیں۔بڑے پن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔حالانکہ سالن ایسا بناتے ہیں کہ کھانے کو دل نہیں کرتا۔جب چاول پکاتے ہیں تو صحیح طرح سے پانی خشک نہیں کرپاتے۔جن دیگوں میں پکاتے ہیں وہ اچھی طرح صاف بھی نہیں ہوتیں۔ میری یہ آواز جب لوگ سننے لگے تو جگ میں بڑی مشہور ہوئی اور ایک تماشہ شادی میں روپیوں کا بھی ہے۔مولوی دوسروں پر تنزح کرتے ہیں اور خود نکاح کے لیے روپے مختص کر کے آتے ہیں۔





## حضرت قالومیاں رحمہ اللہ۔

ڈونگی قبر تے اندھیرا غبار ہوی نبی امت دا سردار ہوی
پڑھو کلمہ تاں بیڑا پار ہوی کہو لا الا۔۔۔۔
اے کلمہ ہر دم جاری اے ہوئی جندراں وال کوٹلی توں تیاری اے
ہور حقیقت ساری اے کہو لا الا۔۔۔۔
اس قلعے دی صد روشناں یارو خواجہ خود ہی کرامت پائی یارو

صفت پروردگار دی جیدی دنیا تے بہار پیدا آخر نبی
کیتا سارے نبیاں دا سردار
چارے یار نبی دے پیارے ہک توں ہک ہے باکمال
دستگیر صاحب بغدادی ڈبدے بیڑے کر دے پار
رب دی ذات ہے بے پرواہ تے رحلت کل پیراں پائی
رحلت پا گئے سارے ولی
رحلت پا گئے کربلا وچ جیدی فاطمہ مائی
سوہنڑے سوہنڑیں شیر خدا دے صورت یوسف وانگ چمکار

## تشریح۔

شاعر کلمے کی عظمت کو بیان کر رہا ہے کہ بے شک سب نے زیر زمین جانا ہے۔گہری قبر میں اترنا ہے۔جہاں سخت اندھیرا ہے۔وحشت اور تنہائی بھی ہے۔رب کے ہاں سوال وجواب بھی ہیں۔ اعمال کا محاسبہ بھی ہے۔وہاں قبر میں ڈوبے ہوئے سخت طوفان میں نجات اس امت کے سردار نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہے۔اگر چاہتے ہو کہ بیڑا پار ہو تو کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔میاں کالو صاحب بہت بڑے اللہ کے ولی کامل گزرے ہیں۔جو سفر و حضر میں ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اس کلمے کے نور سے حضرت پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی غوث صمدانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کرامت پائی۔جو ہر وقت ذکر خدا میں معروف رہتے تھے۔تعریف اس خدائے بے نیاز کی جس کے نور سے کل جہاں میں بہار ہے اور تعریف اس محبوب خدا کی جو سارے نبیوں کا سردار ہے اور پیارے نبی کے چار یار ہر ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔اعلیٰ درجہ،بلند مقام اور با کمال تھے۔اس کلمے کے نور کی برکت سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ڈوبے ہوئے بیڑے کو کنارہ بخشا۔میرا اللہ بے نیاز ہے۔اللہ کے سارے ولی آئے وصال پاتے رہے۔کتنے حسین چہرے جن کے چہروں سے حسن یوسف چھلکتا تھا۔کربلا کی دھرتی پر اسی کلمے کی خاطر خاک میں مل گئے۔





## دنیا فانی۔

جی جی ہوئیاں فانی دنیا کوڑا ہے بازار
رحلت پا گیا ہے ناگا جیدی صورت ہے مزیدار
جی جی ہوئیاں فانی دنیا کوڑا ہے بازار
مائی صاحب بی بی زینب کوئی ہو جاندے بیمار
بیماری پنج مہینے اک دن ہویا ہے اسرار
زور کیتا آخر بیماری موت دا ہو جاندے شکار
بھج اٹھے دہیال برادر سارے ہو گئے بے قرار
نتاں منڈے بلّ تے بکرے نال نقدی بے شمار
ناغہ کرنی مہال اے تے گڈی جلدی ہوئی تیار
دسویں دن ہویا اتفاقہ تے کرم کیتا رب غفار
دتیا ں نتاں جو ی نیاں باقی کج نہ رہیا دار
جی جی ہوئیاں فانی دنیا کوڑا ہے بازار
رحلت پا گیا ہے ناگہ جیدی صورت مزیدار
کہندا ہے ناگا صاحب دادی تیتوں مرنا ہے ضرور
میرا مرنا تساڈے نال حکم ہویا ہے منظور

کہندی دادی پوتے تائیں جے میں مر گئی ہر کار
تو نے کرنا کے کج ہوی میتوں دس دیویں اظہار
تحسن دتا میاں بشیر صاحب میرا مرنا تیرے نال ہے

دنیا خانہ ہے چھڈ جانا دنیا پھلاں دی مثال
ولی آسا رب دا پیارا الف دین باجی یک وار
جدو دور ہوندا دراوے دا واہ کھل جاندا گلزار
جی جی ہوڑاں فانی دنیا کوڑا ہے بازار
واہ واہ شکل ہے نورانی بچپن عمری پرہیزگار
جی جی ہوڑاں فا نی دنیا کوڑا ہے بازار
مائی صاحب بی بی ز ینب سخن اے کیتا اظہار
میتوں نہ دیو تکلیف تے واپس مڑنا ہے ہر کار
جتنے دانہ پانی ختم کرنے سی سرکار
کوٹلی ہو جاندی تیاری باجی صاحب دی اپنی لاری
باجی صاحب میاں یونس تے میاں قاسم ہوئے تیار
ہمرا ہ جانا ہے عیال دے سفر ہے موسم بہار

رستے دسدا سخن ناٹگا ڈرائیور مر جاسی ہر کار
گڈی ہوئی روانہ جا کہ پہنچی آپ میدانوں
گزری جا کہ عقیل باغ تھی راولاکوٹ کیتا گزران
ظاہر دستا میاں بشیر صاحب گڈی گرنا ہے ہر کا ر
بابا جی صاحب دے صدقے بیڑا پار
چلیا سب عیال تے گری کیتے تک کمال
بابا جی صاحب دے اگے جا کہ کیتے کج سوال
منگدے گئے نی دعائیاں نالے منگدے رہے الوداع





انھاں تے با با جی کر دے عرضیاں بے شمار
جی جی ہوڑاں فانی دنیا کوڑا ہے بازار
واہ واہ شکل سی نورانی بچپن عمری پرہیز گار
سخن دے میاں بشیر نے ڈرائیور ہویا پریشان
جلدی گڈی لاتی بریک تے کھڑا ہو بیٹھا حیران

## تشریح --

کوٹلی والے سیدی مرشدی میاں الف دین باجی جوکہ اپنے دور کے بہت بڑے اولیائے کرام سے ہیں وقت کے غوث گزرے ہیں۔ان کی اولاد میں سے ایک ولی کامل باجی ایوب عرف کالو میاں صاحب جوکہ باجی الف دین رحمہ اللہ کے پوتے تھے اور باجی الف رحمہ اللہ نے اپنی موجودگی میں سجادہ نشین مقرر فرمائے تھے۔ان کے گھر والوں کی وفات اور کالو میاں صاحب کے پوتا پوتی کا ذکر ہے۔شاعر ان کے گھر والوں کی وفات اور کرامت دونوں تجلیاں کررہا ہے۔شاعر کہتا ہے کہ جتنا عرصہ کوئی زندہ رہے آخر موت ہے۔دنیا فانی ہے۔یہ عارضی دنیا جھوٹا بازار ہے۔اس دنیا نے ہر کسی کو دھوکہ دیا۔یہ کسی سے وفا نہیں کرتی۔آخر زندگی موت کی امانت ہے۔کوئی گر کر مرا اور کوئی بیمار ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔کوئی حادثہ سے۔باری باری سب نے اس دنیا سے جانا ہے۔کچھ مرنے کے بعد ایسے ہوتے ہیں کہ نام تک مٹ جاتا ہے اور کوئی یاد بھی نہیں کرتا اور جو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔مرنے کے بعد دنیا میں ان کا نام جاوداں رہتا ہے۔ان ہی نیک ہستیوں میں میاں الف دین باجی اور ان کا گھرانہ ہے۔جو آج بھی دنیا کے لیے اللہ کی رحمت سے کم نہیں۔یہ اھل اللہ حضرات گرمیوں کے موسم میں کوٹلی سے نیلم ویلی کا رخ کرتے ہیں۔ان کے پاس اللہ کی عطا سے بے شمار مویشی ہوتے ہیں اور گرمیوں کا موسم گزار کر سردی آنے سے پہلے واپس کوٹلی چلے جاتے ہیں۔اسی طرح بابا الف دین باجی کے دور میں کوٹلی سے نیلم ویلی گرمیوں میں آنا ہوا۔راستے میں آتے ہوئے مائی صاحبہ بی بی زینب بیمار ہو گئیں جوکہ

دیا قاتی۔

باجی القدین کے پوتے باجی میاں محمد ایوب عرف کالو میاں صاحب کی بیوی تھی ۔یہ بیماری تقریباً پانچ ماہ سے مسلسل تھی۔بیمار طویل بھی تھی اور شدید بھی۔بمع اہل دعیال سارے آپ کی بیماری کے سبب پریشان ہو گئے اور قبلہ حضرت میاں ایوب صاحب نے صدقہ خیرات نذر مانا۔کئی بیل بکرے اور نقدی صدقہ خیرات بھی دیے مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔آپ کے پوتے ناناصاحب کو دادی اماں نے قریب بلا کر وعظ و نصیحت کی ۔ناناصاحب (میاں محمد بشیر صاحب )نے عرض کی دادی اماں میرا اور آپ کا مر نا رب کے ہاں منظور ہو چکا ہے۔مائی صاحبہ نے فرمایا مجھے تکلیف میں نہ ڈالو اور مجھے واپس اپنے گھر کوٹلی روانہ کرو۔میاں محمد یونس صاحب اور قبلہ میاں قاسم صاحب کو واپس تیار کیا جوان کے ہمراہ سفر پر تیار ہوئے۔براستہ راولاکوٹ گاڑی کا گزر ہوا۔سخت گرمی بھی تھی۔میاں محمد بشیر صاحب نے ڈرائیور سے کہا۔موت کا وقت قریب ہے۔ڈرائیور سخت پریشان ہوا۔میاں محمد بشیر صاحب بچپن سے ہی بہت پرہیز گار تھے۔





## کرامت حضرت میاں محمد شفیع جھاگوی دامت برکاتھم العالیہ۔

لاکھ مبارک شک نہ رکھاوے اور نہ سمجھاں کوئی
کرنے سیل چلے لینے ڈیرہ بہک والی طرفے
اے پر ملے آرام نہ کوئی جان مچھی دل تڑپے
آ گئے واپس گھر اپنے وچ میرے غوث پیارے
ہوئی تکھاوٹ جان میری نوں ملسی مت چھٹکارہ
سارے کوڑے وایئے اتھے دنیا چھڈے جگ سارے
اے پر اک رومال بوتیرا سڑدا جگر میرا
سوہنی صورت چھوٹی جوالی کیتا کور بسیرا

غوث پیارے نوں علم پڑھاون وچ ہوئی
قاضی آن گھر وچ رکھدے اور دلیل نہ کوئی
اک دن شفیع صاحب نوں حضرت نال عرض فرمایئے
وہیں سالاں دی عمر ے مہینے حکم شہرے دے سنائے
توساں نے علم پڑھاون والا رتبہ مول نہ پایا
جا لے کلہاڑی پتر لے آؤ حکم حضور سنایا
آخر حکم والد والا شفیع صاحب نے منایا
چل نکلے پتراں کا آن ویلا شام دا آیا
کنڈے بوج جو مرداں والا واپس گھر دل آندے
دو مرداں تے بوج جنیاں دا وڈ کر تلے اٹھاندے

خاص طفیر تعلیم دی خاطر حضرت آپ دلاندے
لکھ مبارک شفیع صاحب نوں امرو نہ گھبراندے

آخر شوق حمید صاحب نوں پڑھن دی ہوئی
جدن حضرت چل سدائے کوئی ملاقات نہ ہوئی
بعد توحضرت صاحب حمید صاحب گھر آئے
جنیاں دی مانگ وفات تو پہلے حضرت آپ بنائی
شادی میاں بعد میاں صاحب نے اپنے ویر کرائی
طوطا شاعر خاص لاہور گیا میتوں خبر نہ کوئی

ایک دن میاں صاحب نے اپنی عرض حضور گزاری
گپل دے کڈتی مشکل بھاری
شاعر طوطے عرض گزاری نفری خاص آساڈی
کسی برادری دے چلنے ہوی جگہ ہے مشکل ڈاڈی
اٹھو احمد عرض گزارے ہاڑ زراور آوے
برکت توساں بزرگاں ساڈی گپل نوں کڈ لے جاوے
دو انسان ہور بھی اٹھے خوب سوال چلائے
آگیا رحم حضو ر دے تائیں ظاہر سخن سنائے
آگیا وقت جوصفائی والا گپل جو مشکل بھاری
کل کپلاں وچ پانی سٹاؤ جی زم جاری
آخر حضرت صاحب سندی کرامت ظاہر ہوئی





پاس سباں کپلاں کیتا مول نہ چھوڑی کائی

## تشریح ۔

شاعر کہتا ہے کہ میری آنکھ تو دھوکہ کھا سکتی ہے مگر حقیقت کو دھوکہ نہیں کیونکہ مجھے اس سے آگے سمجھ نہیں ہے ۔ایک دفعہ بابا سرکارِ جھاگوی رحمۃ اللہ سیر وسیاحت کرتے ہوئے رتی گلی بہک تشریف فرما ہوئے ۔بابا جی کا میری آنکھوں سے اوجھل ہو جانا میری لیے تکلیف دہ ہو جاتا تھا۔آپ کا گھر مبارک اور آستانہ واپس نہ آنے تک جس طرح بن پانی مچھلی تڑپتی ہے ،جس طرح رومال آگ سے جل جاتا ہے ۔اس طرح میرا دل بابا جھاگوی کی یاد میں جلتا رہتا ہے ۔آپ کی پیاری صورت دیکھ میرے دل کوسکون وقرار نصیب ہوتا ہے۔

بابا جی سرکار کو علم سے شدت سے محبت تھی ۔خود بھی عالم تھے اور لوگوں کو علم پڑھانے کے لیے اپنے آستانہ مبارک پر بڑے بڑے عالم اور قاضی رکھے ہوئے تھے ۔جن کی وجہ سے اس دھرتی میں علم حق کی روشنی پھیلی اور لوگوں کو قرآن وسنت اور علم معرفت کی روشنی نصیب ہوئی ۔ایک دن حضرت صاحب نے اپنے صاحبزادے میاں محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ارشاد فرمایا کہ تیری عمر بیس سال ہوگئی ہے مگر تو نے علم پڑھانے کا رتبہ ابھی تک نہ پایا لہذا آج کلہاڑی اٹھاؤ اور جنگل جا کر لکڑ لاؤ۔آخر کار میاں شفیع صاحب دامت برکاتہم العالیہ بابا جی کا حکم فوراً مانا اور تعمیل کی ۔اسی وقت کلہاڑا اٹھایا اور جنگل کی طرف چل دیے ۔لاکھ مبارک ہو میاں شفیع صاحب کو بالکل انکار نہیں کیا فوراً تعمیل کی ۔جب جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے مبارک کندھے پر اٹھا کر لائے تو سارے لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جو بوجھ لکڑیوں کا اٹھایا ہوا تھا وہ تقریباً دو طاقتور آدمیوں کا تھا۔یہ میاں شفیع صاحب کی تقریباً پہلی کرامت تھی جو سب پر ظاہر ہوئی ۔جب آپ نے لکڑیوں کا گٹھہ زمین پر رکھا تو دو آدمی ہلا بھی نہ سکے ۔بابا جھاگوی سرکار آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعا دی اور تعلیم جاری رکھنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔

صاحبزادہ میاں عبدالحمید صاحب رحمہ اللہ کے علاوہ بابا جی جھاگوی سرکار کی تمام اولاد میں صرف حضرت میاں محمد شفیع صاحب دامت برکاتھم العالیہ ہی ہیں جنہیں بابا جی نے خود بیعت فرمایا۔ بابا جی سرکار نے مختلف اوقات میں مختلف سلاسل میں تین مرتبہ بیعت سے نوازا۔ یہ اعزاز اس خاندان میں صرف آپ کو ہی نصیب ہے اور آج الحمدللہ میاں شفیع صاحب کے مریدین لاکھوں میں ہیں جو آپ کے دست اقدس پر بیعت حاصل کر کے راہ ہدایت پر کاربند ہیں اور دوسرے کے لیے ذریعہ نجات بنے ہوئے ہیں۔ اللہ اس فیض کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین ثم آمین۔





## قحط سالی کا علاج۔

سن ترای والے سال گھاس ڈاڈا بنیا کات
بریا گزرے آ کے روڑے طرح سڑ کہ ہویا لال
مگر دے مہینے برفو نال سیل
پورے نہ ہوئے سامان پریشان خلقت ساری
اک سی دی پریشانی طرح بارشاں نے بلایا
بجے وانگوں بن ترٹے انھاں لوکاں نوں ستایا
اندر وڑدے وچ مکاناں کردے مالاں دی لاچاری
ولی اڈیا جھاگوی با با لوکا ں کون کرے دلداری
کہنے دلیاں لوکاں گھوڑے سب کیتے لی لائی
نی گھا دی پریشانی دلتوں سب کیتے رواں
آ کہ پہنچے جد دواریاں ساتھ گھوڑیاں دی باری
اتھے گھا دی پریشانی گھوڑیاں بنن بیاری
مرداں زنان گئے جنگلاں خلقت ڈاڈای ہے مجبور
بارشاں آ کہ زور مچایا مل گئے لوکاں دے مکان
ربا تو ہے مہر بان تے موسم تا فیرے بہاری
بار شاں ڈاڈا زور مچایا طرح بارشاں نے بلایا
بجلیاں وانگوں بن ترٹو کہ انھاں لوکا ں نوں ستایا

اندر وڑدے وچ مکاناں کردے مالاں دی لاچاری
میاں صاحب آگئے شاعر سارا کھول کہ حال سنایا
آستانے حضرت صاحب دے چن گی ہو جاوے نیاز
چھٹسن مالاں بندی خانے رب دے ولیاں طاقت ساری
آستانے حضرت صاحب دے چنگی ہو گئی ہے نیاز
چھٹی مشکل ساریاں لوکاں جو در ندیاں والا رازو
ختم پڑھ سوا لکھ سباں کیتی گریا زاری
بے شک رب دے ولیاں نال خدا دی پوری یاری

## تشریح۔

شاعر نے اس نظم کو" قلعت گھاس حیوانات وخلقت کی پریشانی" کے عنوان سے معنون کیا ہے جبکہ ہم نے اسے "قحط سالی کا علاج" کا عنوان دیا ہے۔اس نظم میں شاعر نے قحط سالی کے مشکل مرحلے میں ایک حیلے کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت قبلہ عالم بابا جھاگویؒ کے انتقال کے بعد وہاں کے لوگوں کا معمول ہے۔

چار چار مصرع پر جو اشعار ہوں انہیں ہندکو (پہاڑی بولی) میں چار بیتہ کہا جاتا ہے۔شاعر ان اشعار میں بابا سرکارِ جھاگوی کے وصال کے بعد آپ کی کرامت کو بیان کر رہا ہے۔جو کہ ہمارے علاقے نیلم ویلی بالخصوص دواریاں میں بہت مشہور بھی ہے۔1983ء کو واقعہ ہے کہ اس سال بہت زیادہ خشک سالی ہوئی ۔گھاس کی قلت تھی بلکہ گھاس نہ ہونے کے برابر تھی ۔بارش بالکل نہ تھی ۔گرمیوں کا موسم اسی طرح گزر گیا۔لوگوں نے گھاس وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھریلو پالتو جانور گائے بکری گھوڑے وغیرہ نیلام کرنے شروع کر دیے ۔تمام مردوزن اس خشک سالی سے بہت پریشان اور نالاں ہوئے ۔الغرض بارش نہ ہونے کی وجہ سے چشمے تک خشک ہو گئے ۔سردی قریب آنے پر سخت ترین بارش شروع





ہوئی ۔پہلے لوگ مال مویشی کے سبب پریشان تھے ۔اب بارشوں نے طوفان برپا کر دیا ۔ہر طرف زمین سلائیڈ نگ کی نذر ہونے لگی ۔کچے مکان گرنا شروع ہو گئے ۔ہر طرف خوف وہراس تھا اور عوام پریشان حال تھی ۔آخر کار طوطا شاعر چند آدمیوں کے ہمراہ آستانہ عالیہ بابا جھاگوی سرکار پر حاضر ہوئے ۔اس وقت بابا سرکار جھاگوی کے فرزند ارجمند جانشینِ اول میاں محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ تھے ۔سب نے میاں محمد اسحاق صاحب سے گزارش کی کہ حضور ہر طرف تباہی ہی تباہی ہے ۔دعا فرمائیں اللہ تعالی عوام الناس کے حال پر رحم فرمائے ۔میاں محمد اسحاق صاحب نے ارشاد فرمایا سارے لوگ مل کر باباجی کے دربار پر نیاز دو اور باوضو ہو کر آؤ اور سوالاکھ مرتبہ کلمہ شریف کا ورد کرو ۔ان شاءاللہ اللہ تعالی کرم فرمائے گا ۔ایسا ہی ہوا ۔ساری عوام نے مل کر دربار جھاگوی رحمہ اللہ پر کافی تعداد میں نیاز پکائی پھر سوالاکھ مرتبہ کلمہ شریف کا ورد ہوا ۔میاں محمد اسحاق صاحب نے درد بھرے انداز میں دعا فرمائی تو اللہ تعالی نے کرم فرمایا اور خوف وہراس بھی ختم ہوا اور لوگ سکھ کا سانس لینے لگے ۔بے شک اللہ کے ولی خدا کے دوست ہوتے ہیں ۔خدا اپنے فضل وکرم کے سبب ان کی کوئی بات رد نہیں فرماتا ۔

قارئین کرام!۔

دربار عالیہ سالک آباد شریف میں یہ فیض آج تک اسی طرح جاری وساری ہے ۔آج بھی اگر بارشیں نہ ہوں تو لوگ اکٹھے ہو کر دربار شریف پر لنگر کا اہتمام کرتے ہیں اور ختم شریف پڑھا جاتا ہے تو دعا کرتے کرتے ہی ان شاءاللہ بارش شروع ہو جاتی ہے اور اگر کسی سال بارشیں زیادہ ہوں تو اسی طرح لنگر کے بعد ختم شریف اور ختم کے بعد دعا کرتے ہی بارش بند ہو جاتی ہے ۔

آج بھی اس دربار شریف کا فیض عام ہے ۔کوئی بھی مایوس نہیں لوٹتا ۔سب کی جھولیاں بھری جاتی ہیں ۔مگر اپنا اپنا نصیب ہے ۔جتنا برتن بڑا ہوگا اتنی خیرات بھی زیادہ ہوگی ۔جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اتنا ہی فیض بھی زیادہ ہوگا ۔کتنے ہی خوش نصیب اور نیک بخت عقیدتمند آج بھی بابا سرکارِ جھاگوی کا خواب میں دیدار بھی کرتے ہیں اور فیض بھی لیتے ہیں ۔

ایک دربار اور بھی ہے جو بابا نظام الدین ولی کیاں شریف کے خلیفہ کا ہے۔ جو کہ موضع درگ میں ہے۔ یہ بزرگ "بھلا سائیں" کے نام سے مشہور ہیں۔ یہاں خشک سالی وغیرہ کے مواقع پر بارش کے لیے دعا کا اہتمام کیا جاتا ہے۔





## حج مبارک حضرت میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ۔

میاں صاحب دوجے حج روانہ ہوئے
مینوں الفت ستائے تو میں کیا کروں
کھانے پینے میں مینوں لذت نہیں
نیند مجھ کو نہ آئے تو میں کیا کروں
جب مدینے کے قدم ان کے اٹھنے لگے
بال بچے تو دربار روتے رہے
روح افزا ح میں باغ بہار آ گئی
تاب ان کو نہ االئے تو میں کیا کروں
آستانے جو حضرت کے اندر گئے
شفیع صاحب سائیں صاحب ساتھ تھے کھڑے
ساون چڑیاں نیتوں جاری تو کی
چین مجھ کو نہ آئے تو میں کیا کروں
تیری لڑکوں پے بہت انتظاری
ہوئی خلقت آکر اکٹھی ساری ہوئی
لاری دو کر تیری جب تیاری ہوئی
چھاتی ہر ایک ملائے تو میں کیا کروں
محفل بولے تھی اس بات نوں
سبھی خیری موڑے میاں صاحب نوں
دربار پی ہوئے آستانے سے جب الوداع

نظریں کعبہ پہ درشن ہیں تو میں کیا کروں
گڈی بیٹھنے کا وقت آ گیا
سید شاہ حسین کا بلاوا دیا
ہاتھ مبارک میں ٹوپی ہلا نے لگے
خلقت کو دیکھا تو میں کیا کروں

## تشریح۔

شاعران اشعار میں اپنے انداز پر جگر گوشہ سرکار جھاگوی حضرت میاں محمد اسحاق برکتی علیہ رحمۃ الرحمٰن کے دوسرے حج کے احوال ذکر کر رہا ہے۔ شاعر کہتا ہے:۔

حضرت میاں محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ دوسری حج مبارک کی تیاری فرمانے لگے طوطا شاعر کو خبر ہوئی تو آستانہ مبارک پر حاضری دی۔ آپ کے دربار سے روانگی اور آستانہ سے دور ہونا میری لیے بڑی مشکل تھی۔ عجیب کیفیت، ساری لذتیں دور ہونے لگیں۔ رات کو نیند نہ دن کو سکون۔ آپ کی الوداعی کے موقع پر آپ کے عزیز و اقارب بھی رو پڑے۔ جب گھر سے الوداع ہو کر آستانہ شریف پر حاضری دی، دربار میں آپ کے ساتھ میاں محمد شفیع صاحب اور میاں عبدالوحید برکتی صاحب بھی حاضر ہوئے۔ سارے لوگ آپ کی خیر و عافیت اور سفر کی آسانی کے لیے رو رو کر دعائیں کر رہے تھے۔ پھر جب سڑک پر پہنچے تو بے شمار لوگ آپ کو الوداع کرنے کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ہم سب کی نظریں مرشد پاک میاں محمد اسحاق صاحب پر تھیں۔ مگر اللہ کے اس ولی کی نظر کعبہ پر جم چکی تھی۔ جب آپ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو سید شاہ حسین صاحب کو بلایا ملاقات کی اور آپ کے ہاتھ میں ٹوپی تھی۔ آپ ٹوپی ہلا کر لوگوں سے رخصت ہوئے۔





## داستان وفات میاں مرزا عبدالرشید صاحب

پہلے ہے صفت خدا دی کرنی جس دی ہے ذات لامکان
پچھے صفت اس دی کرنی جس تے نازل ہے قرآن
چار یار نبی دے پیارے چوتھا ہے علی مردان
صدیق صدق نے کال تے فاروق کرے اعلان
عثمان غنی رب نے کیتا جمع او کرے قرآن
دستگیر صاحب دی کرامت ڈبیاں بیڑیاں بچے لان
پا گیا وفات میاں صاحب مرزا خان
نی کوئی میل مثل اوھدی کل دراوے دا نشان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزا خان
دسکی بارہویں ہے بیساکھ تے رب اگے دتی جا ن
پا گیا ہے وفات حکم آگیا رب باری
عزرائیل دتی دکھائی بہانہ گردے دی بیماری
چلیہ نی کوئی عذر داروں لگا کاری
حکم آیا رب دے پاسوں اٹھ اتریا شیر جواں
پا گیا ہے وفات میاں مرزا خان
خالی رہ گئے محل مینارے خبر پونچی ہندستان
حج روندا طوطا سائیں میاں گل کرے ارمان
روندے دوست تے سب دشمن واہ واہ قدرت سبحان
پا گیا وفات میاں صاحب مرزا خا ن

اسی مہینے ماہ رمضان دا رب سنگ کریں ایمان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزا خان
چھوڑ گیا دنیا فانی ابراہیم آدم سلطان
اڈرا ہے سی وچ ہوادے جوسی حضرت سلیمان
خوشی دی گھڑیاں تے نی پریاں والا مان
رب دی ذات ہے بے پرواہ بلوچ کرے ویران
مسافر سارے چند دنیا دے مہمان
پا گیاہے وفات میاں صاحب مرزاخان
لوک کردے سوچ بچاراں تے او پڑھدا سی قرآن
روندا کل قبیلہ تے صبر کردا میاں سرور خان
روندا شیخ فرم دا مالک ہائے کی ہویا میری جان

پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزاخان
تابعداری کردا رہندا مولوی صاحب شمس الزمان
میں سنی جب بری خبر میرا بھول گیا ہے دھیان
گم ہویا پھول گلابی چاہے گل رہسی رھیاں
پاگیا ہے وفات میاں مرزا خان
روندے لوک دراوی سارے ایسا سوہنا شیر جوان
روندے حیں صاحبزادے سارے اللہ کر گدی نوں قائم
تو ہیں بڑا مہربان تیری ذات ہے بے پرواہ
تو ہیں رحماں تے مہربان





جیسا کر دیتا کوٹلی والے دا نشان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزا خان
روندی ہے ساری خلقائی مفتی صاحب لگے سیجان
آگئی رب دے طرفوں صدقے اٹھ چلیا شیر جوا ن
دنیا ہے مسافر خانہ اس دا کوئی نہ کرے مان

میاں صاحب ہوئے بیمار چڑی چل کراواں کاری
جمع ہو گئے ڈاکٹر بیٹھے نبض دیکھنی دارو دواری
سمجھ گیا رب دا بندا اوتھے نی چلدی ہونڑ کاری
میرا مکیا دانہ پانی ہواں وطناں کو روان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزاخان
اٹھی کیاں دی روشنائی تے بن چلیا جوان
باقی کر لیون اتفاق میاں گل تے سرور خان
رکھن رب اوتے بھروسہ جو ہے سب دا نگہبان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزاخان
میاں صاحب فیصلہ کر کہ کردا پانی دا سامان
ہویا دیدار اللہ آوازہ جلدی آویں شیرجوان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزا خان
نہ کوئی میل جل اس دی کل دراوے دا نشان
میاں صا حب خوشیاں کردا دیکھو اٹھی دا او میدان
کہندا پانی وچ پونچاواں کروں بنگلے دا سامان

درداں آن کیتا ظاہر رب دے دل کرے دھیان
جی جی کہ ہوڑاں فانی بندا چند گھڑیاں دا مہمان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزا خان
تعبیداری کردا رہندا سردار حبیب اللہ خان
طالب موہڑے والے اور ہزار والے پٹھان
اور حفیظ صاحب جالندھری افسر پاکستان
پا گیا ہے وفات شاہ منصور سولی اُتے چڑھ کے
مولوی نہ سمجھن او لفظ اناالحق پڑھے او مر کے
میاں صاحب ہوے وفات قبضہ وچ انجی دے کر کے
افسر ہو جاندے سلامی جدو جاوے پاکستان
پا گیا ہے وفات میاں صاحب مرزا خان
میں بھی ہاں بڑا مغرور ہاں رب دا نی دھیان
ربا تگنی تو بچائیں سنگ کر دیوی قرآن

## تشریح۔

داستان وفات میاں مرزا عبدالرشید رحمہ اللہ۔

شاعر ان اشعار میں کیاں شریف والے پیر طریقت، رہبر شریعت منبع فیوض و برکات میاں نظام الدین اولیا رحمہ اللہ کے خانوادے میں سے صاحبزادہ والا شان جناب میاں مرزا عبدالرشید رحمہ اللہ کے وصال مبارک پر اظہار خیال کر رہا ہے۔

پہلے تعریف رب کائنات کی جو لامکان ہے۔ پھر تعریف اس ہستی کی جس پر اللہ نے قرآن





نازل فرمایا۔ پھر تعریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

حضرت صدیق اکبر کو اللہ نے صداقت میں کامل کیا اور حضرت عمر فاروق نے اعلان حق فرما کر کفر و اسلام میں فرق ظاہر فرمایا اور حضرت عثمان نے اللہ تعالیٰ کی پاک کلام کو جمع فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے کفر کو پاش پاش کیا۔ ہر میدان میں راہ حق پر ثابت قدم رہے اور شہنشاہ بغداد غوث پاک نے بحکم الٰہی ڈوبے بیڑے کو کنارا بخشا۔

میاں مرزا صاحب جو کہ اللہ تعالیٰ کے کامل ولی گزرے ہیں جن کی مثل تلاش کرنا ناممکن ہے۔ پورے دراوہ نیلم میں آپ کی بطور ولی کامل پہچان ہے۔ جیسا کہ کی بارہ تاریخ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ کی طرف سے موت اٹل تھی بہانہ گردے کی بیماری بنی۔ کوئی علاج کارگر نہ ہو سکا۔ رمضان شریف کا مبارک مہینہ تھا۔ سب لوگ رو رو کر آپ کی صحت یابی کے لیے اللہ کے حضور دعائیں کر رہے تھے۔ میں بھی بہت رویا مگر قدرت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں کوئی بھی باقی نہ رہا۔ بڑے بڑے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آدم علیہ السلام جیسے اور حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے اس دنیا کو چھوڑ گئے۔

میرا رب بے نیاز ہے۔ بڑے بڑے محل اور بستیاں ویران کر دیتا ہے۔ ہر کوئی اس دنیا میں مسافر ہے۔ چند دن کا مہمان ہے۔ میاں مرزا صاحب بڑی شوق سے قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے وصال پر میاں طوطا صاحب بہت روئے اور میاں مرزا خان صاحب کو اللہ نے صبر عطا کیا۔ ساری برادری، قبیلہ اور پڑوسی آپ کے مریدین بہت روئے۔ ولایت کے پورے اس کیانوی باغ میں آپ گلاب کے پھول کی طرح تھے۔ بہت ڈاکٹر آئے بار بار کوشش کرنے کے باوجود ناکام رہے۔ آپ کے بہت مرید جمع ہوئے۔ پاکستان سے حافظ صاحب اور موہڑہ شریف سے بھی آپ کے چاہنے والے آئے۔ بڑے بڑے مفتی، قاضی اور صاحب علم لوگ آئے۔ مگر موت وہ راز ہے جس کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ جس طرح شاہ منصور خود سولی پر چڑھ گئے مگر اس وقت کے

مولوی ''انا الحق'' کی معرفت کو نہ سمجھ سکے۔طوطا شاعر دعا کرتا ہے اللہ اس آستانے کو ہمیشہ سلامت رکھے۔آمین۔





## باب برکت الله کا دیوا

حضرت بابا برکت اللہ کا دیوا اور ہے
صابری کی تھی فقیری ختم حضرت پہ ہوئی
فصل پہ حملہ ہوا جب صابری کا ؤور ہے
میاں صاحب کی کرامت ظاہر شیشے کی مثال
چلدی چلدی تیز تلوار کاٹنے کا ؤور ہے
صابری کی تو فقیری میں حقیقت ہو صفا
غصے پہ جلا ملی حقیقت دور ہے
ھک نشانی میں دکھاواں رنج کسی پہ جب ہوے
بیل دو کاٹے دوسرے نے رونے والا اور ہے
حضرت با با برکت اللہ کا دیوا اور ہے
اپیل میری برائے سب غریباں نوں
بے کسوں کی ہاتھ مبارک آ گئی اج ڈور ہے

## تشریح۔

دیوا سے مراد روشن چراغ ہے۔دیوا بمعنی چراغ کے لیے قرآن پاک میں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں:۔

اول ﷺ......دیوا بمعنی چراغ کے لیے عربی لغت میں مصباح کا لفظ مستعمل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو قرآن پاک میں خود اپنے لیے استعمال کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''المصباح فی الزجاجة''یعنی وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔مفسرین کرام کے اقوال کی رشنی میں اس سے اللہ کے ولی کا سینہ مراد ہے۔

دوم یہ کہ ......دیا کو عربی لغت میں سراج بھی کہا جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" وجعل الشمس سراجا" دوسرے مقام پر فرمایا" وجعلنا سراجا وھاجاً" کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو دنیا کے لیے چمکتا اور روشن چراغ بنایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو" سراجا منیراً" کے سب سے بڑے خطاب سے نوازا ہے۔آپ کے نور سے فیض یاب ہو کر آپ کے نائبین یعنی اولیائے کرام اسی روشنی کو پھیلاتے ہیں۔مولا روم فرماتے ہیں:۔

آں چناں کز صیقلِ نورِ مصطفی

صد ھزاں نوع ظلمت شد ضیا

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض یافتہ،آپ کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے والے اولیائے کرام نے اپنے سینوں کو آپ کی محبت وتعظیم سے صیقل کر کے ایسا روشن کیا کہ خود مجسم نور ہو گئے اور پھر اپنے عمل سے گمراہی،بد عقیدگی اور گستاخانہ مزاج کے تمام بت توڑ دیے اور لوگوں کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت وتعظیم کے نور ایمان سے ایسے روشن وتابناک کر دیا کہ گستاخانہ مزاج جس کی تاب نہیں رکھتا۔

گویا اس چراغ سے نبی کریم ﷺ سے فیض یاب ہو کر ولایت کا" سراج منیر" مراد ہے۔

جیسا کہ صوفیاء نے فرمایا ہے:۔

که از مهر پرتو بود ماه را۔

یعنی چاند کی روشنی سورج کی روشنی کا عکس ہوتی ہے۔نور نبوت کے فیضان سے نور ولایت چمکتا ہے۔یہ دونوں باتیں حضرت قبلہ عالم پر صادق آتیں ہیں۔

الغرض قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے کہ میری مثال طاق میں رکھے چراغ کی طرح ہے جو سارے گھر کو روشن کر دیتا ہے۔نور الٰہی سے سارے جہاں میں روشنی ہے۔اسی نور سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام انبیائے کرام اور صحابہ کرام روشن ہوئے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اولیائے کرام روشن ہوئے۔در مصطفیٰ سے اس علم حق اور معرفت کی روشنی کو حق تعالیٰ نے جاری فرمایا اور یہی روشنی جھاگ والے سرکار بابا جی حبیب اللہ رحمہ اللہ کے نور نظر لخت جگر فرزند ارجمند راہ حق کے پابند سیدی مرشدی غوث الزماں قبلہ الحاج مولانا برکت اللہ سرکار جھاگوی رحمہ





اللہ کو علم حق معرفت الٰہی اور عشق مصطفیٰ کا نور آپ کی ذات والا میں ظہور پذیر ہوا۔

شاعر کہتا ہے کہ آپ کی ذات میں دیا یعنی روشن چراغ اور ہے جو سب سے ممتاز ہے۔آپ کی صورت،سیرت،کردار و گفتار،عادات اطوار،جذبات وکیفیات الغرض آپ علم معرفت میں سب سے ممتاز ہیں۔

1..........آپ کی نظر بھی ممتاز ہے۔جو ہر وقت دیدار نور الٰہی کی تڑپ میں مستغرق رہتی ہے۔جھاگوی نظر جس پر پڑتی ہے۔تقدیر بدل جاتی ہے۔ادنیٰ کو اعلیٰ اور اعلیٰ کو ارفع بنا دیتی ہے۔

2..........آپ کی زبان مبارک حق کی ترجمانی کرتی ہے۔آپ کا بول اتنا میٹھا اور دلکش ہے کہ جب زبان حرکت کرے سامنے بیٹھنے والوں کو قرار وسکون کی دولت نصیب ہو۔گویا مردہ دلوں کو جلا ملتی اور دل خزاں کو بہار کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

3..........آپ کا پورا جسم اطہر برکت ہی برکت تھا۔جہان آپ قدم رکھتے رب کی رحمت نازل ہوتی۔دنیا گواہ ہے کہ جہاں جھاگوی بابا سرکار نے نماز پڑھی اور اللہ کے حکم سے مسجد ہی بن گئی۔مظفر آباد کی سرزمین زندہ مثال ہے جہاں آج بنک روڈ کے عقب میں ادارہ جامعہ اسلامیہ برکاتیہ جامع مسجد ومدرسہ کی شکل میں موجود ہے۔جہاں سب سے پہلے بابا سرکار جھاگوی نے امامت فرمائی اور آپ کی معیت میں تقریباً ساٹھ سے زائد آدمیوں نے نماز باجماعت ادا کی۔آج تک یہاں نماز باجماعت جاری وساری ہے۔ہر وقت ذکر وفکر اور درس قرآن کی محفل سجی رہتی ہے۔میرے خیال میں یہ بابا جھاگوی کی بہت بڑی کرامت کا حصہ ہے۔

## دربار غوثیہ میں شیر کی حاضری۔

اسی طرح سو سے زائد مساجد آپ کی ذات والا کی عشق الٰہی معرفت حق اور ولایت لاثانی کی آج بھی گواہی دیتی ہیں۔جس جگہ پر آپ کا دربار مبارک ہے یہ جگہ اس سے قبل جنگل ہوا کرتی تھی۔آپ کے قدموں کی برکت سے آج لاکھوں لوگ یہاں سے فیض پاتے ہیں۔

یہاں ہر وقت اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔آج جہاں بابا سرکار جھاگوی کا دربار ہے کچھ دیر یہاں کھڑے ہو کر غور کریں تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی گول پیالہ جس میں روشن چراغ رکھا ہوا ہے اور اس روشن چراغ سے پورا ماحول روشن ہے۔یہاں سے جن و انس فیض حاصل کرتے ہیں۔جس طرح مری والے بابا لعل شاہ رحمہ اللہ کے مزار پرانور پر ببر شیر آتا ہے اسی طرح دربار عالیہ غوثیہ سالک آباد شریف بابا جھاگوی رحمہ اللہ کے دربار پرانوار ہر جمعرات کو ببر شیر آتا ہے۔یہاں گردونواح رہنے والے لوگ آج بھی اس بات کے گواہ ہیں۔مثلاً ایک مرتبہ قاری سید عالم صاحب کے والد گرامی چوہدری محبوب عالم نے راقم الحروف (شیر از احمد شیرازی) کو کچھ دن پہلے یہ واقعہ سنایا ہے کہ میں ایک دفعہ اپنے گھر سے رمضان المبارک میں جمعرات کے دن اندھیرا چھا جانے کے بعد دربار پر حاضر ہوا۔ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔جب میں دربار شریف کے مرکزی دروازے پر پہنچا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دربار میں پاؤں کی جانب ببر شیر اپنا سر جھکائے بیٹھا ہے۔میرے ہوش وحواس اُڑ گئے۔میں بہت گھبرایا۔آخر اللہ اللہ کر کے وہاں سے بھاگنے کو ہی عافیت سمجھا۔سیدھا گھر واپس ہو آیا۔یاد رہے چوہدری محبوب عالم صاحب کا گھر دربار سے تقریباً سو فٹ کے فاصلے پر ہے۔اس طرح کے بے شمار واقعات سننے میں آئے ہیں۔معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے در سے انسان تو انسان ہیں جانوروں کو بھی خیرات ملتی ہے۔واقعی آپ کا دیوا (روشن چراغ) اور ہے۔

پھر شاعر کہتا ہے کہ آپ کی فصل پر حملہ ہوا۔باباجی کی کرامت ظاہر ہوئی۔اصل میں جہاں نیک ہوتے ہیں وہاں بد بھی ہوا کرتے ہیں۔ابتداء جب آپ نے سالک آباد کو آباد کیا تو حاسدین کو بہت تکلیف ہوئی۔آپ کی فصل کو کاٹا گیا۔مسجد شریف کو اکھیڑا گیا۔آسمان سے بجلیاں آئی حاسدین کو تباہ کرنے کے لیے اور آپ نے اپنی کرامت سے بجلی کو انگلی کے اشارہ سے دور کر دیا۔یہ آپ کی ذات والا میں، رحم وکرم اخوت و درگزر کا کمال تھا۔جس نے لوگوں کو ہلاک ہونے سے بچایا۔یہ کافی لمبا واقعہ جو کتاب میں دوسری جگہ موجود ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ ایک دفعہ دو بیل بطور نذرانہ بابا جھاگوی کے پاس لائے گئے۔آپ نے فوراً





انہیں ذبح کیا اور لنگر میں پکوا کر غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔حاسد لوگ آپ کی سخاوت کو دیکھ کر جل رہے تھے۔آپ سخاوت میں بے مثال تھے۔وہ علم کی سخاوت ہو یا لنگر کی۔آج تک جاری وساری ہے۔ان شاءاللہ قیامت جاری وساری رہے گی۔

مورخہ 21-12-1977

## الحاج میاں محمد اسحاق برکتی قدس سرہ اللہ روحہ۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حج سے واپس تشریف لائے۔کراچی ہوائی جہاز سے اترے تو وہاں سے میرا بھائی محمد شریف بھی ان کے ساتھ لاہور تک آیا۔میاں صاحب نے کہا راولپنڈی تک ساتھ جائیں گے پھر وہاں پہنچے تو انھوں نے کہا مظفر آباد تک جاتے ہیں۔جب وہاں پہنچے تو انھوں نے کہا چلو گھر جاتے ہیں۔گھر والوں سے مل میلاپ کر کے آجانا۔جب وہ دوا ریاں پہنچے تو پھر بھائی شریف نے ان کو اپنے گھر کھانے کی دعوت دی۔بھائی محمد شریف کے گھر تشریف لائے اور پھر وہاں سے سالک آباد چلے گئے۔تیس چالیس آدمی ساتھ تھے۔انھوں نے پھر آب زم زم کا پانی اور کھجوریں دی۔ٹیپ ریکارڈ بھی دیا اور وہاں کی باتیں بھی سنائیں۔

## کٹھہ پیراں جمال دین چچاکا انتقال ۔

الف اللہ نے نور ظہور کیتا آخر پیارا منظور کیتا
دستگیر صاحب بغداد والے جیڑا پیرا دا پیر مشہور کیتا
بعد چاچے جمال دین والی داستان کراں بیان سوہنڑی
طوطا آکھدا یار وے موت ڈاڈی زندگانی دے نال جہان سوہنڑاں
سدا رہے نہ مول بہار سجنا سدا رہن نہ مول سیال کالے
سدا پھل نہ بوٹیاں سوہنیاں دے سدا چلن نہ
سلاں والے رکھتے چڑیاں کھتے کنڈورا ٹھنڈا تھے
اپنی بہک کھبہ ناڑ سوہنڑاں جدوں گئے چاچا سیل
مالیاں دے اچا ٹھنڈا ہے کھنڈے دا پہاڑ سوہنڑاں
رب نے دنیا اندر دتی عیش وعشرت اپنے ویر تے ہور
سوہنی حسن جوانی دا دور فیریا سوا گزر دیتا رب نے مال سوڑاں
دو ان سوار گھوڑے اتے رتی گلی تھی دے کاغان سوہنڑاں
چھوڑے خاص دو سیل تھی ٹوپ گھوڑا جا کے دیکھا لوکاں دا میدان سوہنڑاں
کھتے وی رب دا بابا جھاگ والے حک بہار دا ناڑ سوہنڑاں
کھتے جندری تے مانسہرہ بیکاں ڈھاں تھائیاں ناڑ سوہنڑاں
جدو بہک جاوے چاچا گھر اپنے رکھن سجاں دے نال اخلاق سوہنڑاں

اپنے ویراں تے بچیاں نال رکھن کھلا چہرہ تے رکھن اتفاق سوہنڑاں
چاچا حاجی صاحب کٹھہ پیراں والے جیوے آس تے کدی دیر سوہنڑاں





پونچی خبر جائے حاجی صاحب تائیں پڑھن شام نماز دیگر سوہنڑاں
حاجی صاحب تے نال نظیر ہمراہ اوہدی والدہ تے لطیف آئے
چھوٹی تے سنو غم والا راتوں رات منزل وچ قریب آئے
دیس وقت جو اجل دا چاچے آیا دانہ پانی مکیا وطن چھوڑ سوہنڑاں
غلاب دین کراچی پردیس رہیا اوہدا خاص بساکھ نوں موڑ سوہنڑاں
دوجا رہیا مجید دواریاں وچ رکھیا اس سر جیج دا لاج سوہنڑاں
غلاب دین تے سگی راتورات چلیا آج چلا گیا تیرا سرتاج سوہنڑاں
اللہ کرم کیتا بندے اپنے تے موڑ جس تائم گھر نوں آئے سوہنڑاں
نازل ہویا فرشتہ گھر اوجاڑ دا ڈھٹے ہوئے سینے کب لائے سوہنڑاں
محمد دین بیٹے نوں تڑپ ہوئی نالے تڑپے چاچا عبدالرحیم سوہنڑاں
جا کہ ڈھونڈ تلاش بیٹے اور کیتا ڈاڈھاں مارے جگ چاق ہوندا
کھلے بوہے اتے کھلا سی مال سارا رگ رگ خاکوں دے نال خاک ہوندا۔

## تشریح ۔

الف سے اللہ۔

جس اللہ نے اپنے نور سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ شہنشاہ بغداد غوث پاک دستگیر ہیں جن کی کرامت سے بیڑا پار ہو یعنی ڈوبے ہوئی کشتی کو کنارہ نصیب ہوا۔ بہت مشہور ہے۔

شاعر اس کے بعد اپنے چچا جمال دین کی داستان کو بیان کر رہا ہے۔ طوطا شاعر کہتا ہے کہ موت بہت طاقتور ہے۔ اس سے بچنا مشکل ہے۔ زندگی کی پیاری بہار صرف موت تک ہے۔ جب تک انسان زندہ ہے۔ دنیا کی بہار اچھی لگتی ہے۔ اس کے بعد موت ہی موت ہے۔ گرمی سردی ہمیشہ نہیں رہتی۔ بہار کے بعد خزاں ہی آتی ہے۔ جس طرح چمن میں ہمیشہ پھول ہی نہیں رہتے اسی طرح

اس عارضی دنیا میں انسان بھی ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔یہ اٹل حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔کچھ دن میرے چچا جمال دین بھی دنیا میں رہے۔بڑے خوش مزاج ،خوبصورت اور نیک سیرت انسان تھے۔گرمیوں میں سیر وسیاحت بھی کرتے ،سیر وسیاحت اکثر گھوڑے پر کرتے تھے۔کبھی سلاں بہک اور کبھی کنڈورے اور کبھی بڑی بہک اور اکثر رتی گلی جاتے تھے۔اپنے خاندان والوں سے ہمیشہ اخلاق سے پیش آتے تھے۔اپنی خاندان میں اخلاق اور برادری میں اخلاق پسند کرتے۔جب آپ کا وصال ہوا تو کٹھ پیراں سے حاجی صاحب ہمراہ نظیر والدہ اور لطیف کے آئے۔گلاب دین کراچی میں تھا اور مجید صاحب دواریاں اپنے سسرال کے پاس تھے۔ادھر گلاب دین کو جب خبر ہوئی راتوں رات سفر کیا۔ مگر کوئی کیا کر سکتا تھا۔ان احباب کے آنے سے موت کا فرشتہ پہلے گھر آچکا تھا۔محمد دین بیٹا اور چچا عبدالرحیم بہت تڑپے اور روئے۔مال مویشی اور دروازے تک کھلے رہے اور ہم اپنی رگ ،رگ خاک آلود محسوس کرنے لگے۔

## حادثہ مرحوم روشن دین لوات

گر گیا روشن دین گڈی توں جوانی دے چھکارے نی
بچپن عمری وچ تعلیم دے دن اس نے گزارے نے
شروع تعلیم جو اس دی ہوئی تو شوق تھی حاصل ہوئی
بی ۔ اے پاس کر اپنے پاس ڈھونڈا وطن پیارے نوں
وچ پردیس کراچی جا کر کھلے فراقاں تخن اٹھا کر
منزل تعلیم دی پوری کرا کر ڈھونڈے ویر پیارے نی
وطن اپنے جد خیری آیا رب نے اپنے ویراں نال ملایا
نیک مراداں بہت لے آیا حضرت دے دربارے نی
میاں صاحب دی خدمت آکر ماجرہ تعلیم دا سب سنا کر
نال غریبی نال حلیمی آ گیا در تمھارے نی





بے روزگاراں بے اولاداں پوریاں ہوندیاں سب مراداں
مینوں کچھ روزگار دلاؤ سارے فیض تمھارے نی
حاجی صاحب نے رحم کمائے کارن اس دے قدم اٹھائے
شہر مظفر آباد میں جا کر سکونت تمھارے نی

محکمہ زراعت وچ بھرتی ہویا سفارش میاں صاحب دی ہویا
عید مبارک جاری انھاں دی جناں نے روضے گزارے نی
اٹھمقام تبدیلی ہوئی دفتر محکمہ
پائی آن وطن وچ کچھ دن آرام گزارے نی
ہوئی تبدیلی شاردہ چلیا کچھ سامان سی اپنا کھلیا
ہویا سوار سی لوڈ گڈی تے حاضر ہو سرکار نی
گڈی دواریاں آن پونچی وقت اجل دا نیڑے آیا
جیپ ٹرک گر گیا آخر اسی جگہ دم گزارے نی
گڈی تے افسر چوکی والے تفتیشی سن ساتھ نرالے
لاش گڈی نوں ضبط کرا کر بیٹھے وچ بازارے نی
میاں عبدالمجید سی حاضر بندا چلایا بچے خاطر
ہو گئے حاضر صاحبزادے سوہنے لعل پیارے نی

## تشریح۔

لوات والے روشن دین جوانی کے ایام میں گاڑی کے حادثہ میں شہید ہوئے۔بہت ذہین تھے۔بچپن سے ہی علم کا شوق تھا۔علم حاصل کرنے کے لیے کراچی گئے۔بی اے پاس کر کے اپنا شوق پورا کرنے کے بعد اپنے وطن واپس آئے۔اپنی برادری خاندان اور بہن بھائیوں سے ملاقات عرصہ

دراز کے بعد ہوئی۔سب خوش ہوئے۔چند دن بعد اسے لیکر سالک آباد آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ اس وقت میاں محمد اسحاق صاحب وہاں موجود تھے۔ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ نے تعلیم وغیرہ کے متعلق پوچھا تو روشن دین نے کہا کہ حضرت میں کراچی سے بی اے پاس کر کے آیا ہوں۔مجھے کوئی روزگار چاہیے۔جس میں آپ کی سفارش کی ضرورت ہے۔میاں محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ اسی دن اس کو ساتھ لیا اور سیدھا مظفر آباد لے آئے۔میاں صاحب نے سفارش کر کے محکمہ زراعت میں بھرتی کروادیا۔کچھ دن مظفر آباد گزارنے کے بعد روشن دین واپس گھر آیا تو سارے گھر والے خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔عید کے بعد ٹھمقام محکمہ کے دفتر میں تبادلہ ہوا۔کچھ عرصہ ٹھمقام ڈیوٹی سرانجام دینے کے بعد شاردہ تبادلہ ہوگیا۔پھر کچھ دنوں میں شہر کی جانب جانا ہوا۔یہ روشن دین کی زندگی کا آخری سفر تھا۔گاڑی زیادہ لوڈ ہونے کی وجہ سے دواریاں حادثہ کا شکار ہوگئی۔روشن دین بھائی جوانی میں اللہ کو پیارا ہوگیا اور پورے علاقہ میں کہرام برپا ہوگیا۔پولیس آگئی تفتیشی اور چوکی افسر بھی آگیا۔جائے وقوعہ کا معاینہ ہوا۔لاش کو سنبھالا گیا اور گاڑی ضبط کروا کر بازار میں چھان بین کرنے بیٹھ گئے۔اس وقت میاں محمد اسحاق صاحب کے صاحبزادہ میاں عبدالمجید صاحب گھر میں موجود تھے۔ہمراہ صاحبزادگان وہ بھی موقع پر حاضر ہوئے۔

الحمدللہ رب العالمین۔





## فہرست کتاب فیضان جھاگوی۔از طوطا شاعر (مرحوم ومغفور)۔۔۔


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| 1 | تقریظ جگر گوشہ سرکار جھاگوی، دامت برکاتھم العالیہ۔ | 1 |
| 2 | تقریظ سمیع اللہ عزیز منہاس، زید مجدہ | 3 |
| 3 | اولیاءاللہ کی پیروی صراط مستقیم ہے | 6 |
| 4 | گزشتہ لوگوں کے تذکرے اور قرآن کریم۔ | 12 |
| 5 | اولیائے کرام کے احوال لکھنا پڑھنا علماء کا عمل مسلسل۔ | 15 |
| 6 | کتاب فیضان جھاگوی۔ | 24 |
| 7 | خصوصیات کتاب۔ | 25 |
| 8 | مولانا ملک شیراز احمد شیرازی برکاتی کا انتخاب۔ | 25 |
| 9 | پیش لفظ | 29 |
| 10 | میرے انتخاب کا سبب | 30 |
| 11 | کرامات حضرت بابا جھاگوی بیان کردہ ملک ذوالفقار مرحوم (درگ) | 33 |
| 12 | سجدے میں انتقال۔ | 36 |
| 13 | کل مہمان آئیں گے۔ | 37 |
| 14 | فقیر کی پہچان۔ | 37 |
| 15 | اللہ کرم کرے گا۔ | 38 |
| 16 | جائے مدفن کا انتخاب۔ | 38 |
| 17 | صاحبزادہ میاں عبدالحمید برکتی علیہ رحمۃ الرحمٰن۔ | 39 |

| | | |
|---|---|---|
| 18 | کل ہماری ملاقات ہوگی۔ | 40 |
| 19 | شہید ناصر شفیق (چنجاٹھ شریف)۔ | 40 |
| 20 | شکریہ آپ کا۔ | 42 |
| 21 | حضرت بابا جھاگ والے کی شاندار کرامت پر۔ | 43 |
| 22 | غزل۔ | 45 |
| 23 | امام رازی پر شیطان کا حملہ۔ | 46 |
| 24 | غوث الزمان بابا جھاگوی کی دینی واصلاحی خدمات۔ | 47 |
| 25 | حقیقی ولی کی پہچان۔ | 47 |
| 26 | آپ کے حج مبارک۔ | 48 |
| 27 | حضور (ﷺ) سے بیعت۔ | 49 |
| 28 | غوث الزمان حضرت بابا جھاگوی کی مہمان نوازی۔ | 53 |
| 29 | صفت سخاوت کا کمال۔ | 55 |
| 30 | غوث الزمان کی جدائی کا غم۔ | 58 |
| 31 | موضع بیاڑی (درگ) مسجد کی تعمیر۔ | 61 |
| 32 | توصیف جھاگوی بابا اور مراتب۔ | 64 |
| 33 | ترتیبی مراکز۔ | 66 |
| 34 | سیرت پاک۔ | 72 |
| 35 | دوسرا مرتبہ۔ | 75 |
| 36 | تیسرا مرتبہ۔ | 76 |







| | | |
|---|---|---|
| 37 | چوتھا مرتبہ۔ | 77 |
| 38 | پانچواں مرتبہ۔ | 84 |
| 39 | وقت وصال پاک۔ | 87 |
| 40 | مدینے کا سورج۔ | 87 |
| 41 | نعرہ مارو۔ | 87 |
| 42 | جس بندے نوں صاحب سدے۔ | 88 |
| 43 | واصل بحق۔ | 91 |
| 44 | جائے مزار کا انتخاب۔ | 92 |
| 45 | روضے کی تعمیر اور سنگ مرمر۔ | 94 |
| 46 | وفات غوث الزمان میاں برکت اللہ جھاگ والے۔ | 99 |
| 47 | برص کے مریض کی شفایابی۔ | 103 |
| 48 | لنگر کی روٹی میں شفا۔ | 105 |
| 49 | تعویذ کی برکت۔ | 106 |
| 50 | بس نگاہ ہی کافی ہے۔ | 107 |
| 51 | صحتیابی۔ | 108 |
| 52 | لنگر کی تقسیم میں سخاوت کا انداز۔ | 113 |
| 53 | وفات حضرت صاحب۔ | 115 |
| 54 | اوصاف اولیائے کرام۔ | 116 |
| 55 | فرمودات اولیائے کرام۔ | 118 |

| | | |
|---|---|---|
| 56 | موت۔ | 120 |
| 57 | فکرِ آخرت۔ | 121 |
| 58 | چار بیتہ تخی سرکار جھاگوی۔ | 123 |
| 59 | خانقاہ کی مٹی کا ادب۔ | 125 |
| 60 | مرشد کے جبہ مبارک کی برکت سے سومنات کی فتح۔ | 125 |
| 61 | بدعقیدگی چھوڑ کر اولیائے کرام کا دامن پکڑو۔ | 129 |
| 62 | فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ۔ | 131 |
| 63 | علم شریعت اور راہِ فقر۔ | 133 |
| 64 | قیمتی بات۔ | 134 |
| 65 | میاں محمد اسحاق کی حضرت خضر سے ملاقات۔ | 135 |
| 66 | صفات حضرت بابا جھاگوی رحمۃ اللہ علیہ۔ | 138 |
| 67 | اللہ کی مخلوق سے پیار و محبت۔ | 140 |
| 68 | مرشد سے سچی محبت کا فائدہ۔ | 142 |
| 69 | اولیائے کرام کی شان۔ | 142 |
| 70 | دنیا سے بے نیازی۔ | 144 |
| 71 | تخی سرکار جھاگوی (ماہیا)۔ | 146 |
| 72 | دستار مبارک۔ | 148 |
| 73 | داڑھی مبارک۔ | 148 |
| 74 | حضرت بابا جھاگوی کے چار جگر پارے۔ | 151 |







| | | |
|---|---|---|
| 75 | آستانہ غوثیہ اور حضرت میاں محمد اسحاق۔ | 152 |
| 76 | عقل کی اقسام۔ | 153 |
| 77 | ولایت کی اقسام۔ | 154 |
| 78 | استقامت کی اقسام۔ | 155 |
| 79 | مریدین کے لیے نصیحت۔ | 156 |
| 80 | سجادہ نشین حضرت میاں محمد اسحاق کی شان۔ | 157 |
| 81 | پاک دامنی کے فوائد۔ | 158 |
| 82 | سنہری اصول۔ | 160 |
| 83 | حضرت سلیمان بن یسار کا تقوی۔ | 160 |
| 84 | ذمہ داری اشاعت شاعری۔ | 162 |
| 85 | ان کے فرمان پر اولاد کا تحفہ۔ | 163 |
| 86 | سہ حرفی میاں محمد بخش صاحب۔ | 166 |
| 87 | داستان سسرال (کٹھہ پیراں)۔ | 167 |
| 88 | بھک کھبہا تبدیل کرانے والی غوث کے حکم کی تعمیل۔ | 169 |
| 89 | حضرت میاں الف دین باجی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ | 174 |
| 90 | تپ گئی ہے تپالی۔ | 176 |
| 91 | اللہ کے ولی کے حکم پر بھک کی تبدیلی۔ | 179 |
| 92 | گاؤں کا ایک واقعہ۔ | 181 |
| 93 | شادی خانہ آبادی۔ | 183 |

| | | |
|---|---|---|
| 94 | حضرت قالو میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔ | 184 |
| 95 | دنیا فانی۔ | 186 |
| 96 | کرامت حضرت میاں محمد شفیع جھاکوی دامت برکاتہم العالیہ۔ | 190 |
| 97 | قحط سالی کا علاج۔ | 194 |
| 98 | حج مبارک حضرت میاں محمد اسحاق رحمہ اللہ۔ | 198 |
| 99 | داستان وفات میاں مرزا عبدالرشید رحمہ اللہ تعالیٰ۔ | 200 |
| 100 | بابرکت اللہ کا دیوا۔ | 206 |
| 101 | دربار غوثیہ میں شیر کی حاضری۔ | 208 |
| 102 | الحاج میاں محمد اسحاق برکتی قدس روحہ۔ | 210 |
| 103 | کٹھہ پیراں جمال الدین چاچا کا انتقال۔ | 211 |
| 104 | حادثہ مرحوم روشن دین لوات۔ | 213 |
| 105 | فہرست کتاب فیضان جھاکوی۔ | 216 |
| | | |